

کچھ مہر علی کچھ تیسری شہ  
گستاخ اکھیں کچھ جہاں

سیرت و  
سوانح حیات  
(جامع)  
حضرت  
پیر محمد علی شاہ  
گوارہ شریف





Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

یا علی

جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ ہیں  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یا قیوم

سُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَجْمَلَكَ مَا أَحْسَنَكَ مَا أَكَمَلَكَ

کتھے مہر علی کتھے تیری شفاء  
گستاخ اکھیں کتھے جاڑیاں

سوانح حیات  
رحمۃ اللہ علیہ  
پیر عمر شاہ  
گولڑہ شریف

مصنف

اسلم ادیب سخن ممتاز الشعراء ملک محمد اشرف قادری حشتی  
ساکن کلریالہ گجراں ڈاکخانہ سید کسراں تحصیل گوجران ضلع راولپنڈی

شمع یک الحنسی  
منگوانے کا پتہ  
۸۔ یوسف مارکیٹ لاہور  
غزنی سٹیٹس اردو بازار

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

98389

نام کتاب ————— سوانح حیات خواجہ پیر مہر علی شاہ  
دربار عالیہ گولڑہ شریف

مؤلف ————— خلیفہ ملک محمد اشرف نقشبندی قادری  
الہیستی غفرلہ

نظر ثانی ————— پیر طریقت الحاج پیر محمد مطلوب الرسول  
الہی سجادہ نشین دربار عالیہ للہ شریف  
جہلم

ناشر ————— صابر حسین لاہور

کتابت ————— عبدالقیوم راولپنڈی

بار دہم ————— اکتوبر ۲۰۰۴ء

ضخامت ————— ۳۸۴ صفحات

تعداد ————— ایک ہزار (۱۰۰۰)

قیمت ————— ۷ روپے

== نیا ایڈیشن معہ اضافہ شدہ

سٹاکسٹ

۸۔ یوسف مارکیٹ لاہور  
غزنی سٹریٹ اردو بازار  
شمع بک اینڈ پرنٹری



# فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۳۵	شاہ شمس تبریزؒ	۱۱	ابتدائیہ
۳۶	خواجہ معین الدین چشتیؒ	۱۵	تعارف و ربط
"	میاں محمد بخشؒ	۲۲	انتساب جمیل
۳۷	پیر طریقت کی ضرورت	۲۳	نذر عقیدت
۳۸	مرشد کامل سے بیعت		بسم اللہ الرحمن الرحیم
۳۹	طریقت میں کامل شیخ کی ضرورت	۲۴	تصوف
"	جس کا پیر نہیں اس کا پیہ	۲۵	فنا فی الشیخ
"	شیطان ہے ۔	۲۶	حضرت جنید بغدادی اور مرید
۴۰	بنی اسرائیل کے اونٹ کا واقعہ	۲۷	فنا فی الشیخ کا فائدہ
۴۱	حضرت کے ایک مرید کا واقعہ	۲۸	تصور شیخ
"	نانوے قتل کے بعد توبہ	"	تصور شیخ کا طریقہ
۴۲	توبہ کی قبولیت	۲۹	نماز میں مرشد کا تصور
۴۳	اصحاب کہف کا ایک مشہور واقعہ	۳۰	پیر کے لئے دعا
۴۴	حکایت	۳۱	حضور نبی کریمؐ نے فرمایا
۴۵	مولانا روم نے فرمایا	"	فنا فی الرسولؐ
		۳۲	فنا فی اللہ



صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۸۷	آپ کا سلسلہ نسب	۵۶	میں نہیں سمجھ توں
۸۹	حضرت صاحب کا خاندان	۵۷	حضرت سلطان باہو
۹۰	ولادت باسعادت	۵۸	نماز کے فضائل
۹۱	شجرہ نسب	۵۹	نماز جس نے ترک کی
۹۳	حضرت صاحب کے والدین	۶۰	فرض نماز کے بعد کی مسنون دعائیں
	کریمین	۶۱	توشہ آخرت
۹۴	حضرت قبلہ عالم کی والدہ ماجدہ	۶۲	نفی اثبات
۹۶	ماں کی شان	۶۳	حمد باری تعالیٰ
۹۷	کلام میاں محمد بخش	۶۴	نعت رسول مقبول
۹۸	بچپن میں عشق الہی کی سرگرمیاں	۶۵	شان مرشد
۱۰۰	اسے معلوم نہیں کہ یہ کیا ہونے والا ہے	۶۶	خدا کے فضل سے ہم پر ہے
۹۹	سات سال کی عمر میں بحالت	۶۷	مدح غوث اعظم
۱۰۱	خواب ابلیس سے قوت آزمائی	۶۸	فیضان پیر مہر علی
۱۰۲	ابتدائی تعلیم	۶۹	دربار عالیہ گولڑہ شریف
۱۰۳	قرآن مجید ناظرہ پڑھا حفظ ہو گیا	۷۰	حضرت صاحب کے فرامین
۱۰۴	مادر زاد ولایت پر کرم	۷۱	دربار عالیہ چشتیہ کے اوصاف
۱۰۵	موضع بھونی کے درس میں داخلہ	۷۲	چودہویں صدی کا مجدد
۱۰۶	بھونی کا ایک طالب علمانہ مناظرہ	۷۳	بسم اللہ کا اہم عدد
۱۰۷	عید گاہ ماغریباں کوئے تو	۷۴	حیات
		۷۵	پیر مہر علی شاہ



صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۱۱۶	استاذ محترم کی معیت میں سیال	۱۰۴	درس انگہ میں شمولیت
	شریف کی حاضری	۱۰۵	مورد فنی جو دو اشیاء کا مظاہرہ
۱۱۸	حضرت صاحب کے مشاغل اور	۱۰۶	تم قصیدہ پڑھو میں قصیدہ
	شمائل و خصائل		دلے کو بلاتا ہوں
۱۲۲	متعلقین سے وفاداری کا معاملہ	۱۰۶	ایک آسیب زدہ مسجد کو
۱۲۳	معاندین سے حسن سلوک	۱۰۶	دارالوظائف قرار دینا جرأت
۱۲۴	دنیا سے بے توجہی		در حمدی کا مظاہرہ -
"	دوستی اور دشمنی کے متعلق نظریہ	۱۰۷	خلوت میں جلوت
۱۲۵	حضرت مائی صاحبہ کی برکات	۱۰۸	ایک مجذوب کا اظہار حیرت
	کے خصوصی اثرات	۱۰۹	ایک عابدہ مائی کی پیش گوئی
۱۲۶	حضرت صاحب کی خوراک	۱۱۰	تعلیم و تعلم میں انہماک
۱۲۷	استاد زادوں کا احترام	۱۱۱	بلانے والے کو سلیقہ ہو تو اہل
"	حضرت صاحب کا حلیہ مبارک		بدرخ جواب دیتے ہیں
۱۲۸	حضرت صاحب کا لباس	۱۱۱	بہ ہندوستان داد خواہم لگام
۱۲۹	آواز و گفتار	۱۱۲	سلوک کی منازل
"	چال اور رفتار	۱۱۳	آپ کا اخلاق
۱۳۰	حضرت صاحب کی اسب سواری	۱۱۴	آپ کی اولاد
۱۳۱	ایک مخلص کے دلی خط کا	"	دور ارشاد و تبلیغ
	از خود جواب	۱۱۶	حضرت کے مرشد شمس الدین
۱۳۲	حضور نام کے گھوڑے کا		سیالوی



صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
	زیارت	۱۳۲	اظہار ادب۔
۱۳۵	قاضی فیض عالم	"	پاک پتن شریف میں ایک
۱۳۶	ایک قادری فقیر کے محبت		گھوڑے کی سرکشی
	بھڑے مجلہ کا حضرت پر اثر	۱۳۷	ڈھیری شاہان کی بارات کا
۱۳۷	محبوب و سیاحت، میلے		واقعہ
"	تماشوں سے نفرت	"	معنوی جمالیات کے علاوہ
"	اثنائے درس آنحضرت صلی اللہ		صوری محاسن پر نظر
	علیہ وآلہ وسلم کی عنایات	۱۳۶	حضرت صاحب کی عبادت
۱۳۸	عشق رسول صلی اللہ علیہ	۱۳۷	حضرت صاحب کی وفاداری
	وآلہ وسلم	"	حضرت صاحب کی ابتدائی
۱۳۸	آپ نے مثل عالم اور ولی		نشست گاہ
	کامل تھے۔	۱۳۸	مراکبہ، ذکر و فکر کی کیفیت
۱۳۹	درس و تدریس	۱۳۹	شان تربیت
۱۵۱	کشف و کرامات کے دلائل	"	اگر خدا سے ملنا ہے تو گورہ
	و ثبوت		شریف جاؤ
۱۵۸	کرامات کا ظہور	۱۴۰	چالیس روز کی بجائے دو یوم
۲۰۹	حضرت پیر مہر علی شاہ کے		میں ہی تکیل کار
	معصرا و لیسا	۱۴۱	سفری حج کے مکاشفات
"	حضرت باوا افضل دین گلیامی	۱۴۲	شیخ کی غیرت
	چشتی نظامی	۱۴۳	حضرت خضر علیہ السلام کی



صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
	حسن ابدال	۲۱۶	حضرت خواجہ احمد میرویؒ
۲۳۳	حضرت خواجہ عبدالرحمن چھوہر شریف	۲۱۷	حضرت مولوی اکبر علی میانوالی
	ہری پور	۲۱۸	حضرت خواجہ امیر احمد سیالویؒ
۲۳۷	حضرت مولینا وصی احمد محدثؒ	۲۱۹	حضرت سلطان نور احمدؒ
	پیلی بھیت		دربار سلطان باہوؒ
۲۳۸	حضرت سید عل شاہ دندہ شاہؒ	۲۲۱	حضرت پیر جماعت علی شاہؒ
	بلاول۔ اٹک	"	حافظ جماعت علی شاہؒ
"	حضرت شاہ سلیمان شاہؒ پھلواڑی		علی پور شریف
۲۴۰	حضرت سید سید علی شاہؒ سہادہ	۲۲۲	حضرت میان شیر محمدؒ شرقپور
۲۴۲	حضرت مولینا عبدالباریؒ رنگی محلی		شریف
"	حضرت دیوان غیاث الدینؒ جمیر شریف	۲۲۴	حضرت خواجہ عبدالعزیزؒ ڈوگرہ شریف
"	حضرت دیوان سید محمد شاہؒ پاکپن شریف	۲۲۶	حضرت حافظ عبدالکریم عیدگا
"	حضرت خواجہ حسن نظامی		شریف
۲۴۳	حضرت خواجہ اللہ بخشؒ تونسہ شریف	۲۲۷	حضرت مخدوم صدر الدین شاہ
۲۴۵	حضرت خواجہ محمد دینؒ سیال شریف		گیلانی ملتان
۲۴۹	حضرت صاحبزادہ محمد امینؒ سیالوی	۲۲۸	حضرت مخدوم اللہ بخشؒ گیلانی ملتان
"	حضرت حیدر علی شاہؒ جلالپور شریف	"	حضرت سید غلام عباس شاہؒ
۲۵۰	بیماری اور ضعف		مکھڑ شریف
۲۵۱	منظر رحمت عالم	۲۳۲	حضرت پیر قطب شاہ سندیلویؒ
۲۵۲	انزونی مشاہدہ	۲۳۳	حضرت خواجہ عبدالرحیم باغ درہ



صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۲۶۲	حضرت مولانا علی کا انبیائے کرام سے تعلق	۲۵۳	بشارات
۲۶۳	ابدال اور نقباء کی منازل اور کیفیات کا بیان	۲۵۴	طبی مشوروں پر ہوا خوری کا التزام
۲۶۴	دیوان حافظ کے دو اشعار کی تشریح	۲۵۵	عرض معروض کی کیفیات
۲۶۵	درویشوں کی چار قسمیں ہیں (محبوب محض زاہد خشک مجذوب سالک اور سالک مجذوب انواع ذکر اول)	۲۵۶	مجاذیب اور اہل سکر کی کثرت
۲۶۵	غافل اور زبان شاغل غفلت اور شغل مساوی غفلت، کمر اور شغل	۲۵۷	خاضری
۲۶۶	زیادہ صحابہ کرام کا حضور دوام تصور شیخ اور رابطہ فی الصلوٰۃ	۲۵۸	گمشدگی سایہ کی اطلاع
۲۶۹	صحبت یار آخر باشت	۲۵۹	ایک صاحب کشف فقیر جو بوجہ لغزش علمی گمراہ ہو گیا۔
۲۷۰	تاریخ وصال مبارک	۲۶۰	عبادت سے ملائکہ کی تولید
۲۷۱	حضرت قبلہ عالم کی آخری زیارت	۲۶۱	ترک اشغال بمعنی عدم تحت نشینی
۲۷۲	تقداد نماز جنازہ	۲۶۲	مولویت کے لئے چار کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے۔
۲۷۳	حضرت صاحب کار و فضلہ مبارک	۲۶۳	ایک مجذوب جو اپنے تئیں تلاش کرتا تھا اور نہیں پاتا
۲۷۴	لنگر غوثیہ کا بذل و سخا	۲۶۴	سخن در فضیلت اہلبیت کرام
۲۷۵	آمد و رفت مریداں	۲۶۵	حسینؑ کے ابنائے رسول اللہ ہونے کا قرآنی ثبوت
۲۷۶		۲۶۶	دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔



صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۳۳۹	کلمہ شریف	۲۷۶	پہلا طاعن مبارک گیارہویں
۳۴۳	رب محفلاں سجاٹیاں زلعت		شریف
۳۴۴	صلوۃ و سلام	۲۷۷	دوسرا طاعن مبارک خواجہ
۳۴۸	مصطفیٰ جانِ رحمت پر لاکھوں		پیر مہر علی شاہ
	سلام	۲۷۹	تیسرا طاعن پیر غلام محی الدین
۳۴۹	درودِ ارواحی		بابو جی رحمۃ اللہ علیہ
۳۵۲	آپ کی فوٹو مبارک	۲۸۰	بہشتی دروازہ
۳۵۲	حضرت قبلہ عالم کے سلاسل	۲۸۱	علامہ اقبال کا خط
	فقر	۲۸۲	سی حرفی حضرت پیر مہر علی شاہ
۳۵۵	سلسلہ چشتیہ منظوم		رحمۃ اللہ علیہ
۳۵۷	سلسلہ قادریہ جدید منظوم	۲۹۶	آپ کے ارشادات و فرمودات
۳۵۹	اسباقِ چشتیہ عالیہ	۳۰۱	آپ کی تصنیفات و تالیفات
۳۶۳	ختم مبارک جمیع خواجگان	۳۰۴	عشق رسول میں نعتیہ کلام
۳۶۸	دعائے روزِ مرہ بعد نمازِ صبح	۳۰۵	قبلہ عالم کی مشہور نعت شریف
۳۷۱	ختم شریف چشتیہ نظامیہ		آج سبکِ مہراں دی دھیر کا
۳۷۸	نادر علی مترجم	۳۱۲	عقیدت دے پھل
۳۷۹	توارخِ اعراض مشائخِ عظام	۳۱۵	بینجائی نعت شریف
۳۸۲	حضرت صاحبِ کاشجرہ	۳۱۹	منقبت شریف
	خانہ دانی	۳۲۱	کتے مرشدِ نرس جاوے
۳۸۳	فہرست کتب	۳۲۳	مرثیہ



اے اللہ

یا اِنْسَاقُ

اے روزی دینے والے

یا کَرِیْمُ

اے سخی

یا یَاسِطُ

اے خوشحالی بخشنے والے

یا فَتَّاحُ

اے جہت کے دروازے کھولنے والے

تمام پریشانیوں کے لئے اکیر ہے۔ روز مقررہ وقت کیساتھ ۲۱ مرتبہ پڑھیں

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَ  
اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ  
فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّبَالِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْبَعِیْ  
وَالْبَهَاتِ۔ (تین دفعہ صبح و شام پڑھیں)

فجر کے بعد: ھُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۱۰۰ بار، ظہر کے بعد: ھُوَ  
الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۱۰۰ بار، عصر کے بعد: ھُوَ الرَّحْمٰنُ  
الرَّحِيْمُ ۱۰۰ بار، مغرب کے بعد: ھُوَ الْغَنی الْحَمِيْدُ ۱۰۰ بار  
عشاء کے بعد: ھُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۱۰۰ بار



# اَلَيْسَ بِكَ عَرَسٌ

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا !  
نگاہِ سرورِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى النَّبِیِّ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ  
اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ط

محبوبِ الہی کی اُلفت جس دل میں پالی جاتی ہے  
ہر سانس میں اَللّٰہ اَللّٰہ کی اس قلب سے آواز آتی ہے  
مرشد میرا ہادی ہمدی کا بلِ مردِ نیارا  
نام مبارک مہر علی شاہ جی اشرف جانے عالم سارا  
صحبتِ سنگت پیرِ میگردی بہترِ فضلِ نمازوں  
اک ایک سُمن شریف انہاں دامحرم کردارِ رازوں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
اَمَّا بَعْدُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور حضورِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور  
آپ کی آل پاک پر دُرود و سلام کے بعد گزارش ہے کہ یہ بندہ حقیر باوجود  
اپنی سینکڑوں کوتاہیوں اور کمزوریوں و مجبوریوں کے یہ تالیف حضرت قطب  
دورانِ غوثِ زمان قبلۃ عالم خواجہ پیر سیدنا مہر علی شاہ گیلانی قدس سرہ العزیز  
گوٹروی کے حالاتِ زندگی سامعین کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل  
کر رہا ہوں۔ اس کے باوجود میرے دل میں یہ جذبہ موجبِ زن ہے کہ اعلیٰ حضرت  
خواجہ پیر سیدنا مہر علی شاہ کی تبلیغ، تصوف، اسلام کے سلسلے میں دینی  
خدماتِ قلم بند کروں۔ ایک عرصہ سے بعض احباب کا یہ اصرار تھا کہ یہ ناچیز



ایک ایسی کتاب لکھے جو نہ اتنی مختصر ہو کہ مطلب ہی پورا نہ ہو سکے اور نہ اتنی طویل ہو کہ مطالعہ کے لئے مزید وقت درکار ہو لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔  
گولڑہ شریف کے باپ اور بیٹا

جس نے دیکھا دل دے بیٹھا

آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے علم و فقر میں حضرت قبلہ و عالم خواجہ پیر سیدنا مہر علی شاہؒ کو جو مرتبہ و مقام عطا فرمایا تھا اس کا صحیح اور ادراک و بیان ہر کس و ناکس کا کام نہ تھا۔ کیفیات قلبی اور مشاہدات باطنی کا استفہام اور بھران کا الفاظ میں اظہار فرمایا کرتے تھے۔ تقریباً پچاس سال کی طویل صحبت و استفادہ کے باوجود بالآخر متاسفانہ انداز میں یہی کہا کہ افسوس تم اعلیٰ حضرت سیدنا خواجہ پیر مہر علی شاہؒ رحمۃ اللہ علیہ کو پہچان نہ سکے۔ چنانچہ آفتاب آمد دلیل آفتاب پر اکتفا کرتے ہوئے اس وسیع میدان میں قدم بٹھانے کی جرأت کسی کو نہ ہوئی تھی۔ لہذا اس سلسلے میں، میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا لاکھ شکریہ گزارا ہوں جس نے بندہ عاصی کو اپنی بے مثال بے شمار نعمتوں سے نوازا اور طفیل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اودان بزرگان دین کا ملین شخصیتوں جناب پیران پیر و سنگیر، محبوب سبحانی، شہباز لامکانی، قطب ربانی، شہنشاہ ولایت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ قدس سرہ العزیز، اعلیٰ حضرت خواجہ خواجگان پیر شمس العارنین بیالوی رحمۃ اللہ علیہ، اعلیٰ حضرت خواجہ خواجگان معین الدین چشتیؒ حضرت میاں فضل الدین چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ علی پور سیداں شریف سیالکوٹ اور جناب قبلہ عالم مخدوم طریقت سیدنا پیر غلام محی الدین المعروف بابو جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف کے صدقہ اود نگاہ اولین سے ہمیشہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی ورنہ

صلاح کار کجا و من خراب کجا

یہ بین تفاوت راہ از کجاست تا کجا



کتاب ہذا کو مختصر ہے مگر گونا گوں خوبیوں کے باوجود حالات زندگی خواجہ خواجگان سیدنا پیر مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز پر مکمل مبنی ہے۔ میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ تمام عقیدت مند اولیاء کرام، علماء کرام اور شائقین حضرات اس کتاب کے مطالعہ سے مستفیض ہوں گے۔

تاہم برادران اسلام بالخصوص متعقدین آستانہ عالیہ غوثیہ چشتیہ گولڑہ شریف سے توقع ہے کہ بندۂ عاصی کی اس سعی و محنت کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ آخر میں التماس ہے کہ اس کتاب کا بغور مطالعہ عمیق نظروں سے فرمائیے اور اپنی خصوصی دعاؤں میں اس گنہگار کو بھی شامل فرمائیے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۖ حَقِيقَتٌ مِّنْ دَعَاؤِیْ مِیْنَ بَرَاۤءِ اَثر ہوتا ہے۔۔۔ جہاں اپنے بچوں کے لیے اور اپنے عزیز و اقارب کے لیے دعا کریں گے وہاں اس بندۂ عاصی کے لیے بھی ضرور دعا فرمائیں۔ آپ کی دعاؤں سے میری یہ تصنیف انشاء اللہ تعالیٰ بفضل خدا میری بخشش اور سعادت داریں کا موجب بنے گی۔ ”آمین“

آپ کے حالات زندگی پر قلم اٹھانا میرا اپنا منصب تو نہیں صرف اس حسن عقیدت کے پیش نظر کہ شاید ان محبوبان الہی کی شان میں کوئی جملہ بارگاہ خداوندی میں شرف قبولیت پا کر محشر میں میری نجات کا سہارا بن جائے۔ انہی کم علمی کے باوجود قلم لے کر بیٹھ گیا۔ ورنہ

من کیستم کہ با تو دم بندگی زخم  
پہنندیں سگان کوئے تو ہستم و یک منم

دوسرا مقصد یہ ہے کہ شاید میری یہ چند سطور مرشدی و سیدی حضرت خواجہ مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے کسی حاضر باش اور صاحب بصیرت نیازمند کی توجہ اس طرف مبذول کر دیں اور وہ آپ کے شایان شان ”سوانح حیات“ منصفہ شہود پر لاسکے۔

ہر کسے را بہر کارے ساختند

حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے ۷۹ سال شمع رشد و ہدایت فروزاں رکھی۔ آپ کی اسلامی روحانی اور تبلیغی کوششوں سے ہزاروں گم کردہ راہ انسانوں



نے صراطِ مستقیم پائی۔ اگر آپ حضرات نے میری جستجوئے محبت اور جانفشانی  
کا قدر کی تو بفضلِ خدا تعالیٰ مرشدِ کامل برحق راہِ مستین اعلیٰ حضرت خواجہ  
خواجگان سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ العزیز کی حیات مبارکہ مصنف  
کی قابلِ قدر داد ہوگی۔

والسلام

مٹے گی دل سے نہ یاد گولڑہ شریف  
کہ ہے بہشتِ سواد گولڑہ شریف  
مجھے عاجزی میں وہ مزہ ملا جو غرور تھا وہ نکل گیا  
تیرے کرم کی ایسی ہوا چلی کہ میں گرتے گرتے سنبھل گیا

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف فرماندے ہیں  
کہ مر مر بناؤں شیشہ ہل ماروٹ بھن دے  
دنیا اُتے تھوڑے رہ گئے قدر خناس سخن دے

## گر قبولِ امت نہ ہے عز و شرف

فقط طالب دعا و نگاہ  
احقر العباد خاکِ پائے محمدؐ و آلِ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بیچمدان !

خلیفہ ملک محمد اشرف نقشبندی قادری چشتی  
کلریالہ گجران تحصیل گوجران ضلع راولپنڈی



# تَقْرِیظ !

علامہ الحاج پیر علاؤ الدین صدیقی صاحب مدظلہ  
سجادہ نشین دربار عالمیہ نیریاں شریف آزاد کشمیر

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ  
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
الْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ الْوَحِيدِ الْوَاحِدِ  
الَّذِي هَدَانَا إِلَى الْإِسْلَامِ وَالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَالصَّوْمِ  
وَالْحَقِّ وَالْحَقِّ وَالْحَقِّ وَالْحَقِّ وَالْحَقِّ وَالْحَقِّ  
الَّذِينَ قَامُوا عَلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ !  
تاریخ اسلام کے اوراق گواہ ہیں کہ اطراف و اکناف عالم میں دین  
اسلام کی اشاعت اولیاء کرام اور علماء حق کی بے لوث تبلیغ  
کی بدولت ہوئی۔ انہی بے نفس حضرات کی مساعی جمیلہ سے آج دنیا کی  
فضا توحید و سنت کے دلنواز نعمات سے گونج رہی ہے۔ بالخصوص  
برصغیر پاک و ہند کی سرزمین میں ”تختم سجدہ“ کی کاشت اور شجر اسلام کی  
آبیاری میں زیادہ تر حصہ نیا کرام کا ہی حصہ ہے۔ اس خطہ کی تاریخ مشاہدہ ہے  
کہ ہندوستان کی سرزمین پر مسلمانوں کی آٹھ سو سال عظیم المثال سکمرانی رہی  
محبوبانِ ربانی کی مبلغانہ جدوجہد کا نتیجہ تھی۔

یہ اہل اللہ عرب سے اُٹھے، سنجر اور غزنی سے آئے اور کفرستان ہند میں راہ سے  
بھٹکی ہوئی انسانیت کے سامنے خلق محمدیؐ کا وہ عظیم نمونہ پیش کیا کہ  
گنگ و جمن کے حواری اور بٹکدہ سو منات کے پجاری خدائے واحد کے



پرستار اور توحید و رسالت کے علمبردار بن گئے۔

اسی مقدس جماعت کی ایک بقیۃ السلف شخصیت فخر سادات چشتیاں حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ گیلانیؒ جنہوں نے مارگلہ کی پہاڑیوں کے دامن میں واقع قصبہ گولڑہ شریف میں ۷۹ برس شمع رشد ہدایت فروزاں رکھی۔ آپ کی اسلامی و روحانی اور تبلیغی کوششوں سے ہزاروں گم کردہ راہ النالوں نے صراطِ مستقیم پائی۔

آپؒ کی حیات مصنف خلیفہ ملک محمد اشرف نقشبندی قادری چشتی نے لکھ کر زاہرین کے مطالعہ کے لیے پیش کر دی ہے۔ انتہائی خوبصورت انداز میں انہوں نے بڑی محنت اور لگن سے مظاہرہ کیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب کے صدقے اور سیدنا خواجہ پیر مہر علی شاہ کے صدقے ان کی اس کوشش کو توشہ آخرت بنا دے۔ ”اٰمین“  
کتاب مکمل اور جامع ہے۔ بڑے پیارے انداز میں لکھی گئی ہے زیادہ سے زیادہ خرید کر مطالعہ کریں۔ اور مصنف و پبلشرز کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔  
والسلام“

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن  
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

دعا گو !

پیر علاؤ الدین صدیقی  
سجادہ نشین آستانہ عالیہ  
نیریاں شریف تھانہ کھل، پونچھ  
نہر زاد کشمیر

# تقریظ !

محقق ابن محقق غم دوم الہسنت محمد عبد الشکور چشتی ہزاری  
شیخ القرآن حضرت مولانا مفتی  
دوم چشتیہ غفور یہ مہر آباد شریف دزیر آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
مُحَمَّدٌ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَآلِہٖ وَاصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ  
اَمَّا بَعْدُ

برصغیر میں زہد و ریاضت اور عبادت الہی میں یگانہ روزگار ہر دور میں اُمت مسلمہ کو اسلام کی تعلیمات پر بہرہ مند رکھنے کی تگ و دو اولیاء کرام گزے ہیں جنہوں نے دین اسلام تہذیب و اخلاق اور اصلاح نفوس کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر رکھی تھیں آج جو ہم اسلام کی عظمت و محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اخلاقِ حسنہ کے شاہکار دیکھ رہے ہیں یہ سب ان ہی اولیاء کرام کی برکات اور کرامات کا نتیجہ ہیں جتنی خدمت اسلام کی سر بلندی، نفاذِ شریعت اسلامیہ، حفاظتِ ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مدافعت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و اہل بیعتِ عظامؓ اور خصوصاً امامِ عظیم حضرت امام ابو حنیفہؒ کی تعلیمات اقدس کی حفاظت کے لیے ان بوریہ نشیں اولیاء کرام نے اپنی مقدس خانقاہوں میں بیٹھ کر کسی صاحب منصب و جاہ اور نہ ہی کسی بڑے سے بڑے سرمایہ دار کو نصیب ہوئی۔ برصغیر کے ان ہی عظیم المرتبت بزرگانِ کرام میں ایک عظیم شخصیت عارف باللہ واقع سرارِ المحضرت سیدنا خواجہ پیر مہر علی شاہ گودڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات ہے۔ جنہوں نے اپنے دور میں اپنی توجہات باطنی اور روحانی کمالات سے مخلوقِ خدا کی اصلاح کی۔ المحضرت خواجہ خواجگان سیدنا پیر مہر علی شاہ



رحمۃ اللہ علیہ نے گولڑہ شریف میں قیام فرما کر اپنی انہی توجہات باطنی کے ذریعہ برصغیر پاک و ہند کے گوشے گوشے میں یادِ الہی، محبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، عظمتِ اہل بیتؑ و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا درس دیا۔ بڑے بڑے اکابر علماء جو کہ صاحب تصانیف گزرتے ہیں۔ وہ کام انجام نہیں دے سکے جو اس بزرگانہ صفت درویش نے اپنے باطنی اور روحانی کمالات کے ساتھ تبلیغِ اسلام کے لیے دور دراز ممالک میں، صحراؤں میں، پہاڑوں کی چوٹیوں پر اسلام کی عظمت اور روحانی سلوک و معرفت کی عظمت کے جھنڈے گاڑھے۔ نیز سلسلہ عالیہ جناب پیران پیر دستگیر محبوب سبحانی شہباز لامکانی، غوث صمدانی شہنشاہِ دلایت شیخ ابو محمد محی الدین سیدنا عبدالفتاد درجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد ہوتے ہوئے انہی کے طریقہ تبلیغ و اشاعت کو اپنا کر سلسلہ روحانی کو پھیلایا اور اپنے ان فرائض منصبی کو کما حقہ پورا کیا۔ ایسی برگزیدہ شخصیت کے حالات زندگی خلیفہ ملک محمد اشرف نقشبندی قادری حشتی آف کلہ پالہ گجرات نے بڑی محنت و کوشش سے تصانیف فرما کر زائرین کے سامنے پیش کیے ہیں۔ واقعی اسمِ باسمی ہیں گویا کہ دریا کو کونے میں بند کر دکھایا ہے۔

اس وقت بھی آپؑ کی اولاد کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ آپؑ کی اولاد آپؑ کی بزرگانہ روش کو قائم رکھتے ہوئے تبلیغِ دین اسلام اور محبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چراغِ جلالتے ہوئے ہیں باوجود اس کے گولڑہ شریف میں آپؑ کی اولاد صاحبِ جہاد منصب ہونے کے قابلِ احترام اور بزرگانہ نظر سے دیکھی جاتی ہے، اس کی یہی وجہ ہے کہ آپؑ کی اولاد بھی اپنے درگوں کی اس پاکیزہ روش یعنی اخلاقِ حسنہ کے ساتھ دین اسلام کی سر بلندی اور تبلیغ پر قائم ہے اور وقت مقررہ پر اپنے جدِ امجد اعلیٰ حضرت خواجہ خواجگان سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے اور غوثِ زمان پیر غلام محی الدین المودف بابو جی رحمۃ اللہ علیہ اور جناب پیران پیر دستگیر محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالفتاد درجیلانی قدس سرہ العزیز کے عرسِ مبارک کو نہایت ہی عقیدت و احترام اور شاندار طریقے سے مناکر محبت و اخلاق کا درس دیتے ہیں

اس وقت آپ کے مزار مبارک پر روحانیت کی بادشہ ہو رہی ہے۔ اور لوگ  
جوق درجوق آکر فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں۔

آپ کے عقیدت مند، محبت الفقراء ملک محمد اشرف نقشبندی قادری،  
چشتی مصنف کتب کثیرہ نے آپ کے حالات زندگی اور اذکار کی کتاب لاجواب  
لکھ کر انتہائی رہنمائی کی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور درجات بلند ہو۔  
”امین“

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا  
اونشیند در حضور اولیاء

مفتی عبد الشکور ہزاروی چشتی  
وزیر آباد، پاکستان





## تقریظ! مخدوم طریقتِ رموزِ حقیقت

کامل مرد فقیر سائیں عبدالرشید صاحب حیدری، قلندر  
سجادہ نشین دربارِ عالیہ مخدوم پیر سید فضل حسین شاہ  
بخاری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ شاہانِ مہمیاں شریف۔ ڈاکخانہ  
باغیچہ۔ تحصیل کہوٹہ۔ ضلع راولپنڈی۔

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
اَمَّا بَعْدُ

سوانح حیاتِ خواجہ خواجگانِ الحانِ اعظمی پیر سید مہر علی  
شاہ صاحب گولڑہ شریف رحمۃ اللہ علیہ مصنف جناب خلیفہ ملک  
محمد اشرف نقشبندی قادری، چشتی آف کلہ پالہ گجرات کی کتاب کا  
بندہ نے عمیق نظر سے بغور مطالعہ کیا۔ کتاب واقعی اسیم  
باسمعی ہے۔ ملک صاحب نے لاتعداد کتب تصنیف کی ہیں۔  
مکہ سلسلہ چشتیہ میں بھی جامعہ حالاتِ زندگی لکھ کر اس  
میدان میں بھی لوہا منوا گئے ہیں۔ سلطان الاولیاء میں الفقراء  
راہمائے جادہ نوروانِ راہِ طریقتِ الحانِ خواجہ خواجگانِ اعلیٰ  
حضرات تاجدارِ گولڑہ شریف پیر سید مہر علی شاہ نور اللہ مرقدہ کی  
شان کا بیان مجھ ناچیز کے بس کی بات ناممکن! ناممکن!  
وہ عظیم تھے کہ ان کی ہمناسات کے بیان کے لیے بڑے علم

بڑی نگاہ اور بصیرت کی ضرورت ہے اور میں بندہ ناپختہ جس کا علم محدود، جس کی نگہ ضعیف اور عقل و بصیرت سے تہی دامن بھلا میں کیا۔ اور میری ہستی کیا، پھر بھی اس عظیم و جلیل ہستی کا تذکرہ کرنے کیلئے جس محبت و عقیدت کی احتیاج ہے۔ وہی جذبہ بے خودی بار بار اُکساتا رہا۔ جرأت و ہمت دلاتا رہا۔ اگرچہ تم کو فی بڑے عالم نہ سہی، سگ دربار رسالت یعنی پنجتن پاک ہو۔ محبت آل نبی اور مولانا علی المرتضیٰ شیر خدا، عید گرامہ کے ماننے والے ہو۔ اولیاء اللہ و بزرگان دین کی مجالس و محافل میں بیٹھنے والے ہو۔ لہذا آپ بھی خواجہ خواجگان اعلیٰ حضرت الحاج پیر سید ہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی میں تفریط لکھ کر اسیم گرامی چشتیہ فقرا کے رجسٹریس درج کروالیں۔ کتاب لا تعداد خوبیوں کی مالک ہے۔ مارکیٹ میں خلیفہ ملک محمد اشرف صاحب کی نمایاں تصنیف ہے۔ ہر آدمی محب الفقرا سے خمدید کر مطالعہ سے مستفید ہو۔ مصنف اور پبلشرز کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔

دعا ہے کہ خلیفہ ملک محمد اشرف صاحب کو اللہ تعالیٰ مزید ترقی و ہمت کی توفیق دے۔ زورِ قلم اور زبانیہ۔ اور ملک صاحب کی اس سعی جمیلہ کو توشہ آخرت بنائے۔ آمین

دعا گو ! سائیں عبدالرشید حیدری قلمبدری  
آستانہ عالیہ پیام شریف۔ راولپنڈی



# افتتاحِ جمیل :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ  
اَمَّا بَعْدُ

میں اپنے اس سے سعی و کوشش کو جناب غوثیہ دوران حضرت  
قبلہ د عالم الحج پیر سیدنا غلام محی الدین المعروف "بابو جی  
رحمۃ اللہ علیہ" سجادہ نشین صاحبزادہ الحاج پیر سیدنا غلام حسین الدین  
المعروف بڑے لالہ جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت الحاج پیر سیدنا  
شاہ عبد الحق شاہ صاحب مدظلہ العالی کے نام نامی واسم گرامی  
سے منسوب کرتا ہوں جن کے روحانی توجہ سے مجھ جیسے خطا  
کار کو حیاتِ خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ کی تالیف کا شرف ملا

جنہاں عشق نمازاں پڑھیاں ادا کی دی نہیں ہر  
جے شک ہو دی تاں آکے دیکھ لے قبر اُتے دیو بلد

نقطہ طالبِ دعا و نگاہ

خلیفہ ملک محمد اشرف نقشبندی قادری شتی غفرلہ

98386

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## نذرِ عقیقہ

شیخ طریقت، امیر شریعت، جامع معقول، زین العارفین، قدوة السالکین  
جگر گوشہ سیدنا پیر مہر علی شاہ حضرت الحاج پیر غلام محی الدین المعروف  
بابو جی دامت فیوضہم زب آستانہ عالیہ غوثیہ چشتیہ گولڑہ شریف

کے حضور ؟

جن کی دینی و روحانی اور تبلیغی خدمات و توجہات کی بدولت  
ہزاروں گم گشتگانِ جاوہ حق، صراطِ ستقیم اور راہِ ہدایت پر گامزن ہیں،  
جن کی نگاہِ کرم اور روحانی توجہ سے ناچیز کوحیات  
خواجہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ترتیب و تالیف کا شرف  
حاصل ہوا۔

میسری قسمت سے الہی ! پاؤں گے یہ رنگِ قبول  
پھول کچھ میں نے چھنے اُن کے داماں کے لیے

ملک محمد اشرف نقشبندی  
قادری چشتی عفرہ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# تصوف

باطنی اعمال و تہذیب اخلاق کو تصوف کہتے ہیں

## تشریح

تصوف سے مراد ہے صوفی بننے کے لیے رنج و مشقت اٹھانا اور اپنی کوششوں سے یہ حاصل کرنا اور صوفیہ کا پیرا بن پہن لینا۔ جبکہ زاہد شخص زہد کے آخری درجے میں پہنچ کر ایک خاص مقام حاصل کر لیتا ہے۔ تو اس کے دل سے دنیا کی تمام اشیاء کی محبت ختم ہو جاتی ہے۔ بلکہ وہ اس سے متنفر ہو جاتا ہے۔ اس کے دل سے ان کی خواہش دور ہو جاتی ہے۔ تب وہ متزید کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ تمام دوستوں کی محبت دل سے ختم ہو جاتی ہے۔ دنیاوی چیزوں کی بجائے کوئی اور نہیں چیز اس کی نگاہ میں جلوہ گر ہونے لگتی ہے۔ دشمنی بغض اور دنیاوی دوستی ترک کر کے اپنے خالق حقیقی کا حکم کا تابع بن جاتا ہے۔ بارگاہ الہی سے محکم کا منتظر رہتا ہے۔ یہ متصوف کا درجہ ہے۔

بعض نے تصوف کا مطلب یہ لیا ہے کہ اللہ کے ساتھ سچے دل سے معاملہ رکھے اور خوش اخلاق ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب بندہ نفلوں کے ذریعے سے میرا قرب حاصل کر لیتا ہے۔ اور میری دوستی کا طالب ہوتا ہے۔ تو میں اُسے اُسی وقت اپنا دوست بنا لیتا ہوں۔ پھر اُس کے کان، آنکھیں، ہاتھ اور زبان بن جاتا ہوں۔ اس کے دل میں داخل ہوتا ہوں۔ وہ میرے ہی حکم سے سنتا ہے۔ میری ہی مدد سے دیکھتا ہے۔ اور میری ہی زبان سے بولتا ہے۔ سب کچھ وہ مجھ ہی سے پاتا ہے اور

مجھ ہی سے طاقت حاصل کرتا ہے۔ اس قسم کے بندے کا دل اللہ کی محبت سے بھرا ہوتا ہے۔ خدائی علم، نور اور معرفت سے منور ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک حدیث قدسی ہے۔ اللہ نے فرمایا! کہ میں زمین و آسمان میں نہیں سما سکتا۔ صرف اور صرف مومن بندے کے دل میں سماتا ہے۔ وقت اپنا دوست بنا لیتا ہوں۔ پھر اس کے کان، آنکھیں، ہاتھ اور زبان بن جاتا ہوں۔ اس کے دل میں داخل ہوتا ہوں۔ وہ میرے ہی حکم سے سُنتا ہے، میری ہی مدد سے دیکھتا ہے اور میری ہی زبان سے بولتا ہے، سب کچھ وہ مجھ سے پالتا ہے۔ اور مجھ ہی سے طاقت حاصل کرتا ہے اس قسم کے بندے کا دل اللہ کا محبت سے بھرا ہوتا ہے۔ خدا ہی علم نور اور معرفت سے منور ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک حدیث قدسی ہے۔ اللہ نے فرمایا ہے کہ میں زمین و آسمان میں نہیں سما سکتا صرف اور صرف مومن بندے کے دل میں سماتا ہوں۔

## فتا فی الشیخ

جو مُرید اپنے شیخ کے اندر جذب ہو جاتا ہے۔ اور اپنی ہستی کو مٹا کر شیخ کی ہستی میں سما جاتا ہے۔ اور وہ نہیں رہتا، بلکہ اس کے اندر سے شیخ ہی بولتا ہے دوسرے لفظوں میں اپنی ذات کو شیخ کی ہستی کے اندر فنا کر دیتا ہے۔ اسے فتا فی الشیخ کہتے ہیں۔

صحابہ کرام نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک بار پوچھا! یا رسول اللہ! من اولیاء اللہ۔ اولیاء اللہ کون ہیں تو آپ صا ربی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! از رو و ذکر اللہ۔ جب ان کی زیارت کی جائے تو اللہ یاد آجائے۔



ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا  
اونشیند در حضور اولیاء

## تشریح

طریقت میں پہلی منزل ثنائی الشیخ ”یعنی شیخ کی ذات میں گم ہو جانا ہے“ جب تک شیخ کی ذات میں گم نہیں ہوگا۔ آگے کی منزل کا پتہ نہیں پاسکے گا۔ مرید صادق کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے مرشد کی صفات کو بالذات خود میں ضم کرے۔ یعنی مرشد کی ہر ادا، ہر خصلت، ہر عمل کو اپنانے کی کوشش کرے۔ ہر وقت اس کے خیال میں گمان مرشد سمایا رہے۔

میرے تصورات میں نقشہ ہو پیر کا  
مرشد ہی سامنے ہو نظر جب اٹھاؤں میں

## حضرت جنید بغدادی اور مرید

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ”یا اللہ“ کا ورد کرتے ہوئے دریا پار کرتے ہیں۔ اور مرید کو فرماتے ہیں کہ تو ”یا جنید یا جنید“ پکارتا ہوا آ۔ مرید نے اپنے مرشد کا بل کو دیکھا تو اس نے ”یا جنید“ کی بجائے ”یا اللہ“ کہنا شروع کیا۔ تو ڈوبنے لگا۔ اس نے عرض کیا۔ حضرت :

آپ ”یا اللہ“ کہیں تو دریا پار ہو جاتے ہیں، اور میں کہوں تو ڈوبتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا! ابھی تو جنید تک تو پہنچا نہیں۔ اللہ تعالیٰ ایک پہنچنے کی ہوس ہے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی)

معلوم ہوا کہ جب تک انسان ”فنا فی الشیخ“ کے مرتبے پر فائز نہ ہو۔ اس وقت تک مرتبہ فنا فی الشیخ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فائز ہونا ممکن نہیں۔ تو فنا فی اللہ کے درجے پر کیسے فائز ہو سکتا ہے۔ ہمارے اسلاف نے بھی ہمیں یہی تعلیم دی ہے۔

## فنا فی الشیخ کا فائدہ

حضرت سید خواجہ توکل شاہ انبالوی رحمہ اللہ علیہ سے کسی نے عرض کیا، حضور فنا فی الشیخ کس قدر فائدہ دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا!

دوسرا دگنا اور مزید ارشاد فرمایا! کہ جلدی فائدہ تو یہی دیتا ہے کہ یہ بہت آسان اور جلدی واصل ہونے کا طریقہ ہے۔ کیونکہ جب پیشوا کا تصور پختہ ہو جاتا ہے تو کمالات اور تجلیات جو پیشوا پر بالا حالت وارد ہیں۔ وہ بوجہ اس کی محبت کے بالبتع پیروی کرنے سے اس پر بھی وارد ہونے لگتی ہیں۔ وہ بوجہ اس کی بھی ترقی ہوتی جاتی ہے تصور کو یہاں تک پکا کرنا چاہیے کہ تمام حرکات و سکنات نشست برخاست عرض کہ ہر فعل میں پیشوا کی ادائیں آجائیں اور آخر کار پیشوا کی صورت کے مشابہ ہو جائے! اسی سے پھر گلدستہ کھل جاتا ہے۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ صفحہ ۴۶۰)

فنا آتا ہو تو ہو جاؤں میں تیری ذاتِ عالی میں  
جو مجھ کو دیکھ لے اس کو تیرا دیدار ہو جائے  
ہر مقام کے خاص آداب ہوتے ہیں۔ وہی شخص منزلِ مراد تک پہنچ سکتا ہے۔  
جو ہر لمحہ ہر آن آدابِ شیخ کو ملحوظ رکھے گا۔ ورنہ فیضانِ مرشد سے ہمیشہ محروم رہے گا لہذا  
مریدِ صادق کا فرض ہے کہ حدودِ ادب قائم رکھے۔ شیخ و مرشد کے مزاج گرامی کا شناسا ہو  
ان کی نورانی طبیعت کا مشاہدہ کرتا رہے۔ اور بطریقہ مجلس ہر وقت شیخ کی طرف



حقیقت میں وہی سرمایہ عمر گرامی ہے  
 جو لمحات حسین ہم تیری محفل میں گزار آئے  
 فنا فی الشیخ ہونے کے لیے سب سے اہم بات ”تصور شیخ“ ہے۔  
 میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے کیا خوب فرمایا ہے۔  
 ۵ وادی فقر فنا دے اندر، اگلی منزل آئی  
 فقر فنا اندر چپ بہتر گل نہ جاندی بائی

## تصور شیخ کیوں کیا جاتا ہے؟

تصور کے معنی ہیں۔ خیال کرنا یا خیال رکھنا۔ انسان کو چاہیے کہ اللہ عزوجل کی قدرت  
 سلطنت کا خیال رکھے۔ تاکہ یہ خیال اسے گناہوں سے روکے۔ مگر انسان بے دیکھی  
 ذات کا خیال نہیں رکھ سکتا۔ نہ ہم نے رب دیکھا ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم کا پیارا ہے۔ اس لحاظ سے اگر صورت شیخ کو دھیان و تصور میں رکھا جائے تو یہ شکل  
 آئینہ حق بن جائے گا کہ کچھ عرصے بعد اس سے تصور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم حاصل ہوگا۔ اور پھر رب تعالیٰ کی صفات پر دھیان جم جائے گا۔ جو کہ اصل مقصود  
 ہے۔ مرید کے دل میں پیر و مرشد کی محبت اور عشق نہایت ضروری ہے اور ”تصور شیخ“  
 اسی کی ایک کڑی ہے۔ اور جب تک پیر و مرشد سے محبت و عشق نہ ہو تو ولایت کسی کو  
 نصیب ہوتی ہی نہیں۔

## تصور شیخ کا طریقہ

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین و ملت، پروانہ شمع رسالت مولانا شاہ

احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ زبردست عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور  
متجر عالم تھے۔ آپ بلا شک فنا الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلیٰ منصب پر  
متمکن تھے۔ بارہا مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اقدس سے خواب میں مشرف  
ہوئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ”تصور شیخ“ کا طریقہ یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

”خلوت“ (تنہائی) میں آوازوں سے دور، رُوبہ مکان شیخ مرشد کے گھر کی  
طرف منہ کر کے اور وصال ہو گیا ہو تو جس طرف مزار شیخ ہو ادھر متوجہ بیٹھے۔ محفل غامض  
باادب، بکمال خشوع و خضوع صورت شیخ کا تصور کرے۔ اور اپنے آپ کو اس کے  
حضور حاضر جانے اور یہ خیال جمائے کہ سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انوار  
فیوض شیخ کے قلب پر... فائض ہو رہے ہیں۔ میرا قلب، قلب شیخ کے نیچے بحالت  
دریوزی گری (گداگری) لگا ہوا ہے۔ اس میں سے انوار و فیوض اہل اہل کر میرے دل  
میں آرہے ہیں۔ اس تصور کو بڑھانے یہاں تک کہ جُم جائے۔ اور تکلف کی حاجت  
نہ رہے۔ اس میں انتہا پر شیخ خود متمثل ہو کر مرید کے ساتھ رہے گی۔ اور ہر کام میں  
مدد کرے گی۔ اور اس راہ میں جو مشکل اُسے پیش آئے گی۔ اس کا حل بتائے گی۔

(الوظیفۃ الکرمیہ صفحہ ۱۹)

۵ خاصانِ خدا، خدا نہ باشند

لیکن زخدا، جُدا نہ پا باشند

نماز میں مرشد کا تصور

حضرت قبلہ مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، شیخ و مرشد کا  
تصور نماز میں عمدًا (قصداً) نہ لائیے کہ یہ خشوع کے خلاف ہے۔ ہاں بلا ارادہ آ



جلنے پر پکڑ نہیں۔ مگر تصور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں رکھنا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ نماز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اداؤں کا نام ہے۔ جن کی اداؤں کی نقل کر رہا ہے۔ ان کا خیال بھی ضرور رکھے۔

(اسرار الاحکام صفحہ ۵۸)

ہاں مرید یہ کہہ سکتا ہے کہ نماز کا سلام پھیرتے وقت جب سر کار مدینہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فرشتوں امام و مقتدیوں پر سلامتی کی نیت کرے تو اپنے پیرو مرشد پر بھی سلامتی کی نیت کرے۔

## پیر کے لئے دعا کرتا رہے

پیر کی خدمت دل و جان اور ہاتھ پاؤں سے بجالائے اور شکر کرے کہ پیر ہی کی عنایت سے اس خدمت کی مجھ کو توفیق ہوئی ہے۔ ہر وقت پیر کے لئے درازی عمر اور قرب خداوندی کی دعا کیا کرے۔ اگرچہ اس عزیز کی دعا سے کیا ہوتا ہے۔ مگر اس بات میں اس کے خلوص و محبت کا اظہار ہے کہ جو کچھ اس سے ہو سکتا ہے یہ کرتا ہے اگر پیرو مرشد وصال فرما چکے ہوں۔ تو ایصالِ ثواب سے ان کی روح مبارک کو خوش کیا کرے۔ اور ہر وقت پیر زبان سے جاری رکھے۔

اللہ اللہ کیے جانے سے اللہ نہ ملے

ملا دیتے ہیں یہ اللہ والے اللہ سے

## حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

- مجھے بچوں کی پانچ عادتیں بہت پسند ہیں :
- ۱۔ وہ رو کر مانگتے ہیں، اور اپنی بات منوالیتے ہیں۔
  - ۲۔ وہ مٹی سے کھیلتے ہیں۔ یعنی تکیہ اور غرور خاک میں ملا دیتے ہیں۔
  - ۳۔ جھگڑتے ہیں، لڑتے ہیں، پھر صلح کر لیتے ہیں۔ یعنی دل میں حسد، بغض اور کینہ نہیں رکھتے۔
  - ۴۔ جو مل جلے وہ کھاتے ہیں۔ اور کھلاتے ہیں، اور زیادہ جمع کرنے اور ذخیرہ کرنے کی حرص نہیں کرتے۔
  - ۵۔ مٹی کے گھر بناتے ہیں۔ کھیل کر گرا دیتے ہیں۔ یعنی بتاتے ہیں، کہ یہ دُنیا ”مقام بقا“ نہیں، بلکہ مقام فنا ہے۔ (المحدث)

خوشی ہے آمنہؓ کے محل کے تشریف لانے کی  
سوائے ابلیس کے سارے جہاں میں خوشی منائے ہیں

## فَنَّا فِي الرَّسُولِ

فَنَّا فِي الرَّسُولِ کے بعد دوسرا درجہ فَنَّا فِي الرَّسُولِ کا آتا ہے۔ اور اب سالک اپنے آپ کو نور رسالت مآب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ضم کر دیتا ہے



اپنی ہستی کو مٹا ڈالتا ہے۔ سوائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس پر کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ اسے فنا فی الرسول کہتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ فنا فی الرسول کی منزل پر فائز اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکات کے منظر تھے۔ جب صورت حال یہ ہوتی ہے۔

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن  
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

تو پھر شاعر مشرق علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوبصورت انداز سے اس حقیقت کی عکاسی کی ہے۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ  
غالب و کار آفرین، کار کشا، کار ساز  
خاک و نور و نہاد، بندہ مولا صفات  
ہر دو جہاں سے غنی، اس کا دل بے نیاز  
اس کی امیدیں قلیل، اس کے مقاصد جلیل  
اس کی ادا دلفریب، اس کی نغمہ دلنواز  
نرم دم گفتگو، گرم دم جستجو  
رزم ہو یا بزم ہو، پاک دل و پاکباز  
نقطہ پر کار حق، مرد خدا کا یقین  
اور یہ عالم تمام، وہم و طلسم و مجاز  
عقل کی منزل ہے وہ، عشق کا حاصل وہ  
حلقہ آفاق میں گرمی محفل ہے وہ

# تشریح

کی محمدؐ سے دفاتو نے تو ہم تیرے ہیں  
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود پاک خداوند قدوس کی کائنات کا  
مجسم نور اور چمکتا ہوا امتاب خاتم المرسلین رحمۃ اللعالمین خداوند قدوس کی اور کائنات  
کی وہ روشن ہستی ہے۔ جو کہ ابتدا حشر تک چمکتی اور دلتی رہے گی۔ انسان اگر اپنے  
وجود کو حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور رحمۃ اللعالمین کی محبت میں گم  
کر دے۔ تو کامیات الہی میں کسی وقت بھی اور کسی پہلو بھی بے چینی سے دوچار نہ  
ہوگا۔ مگر اپنے آپ کو سنت رسول اور محمدؐ کی محبت میں فنا کرنا لازم و ملزوم ہیں زندگی  
کا روشن اور قائم پہلو یہی ہے کہ اپنے آپ کو انسان فنا فی الرسول کریم دونوں مراتب  
اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ تصوف کے اس قوانین کو انسان اپنالے تو اپنے آپ  
کو خدا کی راہ میں فنا کرنا اپنی نجات اور دوسروں کو راستہ دکھانا لازم ہوتا ہے۔ خداوند  
قدوس اپنے بندوں کو کبھی بھی اپنے در سے ناامید نہیں کرتا۔

بقول شاعر

جو مانگنے کا طریقہ ہے اسی طرح مانگو

درِ کریم سے بندے کو کیا نہیں ملتا

لیکن مانگنے کے ڈھنگ اور مانگنے کا طریقہ ان دو مراتب کے بعد ہی آتا ہے۔

زندگی بقا کے دور میں داخل ہوتی ہے۔ جس کو دنیاوی طریقے میں موت کہا جاتا انتقال  
کے معنی لفظی یہ ہیں کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جانا۔ لیکن ان مراتب کو حاصل



کرنے کے بعد موت ناممکن ہو جاتی ہے۔ کیونکہ خدا بندہ نواز ہے وہ اپنے بندے پر نوازشیں کرتے ہی رہتے ہیں۔ حقیقت میں ولی کامل جو اس راہ میں گم ہو جاتا ہے وہ موت سے دوچار نہیں ہوتا۔

## فَنَّا فِي اللَّهِ

راہ تصوف میں فنا فی اللہ کا آخری مقام ہے۔ اس مقام پر سالک اپنے آپ کو بھول جاتا ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو انوار الہی میں گم جاتا ہے۔ جس کے سرور رموز نہ سمجھے جاسکتے ہیں۔ اور نہ سمجھائے جاسکتے ہیں۔ اس کے حال جب ”اللہ ہی“ واقف ہوتا ہے۔ یہ مقام وہ مقام ہے جب اس کی زبان سے ”اللہ“ بولتا ہے جس کی خبر کسی کو نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی اُسے کسی کی پرواہ ہوتی ہے۔ کوئی کیا کرتا ہے کوئی کیا کر رہا ہے۔ اسے فنا فی اللہ کہتے ہیں۔

ایک حدیث قدسی میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ”مَنْ عَادِيَ لِيْ اَوْلِيَاءَ“

”جو میرے کسی ولی کا دشمن ہوگا۔ میں اس کے خلاف اعلان

جنگ کرتا ہوں“ اسی لیے جس شخص نے اولیاء اللہ سے دشمنی کی وہ اس دنیا میں تباہ و برباد ہو گیا۔

## تشریح

اہل صفایا متصوفین وہ لوگ ہیں۔ جو دنیا اور اس کے علائق سے قطعی طور پر لائق ہو کر صرف اور صرف اپنے آپ کو خدا کی ذات میں مدغم کر دیں یہ مقام فنا فی اللہ

کا مقام ہے۔ اور فنا فی اللہ کے مقام تک پہنچنے کے لیے جسم و روح کی اتنی صفائی کی ضرورت ہوتی ہے کہ دنیا سے وابستگی کا ایک ذریعہ بھی جسم یا روح سے یگانہ ہو۔ اس تصفیہ روح و جسم کے بعد فطری طور پر انسان خدا کی قربت میں پہنچ جاتا ہے جسم بھی روح کی مانند لطیف ہو جاتا ہے۔ اور صوفی جب چاہتا ہے۔ اپنے روح کا تعلق جسم سے جوڑ لیتا ہے۔ اور جب چاہتا ہے۔ جسم کو روح سے الگ کر کے اسے کائنات کے مشاہدہ کے لیے چار دانگ عالم میں بھیجنے پر قادر ہو جاتا ہے۔ جب وہ عرش کی خبر دیتا ہے تو صبح اور فرش کی خبر دیتا ہے تو وہ پختہ اور سچی خبر ہوتی ہے۔ پھر اس کا ہر فعل فعل خداوندی بن جاتا ہے۔ جب وہ کہتا ہے۔ ”انا الحق“ تو صاحب شرع مولوی کو اس لفظ میں کفر کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ لیکن ایک سال سمجھ جاتا ہے کہ اب ”انا الحق“ کہنے والا فنا فی اللہ کا مقام حاصل کر چکا ہے۔ ”انا الحق“ کا لغزہ کوئی شخص اختیاری طور پر نہیں مارتا۔ بلکہ یہ لفظ مقام وصل پر ہوا اُس ہستی کے ایک ایک رنگ سے خود بخود ابھرنے لگتا ہے۔ جو اس مقام بلند تک پہنچ جاتا ہے۔ چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔

## شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

عجب من شمس تبریزم کہ عاشق گشتہ ام بر خور  
 چہ خود را خود نظر کردم نہ دیدم خبر خدا در خود  
 ایک اور مقام پر شمس تبریز فرماتے ہیں:  
 خود عاشق و معشوق خود قاتل و مقتول  
 خود تیغ زدی بر من خود مشور و فغاں کردی



## خواجہ معین الدین چشتیؒ

کے ایک فارسی شعر کا کسی پنجابی شاعر نے خوب ترجمہ کیا ہے۔

کی بادہ کی جام نے ساقی نے کی مست شرابی

چپ کر، بول معین الدین نہ آہے آاد آپی

لیکن اس مقام پر پہنچنے کے لیے بڑے سخت مجاہدے کی ضرورت ہے۔ بڑا مشکل مقام تو دنیا سے قطع تعلق کرنا ہے۔ وہ بڑی جرأت والا ہوتا ہے۔ جو عزیزیہ واقارب، دولت و حشمت اور دنیا کے سکھ چھوڑ کر جنگل جنگل اور دشت دشت بھوکا پیاسہ اور تنگنا حق ہو کا لغزہ مستانہ مارنا اور عمریں گزار دینا، پھر ضروری نہیں کہ جلد ہی اللہ کی قربت نصیب ہو جائے۔ قرآن میں بالوضاحت ہے کہ یہ مال و اولاد تمہارے لیے فتنہ ہیں یہاں ”فتنہ“ سے مراد ہے ”آزمائش“ یعنی یہ چیزیں تمہارے لیے ابتلا و آزمائش کا مقام رکھتی ہیں۔

## میاں محمد بخش عارف

کھڑی شریف نے سیف الملوک میں اسی جانب اشارہ کیا ہے فرماتے ہیں

بھین بھراواں یار اشناواں ہو یوس چھوڑا کلا

مٹے ہما پکھیر و لہجے ہو جاوے سب بھلا

سیمرغ نون جال لگایا ہتھ لگن دیس آے

کچیاں تندراں نال محمد کداو پنکھی پھلے

مطلب یہ کہ دنیا سے قطع تعلق کر چکا ہوں تاکہ ہما بل جائے میں نے ہما کو بکڑنے کے لیے جال لگا دیا ہے مگر یہ ڈوری جو جال کی ہے وہ ابھی کچی ہے اس میں سیمرغ نہیں پھنس سکتا یعنی رب کو بانے کے لیے ابھی اور مجاہدہ اور ریاضت کرنی پڑے گی تب جا کر یہ رستیاں مضبوط ہوں گی اور مجھے قربت خداوندی یا مقام فتا فی اللہ حاصل ہوگا۔

## پیر طریقت (شیخ) کی ضرورت

الشَّيْخُ فِي قَوْمِهِ كَالنَّبِيِّ فِي أُمَّتِهِ -  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے -  
 الْعِلْمُ عِلْمَانِ - عِلْمُ الْإِبْدَانِ وَعِلْمُ الْآدِيَانِ -  
 چونکہ دنیا کے اندر علم کی فضیلت کے بغیر اور کوئی فضیلت والی چیز نہیں عظمت  
 جلال الہی کو وہی پہچان سکتا ہے جس کو اللہ تبارک تعالیٰ نے علم کی دولت عطا فرمائی ہے چنانچہ  
 ارشادِ ربانی ہے :

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ -  
 (یعنی اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے وہی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں جو عالم  
 ہوتے ہیں) اور جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا اس کا علم اعلیٰ درجے کا ہے -  
 شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ  
 (یعنی گواہی دیتا ہے اللہ کہ کوئی الوہیت والا نہیں سوائے اس کے اور گواہی دیتے  
 ہیں ملائکہ اور علم والے)

علم کی دو مشہور شاخیں ہیں ایک علومِ تودہ ہیں جن کو دنیاوی علوم عرف عام میں  
 کہتے ہیں۔ آگے ان کی بھی بے شمار شاخیں ہیں جو مختلف مضامین مفیدہ پر مشتمل ہیں -  
 دوسرا علمِ معرفت الہی ہے - یہ علم کی وہ شاخ ہے جس کا معلم خود پروردگار عالم ہے - یہ  
 علم انبیاء کی وساطت سے لوگوں تک پہنچا رہا تھا تا آنکہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تع  
 نے مبعوث فرما کر تمام دنیا کے لیے قیامت تک انسانوں کی رہنمائی کے لیے اپنی نعمتوں کی  
 انتہا کر دی - چنانچہ ارشاد فرمایا -



چنانچہ اب قیامت تک نہ تو کوئی نئی دنیا میں آئے گا اور نہ ہی اسلامی علوم کے علاوہ کسی اور دین کی مخلوق الہی کو ضرورت ہوگی۔ اب اللہ کی معرفت کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے اور سکھائے ہوئے طریقوں پر عمل کیا جائے۔

چونکہ اب قیامت تک کسی نئے نبی نے نہیں آنا۔ اس کے لیے خود اللہ تعالیٰ نے قیامت تک بند و بست کر دیا ہے کہ دین کو سکھانے اور عمل کرانے کے لیے ہر وقت دن رات بلکہ ہر ملک اور خطے میں اللہ تعالیٰ کی معرفت کے علوم کو پہنچانے کا عمل جاری و ساری رہتا ہے یہ ذمہ داری جس مقدس گروہ کے حوالے کی گئی ہے۔ یہ گروہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے علماء میں جو روشنی کے چراغ ہیں اور دن رات محنت کر کے علوم شرعیہ حاصل کرتے ہیں اور ان علوم پر عمل کر کے تقویٰ کے اعلیٰ ترین مقام تک پہنچے ہیں اور لوگوں کی رہنمائی فرماتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

العلماء ورث الانبياء (اور انبیاء کے وارث علماء ہیں اور انبیاء نے کچھ درہم و دنیا کی میراث نہیں چھوڑی بلکہ علم ہی میراث چھوڑا ہے سو جس نے اس علم کو لیا اس نے بھرپور حصہ پایا۔)

(رواہ الامام احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجہ والدارمی)

جس طرح باقی علوم حاصل کرنے کے لیے ان علوم کے ماہرین کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے اسی طرح دین کا علم حاصل کرنے کے لیے بھی اس کے ماہرین کی طرف رجوع کرنا لازمی ہے۔ آپ خود بخود ڈاکٹری کی کتابیں پڑھ کر ڈاکٹر نہیں بن سکتے۔ اسی طرح راسخین فی العلم کی تعلیم کے بغیر آپ علوم شرعیہ والطریقہ سے بھی کچھ حاصل نہیں کر سکتے۔ اس کے لیے لازم ہے کہ آپ کو عالم کامل کو اپنا رہبر تسلیم کریں۔ اور اپنا آپ کو اس کی جھولی میں ڈال دیں۔ تاکہ وہ بھی آپ پر نظرِ شفقت کر کے آپ کو اپنا

(شاگرد) بنالے۔ پھر ایک زمانہ صحبت باؤلیا، یہ ازطاعت صد سالہ بے ریا۔ آپ اگر سو سال بھی اپنے طور پر کوشش کرتے رہیں۔ لیکن ولی کامل کی ایک صحبت اور ایک نظر سے آپ کی قلبی کابلیت بدل سکتی ہے۔

یہ وہ نگاہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتی ہے۔ جو عمر کو حضرت عمر فاروقؓ بنا دیتی ہے۔ اور عرب کے بادہ نشینوں کو تاج سردار اعیانیت فرما دیتی ہے۔ آپ یقین رکھیں کہ نبوت کا فیض نہ تو بند ہوا ہے۔ اور نہ ہی منقطع۔ بلکہ یہ تو قیامت تک جاری رہیگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وراثت (علماء ربانی و ساطت سے جب تک دُنیا قائم رہے گی۔ یہ فیض جاری رہے گا۔ کیونکہ یہ تو وہ حضرات ہیں۔ جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ بیضیاء لیے بیٹھے ہیں۔ آستینوں میں ارادت ہو تو دیکھ ان کو یہ اللہ کے دوست ہوتے ہیں۔ انہی کو اولیاء اللہ کہتے ہیں۔ انہی کے سلاسل عالیہ کو تصوف کے سلسلے کہا جاتا ہے۔ آپ چاہے کسی بھی سلسلے کے کہا بھی بزرگ کے دستِ حق پرست پر بیعت کریں۔ یہ تابعداری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درس دیتے ہیں۔ اور قدم قدم پر آپ کو منزل مقصود یعنی تعلق مع اللہ اور حصولِ رضائے الہی تک پہنچاتے ہیں۔ اسی لیے راہِ حق کے متلاشی کو لازماً پیرِ طریقت اور شیخ کی ضرورت ہے کہ اس کے بغیر راہِ حق کا سفر کٹھن اور جان جو کھوں کا کام ہے۔ اور منزل تک پہنچنا محال ہے چونکہ یہ دین قیامت تک باقی رہنے کے لیے آیا ہے۔ اس لیے قیامت تک اس میں انبیاء نہیں آئیں گے۔ بلکہ اولیاء اللہ آتے رہیں گے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم صحیح کو تلاش کر کے ان کے دامن سے وابستہ رہیں۔ دین و دنیا کی فلاح حاصل کریں۔ والسلام

خلیفہ ملک محمد اشرف نقشبندی قادری چشتی

کلریالہ گجراں۔ راولپنڈی

## کسی مرشد کامل سے بیعت ہو ہی جائیں

جب تک بچے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا

تم نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

پیروں کے پیر، پیر دستگیر، روشن ضمیر، محبوب سبحانی، شہباز لامکانی، قذیل  
نورانی، غوث صمدانی، قطب ربانی، شہنشاہ ولایت الشیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان مبارک ہے کہ میرا مرید چاہے کتنا ہی گناہگار ہو۔ وہ اس وقت تک  
نہیں مرے گا۔ جب تک توبہ نہ کر لے۔ (الاخبار الاخبار)

مریدی لا تحف کہہ کر تسلی دی غلاموں کو

قیامت تک رہے بے خوف بندہ غوث الاعظم کا

حضور غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدوں کو مبارک ہو کہ پیران پیر  
اپنے مریدوں کو توبہ کی بشارت دے رہے ہیں۔

محترم قارئین! اگر ہم کسی کے مرید نہیں ہیں تو ہمیں فوراً کسی نہ کسی پیر کامل کے ہاتھ  
پر بیعت کر لینی چاہیے۔ کیونکہ بزرگان دین فرماتے ہیں کہ جس کا کوئی پیر نہیں۔ اس کا  
پیر شیطان ہوتا ہے۔

کیونکہ جب انسان کسی کامل کے دامن سے وابستہ ہوتا ہے تو شیطان اس  
کے ساتھ کھل کر کھینتا ہے۔ اور اسے گناہوں کے دلدل میں پھنسلے رکھتا ہے۔ مگر  
جیسے ہی کوئی سمجھدار انسان پیر کامل کے دامن سے وابستہ ہو جاتا ہے۔ تو وہ اپنے  
پیر کامل کے فیض سے روحانیت حاصل کر کے شیطان کے مکر و فریب سے بچ جاتا  
ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم کسی نہ کسی پیر کامل کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیدیں۔



## طریقیت میں کامل شیخ کی ضرورت

اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتا ہے :  
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الرِّسَالَةَ وَ  
 جَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ - (مائۃ ۶۷)  
 اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور  
 اس کی راہ میں جہاد کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔

صاحب تفسیر روح البیان اس آیت کے تحت یہ مضمون تحریر فرماتے  
 ہیں: "جان لے کہ اس آیت کریمہ میں وسیلہ ڈھونڈنے کے حکم کی الی اللہ وسیلہ ہی سے  
 بے شک ضروری ہے۔ کیونکہ وصول الی اللہ وسیلہ ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ  
 وسیلہ علمائے حقیقت و مشائخ طریقت ہیں۔"

مولوی ہرگزشتہ مولائے روح تا غلام شمس تبریز سے شد  
 مولوی جلال الدین رومی کو دیکھتے جب شمس تبریز کے غلام و مرید ہو گئے۔ تو مولائے  
 روم کہلانے کے مستحق ہو گئے۔

## جس کا پیر نہیں اُس کا پیر شیطان ہے

امام اجل حضرت ابوالقاسم شیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! مرید پر واجب  
 ہے کہ کسی پیر سے تربیت لے کہ بے پیر اکبھی فلاں نہ پائے گا۔ (رسالہ تشریح)  
 با ادب بامسردا بے ادب بے مراد

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ”جس کا کوئی پیر نہیں۔ اس کا پیر شیطان ہے۔“ (عوارف المعارف)

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں کہ مرید کے لیے اگر کوئی پیر نہ ہو۔ جس سے ایک ایک سانس پر راستہ سیکھے تو وہ اپنی خواہش نفس کا پیاری ہے۔ راہ فرمائے گا۔ (رسالہ تشریہ)

حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔ (بحوالہ فتاویٰ افریقہ ص ۱۳۹)  
(بحوالہ ملفوظات غزالی ۲)

حضرت واسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیعت در حقیقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ مقصود ہے۔ اور درمیان میں واسطہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حصول برکت ہے۔ یعنی جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی، اس نے در حقیقت اللہ تعالیٰ سے بیعت کی۔ کیونکہ حقیقتاً یہ بیعت، بیعت الہی ہے۔ اس لیے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک درمیان میں ایک واسطہ ہے اور وہ بمنزلہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ مبارک کے لیے۔

بعض مفسرین کرام نے آیت مبارکہ ”والتبع سبیل من اناب الی“ کی تشریح میں لکھا ہے کہ اس کا اتباع کرو۔ جس نے میری طرف رجوع کیا ہو۔ اور مقام قرب میں پہنچا ہوا ہو۔ اس سے مراد بیعت ہے۔ رب کریم عزوجل جس کی ہدایت چاہتا ہے اسے کوئی سچا راہنما مل جاتا ہے۔ اور مرشد کے لیے ولی اللہ ہونا ضروری ہے بے شک سچے مرشد اولیاء اللہ ہی ہو سکتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کامل عمل پیرا مرشد صادق کے ہاتھ پر بیعت کرنا بالواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت

کے مترادف ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیعت کرنا بیعت علیٰ بید اللہ ہے۔ جیسا کہ خود قرآن پاک میں واضح طور پر ارشاد ہے۔

تمام اولیاء اللہ اور ابدال و صدیقین کا سلسلہ بھی اسی طرح چلتا آیا ہے کہ کوئی استاد ہوا، کوئی استاد ہوا۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ علیہ کے شاگرد عقبہ غلام تھے۔ حضرت شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردان کے بھانجے اور خادم حضرت ابوالقاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ یہ مشائخ ہی اللہ عزوجل تک پہنچنے کا ذریعہ اور راستہ ہیں۔ خدا کا راستہ دکھانے والے ہیں۔ اسی دروازے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں راستہ ملتا ہے۔

(غنیۃ الطالبین ص ۶۱۵)

بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کسی کامل ولی اللہ کے بیعت ہو جاؤ۔ ورنہ شیطان تمہارا پیر ہے۔ وہ رہنمائی کرے گا۔ کسی کامل ولی سے نسبت قائم کر لو۔ تو پھر شیطان تمہارے ایمان پر ڈاکہ نہیں ڈال سکے گا کیونکہ اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے

حشر تک میرے گلے میں رہے پٹہ تیرا

بے شک اولیاء کرام دنیا و آخرت، قبر و حشر میں اپنے متوسلین کے شفیع مددگار ہیں۔ چنانچہ امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ "مجبود محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فرماتے ہیں: "جو کوئی کسی نبی یا رسول یا ولی کا متوسل ہو گا۔ ضرور ہے کہ وہ نبی و رسول یا ولی اس کی مشکلوں کے وقت تشریف لائیں گے اور اس کی دستگیری فرمائیں گے۔

یہی بزرگ "میزان الشریعۃ الکبریٰ" میں فرماتے ہیں۔ تمام آئمہ مجاہدین اپنے پیروکاروں کی شفاعت کرتے ہیں۔ اور دنیا و قبر و حشر ہر جگہ سختیوں کے وقت ان کی نگہداشت فرماتے ہیں۔ جب تک پلصراط سے پار نہ ہو جائیں۔ لہذا ہو جاؤ سچوں



## شیخ کامل کی ضرورت و اہمیت

فرمایا: بزرگوں کا ارشاد ہے:

أَطْلُبِ الرَّافِقَ ثُمَّ الطَّرِيقَ - یعنی پہلے سفر کا ساتھی تلاش کرو  
پھر سفر پر چلو۔

کیونکہ یہ راہ بڑا خطرناک ہے، پیر کامل کی رہنمائی کے سوا شیطان، نقصان  
اور تباہی کے راستہ پر ڈال دے گا۔ سلطان العارفین حضرت بایزید  
بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

مَنْ لَيْسَ لَهُ شَيْخٌ فَشَيْخُهُ الشَّيْطَانُ - جس کا پیر و مرشد نہ ہو اس کا پیر  
شیطان ہوتا ہے۔

لہذا اس راہ میں کامل پیر و مرشد کا وسیلہ پکڑنا چاہئے تاکہ منزل مقصود  
پر سلامت پہنچ سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ  
اللَّهُ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ - اے لوگو! ایمان والو! ڈرو اللہ تعالیٰ  
سے اور ہو جاؤ ساتھ صادقوں کے۔

(پ ۱۱ - س التوبہ)

اس آیت میں سچے لوگوں کے ساتھ رہنے کا حکم دیا گیا ہے یعنی صادقوں  
کے ساتھ رہو تاکہ تم بھی صادق بن جاؤ۔

صادق وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا پر چلنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ  
کی رضا کو تقسیم کرنے والے ہیں اور دوسروں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل  
کرنے والے ہیں۔ ان سچے لوگوں کی تابعداری میں رحمت و مغفرت ہے اور  
ان کے انکار میں غضب ہے رتبہ کریم کا۔

اور حدیث قدسی کے مطابق ان سے دشمنی و عداوت رکھنا اللہ تعالیٰ

کے ساتھ جنگ کرنا ہے جبکہ لِسَانُ الْفَقْرِ سَيْفُ الرَّحْمَانِ خود فقیر کی زبان بھی اللہ کی تلوار ہے۔

## بیعت کی ضرورت و اہمیت

فرمایا، — جو لوگ کسی کامل پیر سے بیعت نہیں ہیں وہ اسلام میں داخل ہیں اور مسلمان بھی ہیں لیکن ان کا ایمان کمزور اور ضعیف ہے، کیونکہ ایمان کامل ذاتی نور کے ایک بجلی کا نام ہے جس سے عام لوگ بے خبر ہیں۔ ایمان کامل خدا تعالیٰ سے ملنے اور بدن سے غیر جنس یعنی بُری صفات جو کہ انسان کے نوری بدن پر غیر لباس ہیں، ان تمام خدا کی ناپسندیدہ چیزوں کو مٹا دینے کا نام ایمان ہے۔ دیکھو قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ  
اے ایمان والو! (پھر) ایمان لاؤ  
وَسْؤْلِهِ - (پہ - النساء)

اس آیت میں ”پھر ایمان لانے“ سے مراد کامل پیر سے بیعت

ہونا ہے، کیونکہ کامل پیر ضعیف ایمان کو کامل اور مکمل کر کے بندے کو خدا سے ملا دیتا ہے۔ قرآن مجید میں دوسری جگہ آتا ہے،

وَقَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا - قُلْ لَمْ  
تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُلُوْا اَسْلَمْنَا  
لَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ  
قُلُوْبِكُمْ - (پہ - الحجرات)

دیہاتی لوگوں نے کہا (یا رسول اللہ) ہم مومن ہیں۔ اے نبی! فرما دو ان سے تم مومن نہیں ہو۔ ہاں یہ کہو کہ ہم مسلمان ہیں۔ ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام اور اولیاء کاملین کے وسیلہ کے بغیر ایمان

دلوں میں داخل و راسخ اور کامل نہیں ہو سکتا، یعنی ان حضرات کے وسیلہ کے بغیر ایمان آیت قرآنی اُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ کا مصداق نہیں ہو سکتا۔

فرمایا، — بیعت کا یہ سلسلہ کوئی نیا نہیں بلکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے چلا آتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ خلافت و بیعت تا قیامت جاری رہے گی۔ خداوند کریم نے بیعت کے متعلق یہ ارشاد فرمایا،  
 اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ، يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۔ (پ ۲۶ - الفتح)

بیشک جو لوگ اے نبی! آپ سے بیعت ہوتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت ہوتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سلسلہ بیعت کو تا قیامت جاری رکھنے کے متعلق وعدہ خداوندی قرآن پاک میں آیا ہے۔ خداوند کریم کا ارشاد ہے،  
 وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۔ (پ ۱۸ - النور)

وعدہ دیا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات نے ساتھ ان لوگوں کے جو آپ کے ایمان والے ہیں اور نیک عمل کریں گے کہ وہ خلیفہ بنائے گا ان کو زمین پر، جس طرح اس نے خلیفہ بنائے ان سے پہلے لوگوں سے۔

پہلے خلیفہ اللہ تعالیٰ کے ابوالبشر حضرت آدم صلی اللہ علیہ السلام ہیں قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا،  
 وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ۔ اور یاد کرو جب فرمایا تیرے رب نے فرشتوں کو، میں بنانے والا ہوں



(پ ۱ - البقرة) زمین میں (اپنا) خلیفہ۔

حضرت آدم صلی اللہ علیہ السلام کے بعد یہ خلافت انبیاء علیہم السلام میں جاری رہی اور ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جب نبوت کا سلسلہ ختم ہوا تو ان کے بعد یہ سلسلہ خلافت و بیعت صحابہ کرام میں جاری رہا۔ ان کے بعد پھر اولیاء اللہ کے ذریعہ اور وسیلہ سے وہی سلسلہ خلافت و بیعت اب تک چلا آرہا ہے اور تاقیامت جاری رہے گا۔ لہذا ایسے کامل بزرگوں اور ولیوں سے بیعت ہونا فرض ہے جن کے ہاتھ سے خلافت خداوندی حاصل ہوتی ہے۔

برکہ خواہد، منتسبی با حنذا، اوشیند در حضور اولیاء  
ترجمہ: جو شخص اللہ تعالیٰ کے قرب و نزدیکی کا طالب ہو وہ  
اولیاء اللہ کی صحبت و مجلس میں بیٹھے۔

لہذا کامل پیر سے بیعت ہونا فرض ہے تاکہ وہ مرید کو حقیقت ایمان سے واقف کرے اور حسیم انسانی کی حقیقت یعنی لطائف سے آگاہ کرے اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور مرتبہ و مقام اور سراسر ارالہی سے باخبر کرے یہ کام کامل پیر کا ہے، کیونکہ وہ خدا و مصطفیٰ ایک پہنچانے والے اس راستے سے اچھی طرح واقف اور باخبر ہوتا ہے۔ پیر کامل کے بغیر اس راستے پر چلنا بڑا خطرناک ہے۔

پیر ابگزیں کہ بے پیر این سفر ہست بس پُر آفت و خوف و خطر  
ترجمہ: کسی پیر کامل کو اختیار کر، کیونکہ پیر کے بغیر یہ سفر بڑا  
خوناک اور آفتوں والا ہے۔

أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ  
یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ  
(پ ۲۸ - س المجادلہ) نے ایمان راسخ کر دیا ہے۔

کا یہی معنی ہے۔

ان تمام اقوال بزرگان رحمہم اللہ سے معلوم ہوا، کہ کسی "پیر کامل کا دامن تھامنا ضروری ہے۔ ورنہ شیطان اور نفس انسان کو راہ سے بھٹکا دیں گے۔ مگر یہ بھی احتیاط رکھنا ضروری ہے کہ پیر و مرشد پابند شرع اور قبیح سنت ہو۔ اور کامل ہو، عامل نہ ہو۔

۵۔ مرد ملے تاں درد نہ چھوڑے اوگن تھیں گن کر دے  
کامل پیر محمد بخشا لعل بنا دن پتھر دے

## بنی اسرائیل کے اونٹ کا واقعہ

مولانا روم فرماتے ہیں۔ "بنی اسرائیل کے زمانے میں ایک اونٹ کے گلے میں ایک تعویذ بندھا ہوا تھا۔ جس طرف سے وہ اونٹ نکلتا تھا۔ لوگ اس کی عزت کرتے اور اس کو باغوں میں سے پھل کھانے کو دیتے تھے۔ ایک دن کسی شخص نے وہ تعویذ کھول لیا۔ پھر یہ حال ہوا کہ اس اونٹ کو بیگاریں پکڑ کر لے گئے۔ اور بوجھ لادنا شروع کر دیا۔" (مناقب رومی صفحہ ۳۶۷)

ہر مسلمان کو چاہیے کہ کسی پیر کامل کی "بیعت" کا "پٹہ" اپنے گلے میں ڈال لے تاکہ دونوں جہاں کی سعادتوں سے مالا مال ہو۔ اللہ تعالیٰ سے ٹوٹا ہوا رشتہ اللہ تعالیٰ کے دلی کی نگاہ کرم سے جڑ جاتا ہے۔ اور انسان کو کامل کامیابی ہو جاتی ہے۔

مولانا روم نے کیا خوب فرمایا ہے

۵۔ ہر کہ خواہد ہم نشینی با خضر  
اونشیند در حضور اولیاء

## حضرت پیر مہر علی شاہ کے ایک مُرید کا واقعہ

روایت ہے کہ ایک آدمی حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا بیعت ہوا۔ گھر واپس آیا۔ تو اس کا بیل مر گیا۔ دل میں تصور کیا کہ اگر میں بیعت نہ ہوتا تو بیل بھی نہ مارتا۔ چلو صبح سویرے جا کر بیعت توڑتے ہیں۔ دوسرے دن گولڑہ شریف خواجہ پیر مہر علی شاہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، اور عرض کیا۔ حضرت صاحب میں کل آپ سے بیعت ہوا، تو واپسی پر گھر میرا بیل مر گیا۔ لہذا بیعت توڑ دیں۔

حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے فرمایا! بیعت ہونا کچی تہ نہ نہیں ہے ٹٹ جاوے۔ ایہہ پکی لگی ہوئی اے  
 ایہہ پکی لگی ہوئی اے  
 تیرا ہتھ میرے ہتھ وچہ  
 میرا ہتھ شمس العارفین  
 سیالوی رحمۃ اللہ علیہ دے ہتھ وچہ  
 انہاں دا ہتھ اپنے مرشد دے ہتھ وچہ

لہذا ایہہ ہتھ سلسلہ بہ سلسلہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دے ہتھ وچہ  
 اوانہیا۔ حضور دا ہتھ اللہ دے ہتھ وچہ، اوانہیا عقل دیا ہٹ جا پریرے۔ تول  
 کی جانے نبی دانور کی اے بیعت نہیں ٹٹ سکدی۔

لجپال پریت نون توڑ دے نشیں  
 جہدی بانہہ پھڑلیندے قیر چھوڑ دے نشیں

## تنا توڑے قتل کے بعد توبہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ



علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کہ نبی اسرائیل میں سے ایک شخص کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے ننانوے افراد کو قتل کیا۔ پھر اسے خیال آیا کہ توبہ کرنی چاہیے۔ ایک شخص کے پاس آیا۔ اور کہا کہ میں نے ننانوے قتل کیے ہیں۔ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ عالم نے کہا نہیں۔ اس نے اس شخص کو بھی قتل کر دیا۔ اور پھر ایک راہب کے پاس آیا۔ اور یہ بات کہی تو راہب نے کہا۔ کیوں نہیں۔ ایسا کرو۔ فلاں گاؤں میں کچھ نیک لوگ رہتے ہیں۔ ان کے پاس چلے جاؤ۔ اور ان کی صحبت میں رہ کر توبہ کرو۔ اور نیک اعمال کرو۔ چنانچہ یہ شخص اس گاؤں کی طرف چلا۔ جہاں صوفیاء رہتے تھے۔ ابھی راستے میں ہی تھا کہ اُس کی روح کو قفس عنصری سے نکال لیا گیا۔ اب دونوں طرف کے فرشتے آگئے۔ نیک لوگوں کی روح کو لے جانے والے اور بدکار آدمی کی روح کو لے جانے والے آپس میں بحث کرنے لگے کہ ہم اسے لے جائیں گے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ سے اس کے بارے میں فیصلہ پوچھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! زمین کو ناپ لو۔ اگر یہ نیک لوگوں کے قریب تھا۔ تو نیکی والے فرشتے لے جائیں۔

روایت میں آتا ہے کہ ابھی یہ نیک لوگوں سے دُور تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے زمین کو سمیٹنے کا حکم دیدیا گیا اور ایک بالشت نیک لوگوں کے قریب ہو گیا۔ چنانچہ اس پر اس کی بخشش کر دی گئی اور نیک روح لے جانے والے فرشتے اسے لے گئے۔

## توبہ کی قبولیت

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے گناہ نہ کرنے کا عزم کیا۔ پھر غلطی ہوئی۔ اور توبہ ٹوٹ گئی۔ اس نے دوبارہ توبہ کی کچھ عرصہ بعد پھر توبہ پر قائم نہ رہ سکا۔ اور توبہ توڑ دی۔ تیسری بار پھر توبہ کی۔ کچھ عرصہ بعد پھر

اس کے عزم میں کمزوری آگئی۔ اور توبہ توڑ دی۔ اس طرح توبہ کرتے توڑتے عرصہ گزر گیا۔ حتیٰ کہ ستر دفعہ توبہ کی اور توڑی۔ اس کے بعد ایک دفعہ تنہائی میں بیٹھا تھا کہ اُسے توبہ کا خیال آیا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اُسے شرم و حیا آگئی لیکن سوچنے لگا کہ میں نے ستر مرتبہ توبہ کر کے توڑی ہے۔ خدا جانے اب وہ میری توبہ قبول کرے گا بھی یا نہیں اس مایوسی کا خیال آتا تھا کہ غیب سے آواز آئی۔ اے میرے بندے تو یالوس نہ ہو۔ یہ تیرا طرف تھا کہ تو ستر بار توبہ کرو اور توڑتا رہا۔ مگر میرے طرف کو دیکھ کر تو نے تو ستر بار توڑ دی ہے اگر اس سے کہیں زیادہ مرتبہ توبہ کر کے توڑ دے گا۔ اور پھر توبہ کرے گا تو میں میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے کیا خوب فرمایا ہے۔

سین فاری میں توبہ بھنی میں ہاں بے اعتبار  
فیر بھی رحمت تیری دیاں مولا آس امیداں کھن والا

## اصحاب کہف کا ایک مشہور واقعہ

اصحاب کہف کا قصہ قرآن پاک میں موجود ہے۔ اور بہت مشہور ہے کہ ان کے ساتھ ایک کتا بھی ہوا تھا۔ چونکہ اصحاب کہف اولیاء اللہ ہیں سے تھے۔ کتے نے ان کا ساتھ دیا تھا۔ اور ان کے قدم بہ قدم ان کے پیچھے پیچھے چلتا رہا۔ اصحاب کہف جب جنت میں داخل ہونے لگے تو دیکھا کتا بھی ساتھ تھا۔ اصحاب کہف فرمان لگے۔ اے جنت دہرہ نہیں جاسکدا۔ یہ سن کر کتا بیزار ہو گیا۔ بارگاہ الہی میں فریادی ہوا۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے کیا خوب فرمایا ہے۔  
 ہک بوہلی ہک خندے کتے میں اکھ ٹوٹ کتورا  
 دڑتیرے میں آن ڈگا شاہا پاؤ کرم دا ٹوڑا !  
 اصحاب کہف فرماندے نے اوتوں جنت اندر جا کے بھونکیں ٹونکیں تے  
 شور مچا سیں ! ایہ سُن کے میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے کیا خوب فرمایا۔  
 نہ میں بھونکاں نہ میں ٹونکاں اتے نہ میں شور مچاواں  
 سنگ رلیاں تساڑے شاہ جی متاں میں بھی بخشیا جاواں  
 اس لیے اس کتے کو بھی مرتبہ اعلیٰ ملا۔ اور اس کا حشر بھی ان ہی حضرات کے  
 ساتھ ہوگا۔

حضرت خواجہ خواجگان محمد قاسم موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کتے  
 بھی دوست ہیں۔ اور کتے کو بھی دیدار سے محروم نہ رکھیں گے۔ تو پھر انسان اس کے  
 فضل سے کیوں ناامید ہو۔

## ایک موہڑوی مُرید کا واقعہ

اعلیٰ درجات کی رسائی کی منزل پانے کے لیے نشان منزل صہری ہے یہاں  
 ایک واقعہ حضرت بابا جی محمد قاسم موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے وقت کا بیان کرتا ہوں  
 غور کرنا۔ کتے دی وفاداری ڈیوٹی کس طرح پوری کر دے۔  
 ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ دربار عالیہ موہڑہ شریف میں آنے والے مریدین میں  
 سے ایک شخص کا جو تاگم ہو گیا۔ کافی تلاش کے بعد جب اُسے نہ ملا تو حضرت بابا جی  
 محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا۔



حضور میرا جوتا گم ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا! جاؤ خادموں سے کوئی جوتالے  
لو۔ کہنے لگا۔ حضور میرا جوتا بہت قیمتی تھا اور مجھے وہی چاہیے۔ آپ نے فرمایا!  
اچھا معاف کر دو۔ جس نے بھی اٹھایا ہے۔ کہنے لگا نہیں! مجھے تو وہی جوتا چاہیے  
جب وہ بہت ضد کرنے لگا۔ تو آپ نے درباری کتے کو آواز دی ریاد رہے پیر محمد قاسم  
نے دربار پر کتا بھی رکھا ہوا تھا) جب کتا قریب آیا تو آپ نے فرمایا! جاؤ اس شخص کا جوتا  
تلاش کر کے لاؤ۔ وہ کتا وہاں سے چلا گیا۔ اور اوپر تین میل دور جیکا گلی کے قریب کچھ  
گن نے دیکھا کہ ایک آدمی نے اپنے ہاتھوں میں کوئی چیز چھپا رکھی ہے۔ اور دربار  
موہڑہ شریف کا کتا اس کے آگے آکر اسے بھونک رہا ہے۔ گویا پیچھے چلنے کو کہہ رہا  
ہے۔ لوگ جمع ہو گئے اور اس شخص سے پوچھا۔ اے شخص تیرے پاس کیا ہے۔ جو  
دربار کا کتا تیرے پیچھے لگ گیا ہے۔ اور واپس چلنے کو کہتا ہے۔ وہ شخص ڈر گیا اور  
بتا دیا کہ میں ایک جوڑی جوتے دربار سے اٹھا کر لایا ہوں۔ لوگوں نے کہا۔ انہیں پھینک  
دو۔ ورنہ کتا تمہیں چیر پھاڑ دے گا۔ اس نے جوتے پھینک دیئے۔ تو کتے نے  
اپنے منہ میں دبائے اور موہڑہ شریف دربار پر جا کر حضرت بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے  
پاس پہنچا دیئے۔ تو حضرت نے فرمایا! کہ ولیوں کے در کے کتوں کو بھی اللہ تعالیٰ  
فراست عطا فرما دیتا ہے۔ بندہ جو غفلت میں پڑا ہے کہ اُس رتبہ العزت کی ناشکری  
کرتا ہے۔

پ

پیر ملیاں بے پیر نہ جاوے اُس نوں پیر کیہ دھرنا ہو  
مرشد ملیاں ارشاد نہ من نوں اوہ مرشد کیہ کرنا ہو  
جس ہادی کنوں ہدایت ناہیں اوہ ہادی کیہ پھڑنا ہو  
بے سردتیاں حق حاصل ہوئے حضرت باہو موتوں کی ڈرنا ہو

## حکایت

ولی کارل کی اجازت سے پڑھنے والوں کو جہاں فیوض و برکات حاصل ہوتی ہیں رہاں اس کا یقین اور اعتماد بھی بچتے ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک پیر کا مرید جو دیہاتی تھا کبھی کبھار پیر سے ملنے کے لیے آتا تھا۔ ایک دفعہ پیر سے کہنے لگا کہ حضرت مجھے وظیفہ بتائیے۔ پیر صاحب خاموش رہے۔ پھر کہا، تو پھر آپ خاموش رہے۔ اسی طرح چند مرتبہ اس نے اصرار کیا تو پیر صاحب نے کہا۔ ”ہش“ یہ سمجھا کہ حضرت نے وظیفہ بتا دیا۔ حسن گمان کے ساتھ دن رات اسی کو پڑھا رہتا۔ ہش ہش۔ ایک دن کھیت میں کام کر رہا تھا درانتی اس کے ہاتھ میں تھی۔ گھاس کاٹ رہا تھا کہ دل میں پیر سے ملنے کی آرزو پیدا ہوئی۔ دل تڑپ گیا۔ اس نے اس ورد کو تیز تیز پڑھنا شروع کیا۔ (ہش ہش) کہ ایک طرف سے تیز ہوا آئی اور اسے اوپر اٹھایا۔ اور پیر صاحب کے آستانے کے قریب جا کر اتار دیا۔ یہ بڑا خوش خوش اندر داخل ہوا۔ سلام کیا۔ پیر صاحب نے دیکھا تو پوچھا اے یہ کس حالت میں آگئے۔ کہاں کام کر رہے ہو۔ کہنے لگا میں اپنے گاؤں میں کھیت میں کام کر رہا تھا۔ آپ سے ملنے کا اشتیاق ہوا، تو جو آپ نے وظیفہ بتایا تھا۔ فرمایا کوئی وظیفہ بتایا تھا۔ کہا حضور! آپ نے ہش بتایا تھا۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا! وہ تو میں نے تمہیں وہاں سے ملنے کے لیے کہا تھا۔ یہاں تک تمہیں تمہارے اعتقاد و یقین نے پہنچایا ہے۔



## مولانا روم نے کیا خوب فرمایا ہے

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء  
بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا  
ایک ساعت اولیاء کی ہمسر ہی  
بے ریا سو سال کی عبادت سے بڑی

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا  
او نشیند در حضورِ اولیاء  
جو خدا کے پاس چاہے بیٹھنا  
اولیاء کے پاس سیکھئے بیٹھنا

اولیاء را ہست قدرت از الہ  
تیر جستمہ باز گرداند ز راہ  
اولیاء اللہ کو وہ طاقت ملی  
جس سے نکلے تیر کی ہو واپسی

انوارِ چشتیان ہیں، خواجہ پیر مہر علی شاہؒ  
سرتاجِ عارفان ہیں خواجہ پیر مہر علی شاہؒ





میں نہیں، سب توں جَلَّ جَلالہ

رَبّامیہ حال دا محرم توں  
اندر توں باہر توں روم روم وچہ توں  
توں ہی تاناں توں ہی باناں سب کچھ میرا توں  
کہے حسین فقر سائیں دا میں نہیں سب توں

”شاہ حسین“  
سلطان العارین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا

الف

الف اللہ چنبے دی بوٹی مرشد من میرے وجہ لائی ہو  
نفی اثبات دا پانی ملیا ہر رگ ہر جانی ہو  
اندر بوٹی شور مچایا جانا پھلن پر آئی ہو  
جیتوے مرشد کا میل حضرت باہو جیس ایہہ بوٹی لائی ہو

ب

بغداد شہر دی کوئی نشانی اچیاں لمیاں چیراں ہو  
تن من میرا پرزے پرزے جیتوں درزی دیاں لیراں ہو  
انہاں لیراں دی گل کفنی پاکے رلساں سنگ فقیراں ہو  
بغداد شہر دے ٹکڑے منگاں کرساں میراں میراں ہو

## نماز کے فضائل

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جب بندہ مومن نماز پڑھنے کے لیے ارادہ کرتا ہے۔ اور جب کہتا ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ تو جان کنی یعنی موت کا وقت کی سختی اس پر آسان ہو جاتی ہے۔ اور جب بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں چار ہزار نیکیاں درج فرمادیتے ہیں۔ اور چار ہزار برائیاں مٹا دیتے ہیں۔ اور چار ہزار درجے بلند فرمادیتے ہیں۔ اور جب کہتا ہے۔ سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ (ثناء پڑھتا ہے) تو اللہ اس کے نامہ اعمال میں اس کے جسم کے ہر بال کے عوض ایک سال کی عبادت کا ثواب لکھنے کا حکم دیتے ہیں۔ اور اس کی قبر اس کے لیے فراخ (کشادہ) ہو جاتی ہے۔ اور پھر جب سورہ فاتحہ (الحمد للہ) پڑھتا ہے۔ تو گویا اس نے حج و عمرہ ادا کیا۔ توجیب (اللہ اکبر) کہتا ہے تو اپنے گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہو جاتا ہے کہ گویا کہ وہ اُحد ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ اور جب رکوع کرتا ہے تو گویا کہ وہ اُحد کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خیرات کرتا ہے۔ اور کہتا ہے سُبْحٰنَ رَبِّيَّ الْعَظِيْمِ تو گویا اس نے ہر ایک مقدس کتاب جس کو اللہ آسمان سے نازل فرمایا پڑھ لی۔ اور جب سَمِعُ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتا ہے تو اس نے قرآن کریم کی سورتوں کے حروف کی تعداد کے برابر راہِ خدا میں غلام آزاد کیے۔ اور جب سُبْحٰنَ رَبِّيَّ الْاَعْلٰی کہتا ہے۔ تو اللہ اس کے نامہ اعمال میں اس قدر نیکیاں درج فرماتا ہے۔ جس قدر انسان

اور جن و شیاطین کی مقدار ہے۔ التَّحِيَّاتُ پڑھنے پر نمازیوں کے برابر ثواب دیتا ہے۔ اور جب سلام پھیرتا ہے تو جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں۔ کس قدر خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو فرائض کے بعد نوافل کی کثرت توفیق ہو۔ اور یہ دولت نصیب ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے فضل سے مجھے اور میرے تمام مسلمین دوستوں والدین کو بھی نصیب فرمائیں۔

(تذکرۃ الواعظین)

## نذرِ یحیٰ نجات از حُبّت کی گنجی ہے

حضرت دانا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نماز ایک ایسی عبادت ہے جس میں ابتداء سے آخر تک ہر مقام پر سالک راہِ حق پاتا ہے۔ اور اسے حق کے مقامات نظر آتے ہیں۔  
(کشف المحجوب) فارسی ص ۲۶۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبِّ الرَّحِیْمِ۔

سَلَامٌ ۱۹۷	قَوْلًا ۲۱۰	مِّن رَّبِّ ۲۰۷	رَحِیْمِ ۲۰۹
رَحِیْمِ ۲۰۳	مِّن رَّبِّ ۲۰۳	قَوْلًا ۲۱۰	سَلَامٌ ۲۰۹
قَوْلًا ۲۰۲	سَلَامٌ ۲۰۸	رَحِیْمِ ۲۱۲	مِّن رَّبِّ ۱۹۹
مِّن رَّبِّ ۲۱۱	رَحِیْمِ ۲۰۰	سَلَامٌ ۲۰۱	قَوْلًا ۲۰۶

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com



## نماز جس ترک کی

فجر کی : اس کے چہرے سے نور ختم کر دیا جاتا ہے۔  
 ظہر کی : اس کی روزی سے برکت ختم کر دی جاتی ہے۔  
 عصر کی : اس کے بدن سے طاقت ختم کر دی جاتی ہے۔  
 مغرب کی : اس کو اولاد سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔  
 عشاء کی : اس کی نیند سے راحت ختم کر دی جاتی ہے۔

(ارشادات نبویؐ)

## فرض نماز کے بعد کی مسنون دعائیں

۱۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ  
وَالِ الْاَكْرَامِ۔

۲۔ رَبِّ اغْنِنِيْ عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔

۳۔ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتُ وَلَا مُعْطٰى لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ  
ذَالِ الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ۝

۴۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجَدِّ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبَحْلِ  
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَرْزَلِ الْعُمُرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ  
فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔

(سُبْحَانَ اللّٰهِ ۳۳) (الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۳) (اللّٰهُ اَكْبَرُ ۳۴)

# نوشتہ آخرت

جسم : کی تندرستی نمازیں ہے۔  
 دل : کی طاقت تلاوت قرآن مجید میں ہے۔  
 دماغ : کی قوت ذکر الہی میں ہے۔  
 روح : کی راحت درود شریف میں ہے۔  
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ  
 وَبَارِكْ وَسَلِّمْ وَصَلِّ عَلَيْهِ۔

## نفی اثبات

لَا اِلٰهَ دِی پھر بھاری، جے اِلَّا اللّٰہ گھر آدمی  
 بن مرشد زندگی، زندگی نہیں  
 بن مرشد بندگی، بندگی نہیں  
 اشرف بناں مرشد جاندی گندگی نہیں  
 سب بل کر پڑھو۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

اللّٰهُ هُوَ

اللّٰهُ هُوَ

اللّٰهُ هُوَ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 يَا أَيُّهَا  
 رَبُّ الْعَالَمِينَ كَا انْسان سے خطاب

میری طرف توجہ کر کے تو دیکھ  
 میری راہ میں چل کر تو دیکھ  
 مجھ سے سوال کر کے تو دیکھ  
 مجھے رب مان کر تو دیکھ  
 میرے خوف سے آنسو بہا کر تو دیکھ  
 دنیا کی لاج نبھا کر تو دیکھ  
 میرے نام کی تعظیم کر کے تو دیکھ  
 اپنی ہستی کو فنا کر کے تو دیکھ  
 مجھے حیا القیوم مان کر کے تو دیکھ  
 متوجہ نہ ہوں تو کہنا  
 راہیں نہ کھول دوں تو کہنا  
 بخشش کی حد نہ کر دوں تو کہنا  
 سب سے بے نیاز نہ کر دوں تو کہنا  
 مغفرت کے دریا نہ بہا دوں تو کہنا  
 عطا کی حد نہ کر دوں تو کہنا  
 تکریم کی انتہا نہ کر دوں تو کہنا  
 جام بفتا سے سرفراز نہ کر دوں تو کہنا  
 ابدی حیات کا امین نہ بنا دوں تو کہنا  
 بالآخر میرا ہو کر تو دیکھ  
 ہر کسی کو تیرا نہ بنا دوں تو کہنا۔

عبدالرب جنجوعہ عفی عنہ





## نعت شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تیرے تعلق کی گلیوں میں بھٹکتا رہا  
یوں گم سم رہا تنہا تنہا گرتا رہا

تیرے تعلق کی گلیوں میں بھٹکتا رہا  
یوں گم سم رہا تنہا تنہا گرتا رہا

تیرے تعلق کی گلیوں میں بھٹکتا رہا  
یوں گم سم رہا تنہا تنہا گرتا رہا

تیرے تعلق کی گلیوں میں بھٹکتا رہا  
یوں گم سم رہا تنہا تنہا گرتا رہا

تیرے تعلق کی گلیوں میں بھٹکتا رہا  
یوں گم سم رہا تنہا تنہا گرتا رہا

تیرے تعلق کی گلیوں میں بھٹکتا رہا  
یوں گم سم رہا تنہا تنہا گرتا رہا

عنایت اللہ عنایت

# شانِ مرشد

پ: پیر، پ، ی، ر، تین لفظوں سے بنا پیر  
 پ: کے معنی پاک، ر کے معنی رہبر یعنی مرشد رہبر  
 رہنمائی کرنے والا، رہبری کرنے والا، سیدھا رستہ دکھانے والا،  
 عاقبت کو سدھارنے والا  
 ی: کے معنی یار یعنی اللہ کا یار، اللہ کا دوست

## الف تائی چھبیس الفاظ ہیں

اول، الف اللہ اور آخری لفظ ی یار  
 یعنی اللہ کے نام سے شروع اور اپنے پیارے محبوب یار پر ختم کر دیا۔  
 اللہ اور محمدؐ جہاں اللہ وہاں محمدؐ ساتھ ہیں۔  
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ  
 ج: د، الف، ج، ج کا نقطہ نکال کر سر پر رکھ دو تو بن جائے گا خدا  
 ج: حق ہے، غ غیر ہے، ت توبہ، ظ ظلم سے باز رہو  
 س: سخی بن کر اپنی عاقبت سدھار لو  
 م: محب وہ ولی، ک: کے، ولی کے محب بن جاؤ  
 م: محمدؐ ع عشق پیدا کر کے عاشق اللہ اور رسولؐ بن جاؤ۔  
 طالبِ دعا: ملک محمدؐ شرفِ نقشبندی

ایک عظیم الشان پُر از کرامات مدلل اور مفصل منقبت شریف

## خدا کے فضل سے ہم پر ہے سایہ غوثِ اعظم کا

از : عاشق غوث الوری مولانا شاہ جمیل الرحمن رضوی قادری رحمۃ اللہ علیہ

خدا کے فضل سے ہم پر ہے سایہ غوثِ اعظم کا  
ہماری لاج کس کے ہاتھ ہے بغداد والے کے  
جہانِ تاجراں گرداب سے فوراً نکل آیا  
گئے اک وقت میں ستر مریدوں کے یہاں آقا  
شفا پاتے ہیں صد ہا جاں بلب امراض مہلک سے  
بِلَا دُاِ اللہِ مُلکی تحتِ حُکْمی سے یہ ظاہر ہے  
فَحُکْمی نَافِذٌ فِی کُلِّ مَکَالٍ سے ہوا ظاہر  
ہوا موقوفِ فوزا ہی برسنا اہل محفل پر  
جو حق چاہے وہ یہ چائیں جو یہ چائیں وہ حق چاہے  
فقیہوں کے دلوں سے دھو دیا ان کے سوالوں کو  
وہ کہہ کر قُتْرُ بَازِ اللہِ جِلا دیتے تھے مُردوں کو  
فرشتے مدرسے تک ساتھ پہنچانے کو جاتے تھے  
سفر سے واپسی میں دینِ اقدس کو کیا زندہ  
جو فرمایا کہ دوشِ اولیاء پر ہے قدم میرا  
لعاب اپنا چٹایا احمد مختار نے ان کو  
رسول اللہؐ نے خلعت پہنایا بر سرِ مجلس  
محرر چار سو مجلس میں حاضر ہو کے لکھتے تھے  
اگرچہ مُرُغ سب کے بول کر خاموش ہوتے ہیں  
ہمارا ظاہر و باطن ہے ان کے آگے آئینہ

ہمیں دونوں جہاں میں ہے سہارا غوثِ اعظم کا  
بلائیں مال دینا کام کس کا غوثِ اعظم کا  
و ظیفہ جب انہوں نے پڑھ لیا یا غوثِ اعظم کا  
سمجھ میں آ نہیں سکتا مع غوثِ اعظم کا  
عجب دار الشفا ہے آستانہ غوثِ اعظم کا  
کہ عالم میں ہر اک شے پر ہے قبضہ غوثِ اعظم کا  
تصرف انس و جن سب پر ہے آقا غوثِ اعظم کا  
جو پایا ابر باراں نے اشارہ غوثِ اعظم کا  
تو مٹ سکتا ہے پھر کس طرح چاہا غوثِ اعظم کا  
دلوں پر ہے بنی آدم کے قبضہ غوثِ اعظم کا  
بہت مشہور ہے احیائے موت غوثِ اعظم کا  
یہ دربارِ الہی میں رتبہ ہے غوثِ اعظم کا  
محی الدین ہوا یوں نامِ دالا غوثِ اعظم کا  
لیا سب کو جھکا کے سب نے تلوا غوثِ اعظم کا  
تو پھر کیسے نہ ہوتا بول بالا غوثِ اعظم کا  
بچے کیونکر نہ پھر عالم میں ڈنکا غوثِ اعظم کا  
ہوا کرتا تھا جو ارشاد والا غوثِ اعظم کا  
گر طرِ مُرُغ بولے گا ہمیشہ غوثِ اعظم کا  
کسی شے سے نہیں عالم میں پردہ غوثِ اعظم کا



عطی کی ہے بلندی حق نے اہل اللہ کے جھنڈے کو  
 نی نور الہی اور یہ نور مصطفائی ہیں  
 مگر سب سے کیا اونچا پھر برا غوث اعظم کا  
 تو پھر نوری نہ کیونکہ ہو گھرانہ غوث اعظم کا  
 جمیل قادری سوجان سے قرباں ہو مرشد پر  
 بنایا جس نے تجھ جیسے کو بردا غوث اعظم کا

## مدح غوث اعظم دستگیر

جناب غوث الاعظم شاہ جیلانی  
 بردا ایں خاں رادائم نگہباں

غوث پاک پیراں دا پیرنی سیو	لکھیاں تے پھیردا لکیرنی سیو
چوراں نوں پھڑ قطب بنا ندا	باراں سالان بعد ڈ بیا بڑا تراندا
پیر میرا روشن ضمیرنی سیو	غوث پاک پیراں دا پیرنی سیو
غوث پاک قطب ربانی لے	نبی دا نواسہ پنجن دی نشانی لے
ولی سارے غوث دے فقیرنی سیو	لکھیاں تے پھیردا لکیرنی سیو
قطب ابدال نے سوالی میر پیردے	بادشاہ جہاں دے فقیرنی سیو
اشرف جگت دا فقیرنی سیو	او پیر بڑا روشن ضمیرنی سیو

## یا غوث الاعظم جیلانی

کرم سے کیا راہنما رہزنوں کو  
 دم نزع آؤ کہ دم آے دم میں  
 یہ دل یہ جسگر ہے یہ آنکھیں یہ ہر  
 جہاں چاہو رکھو قدم غوث اعظم  
 ادھر بھی نگاہ کرم غوث اعظم  
 کرو ہم پہ سیس دم غوث اعظم  
 مفتی اعظم عالم اسلام مصطفیٰ خان بریلوی

# منقبت شریف

## در شانِ غوثِ الاعظم و ستکیرا

آستان ہے آپؑ کا حاجت روا غوثِ حبلیؒ  
اک نظر ہو صدقہ مشکل کشا غوثِ حبلیؒ

از طفیل خواجہ ہندالولی اک عرف ہے  
بخشوا دیجیئے اب میری ہر ملک خطا غوثِ حبلیؒ

آپ ہیں محبوبِ سبحانی خدا کے فضل سے  
آپ کی محبوبیت ہے ہر اک ادا غوثِ حبلیؒ

بھیک ملتی ہے ولایت کی اسی دھلیز پر  
اولیاء جب آپ کے ہیں زیر پا غوثِ حبلیؒ

حاضری مقبول میری ساتھیوں کے ساتھ ہو  
مختصر ہے معتبر ہے مدعا غوثِ حبلیؒ

پاشہ بغداد! سن لو قطب کی بہر خدا  
دے رہا ہوں آپ کے در خدا غوثِ حبلیؒ

یہ منقبت مرکز غوثِ پاک کے عرسِ اقدس پر حاضری کے موقع پر خواجہ غلام قطب الدین قطب نے کہی۔

# مُناجات

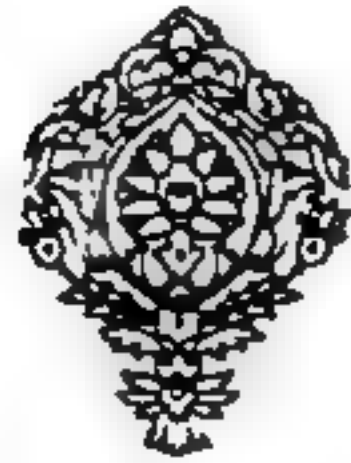
حضرت غوث الاعظم شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی قدس سرہ

(در بیان احتیاج سینی افتاد است)

ستار توتی بپوش عییم بکرم	کز خلق جہاں بے محتاج ترم
دھر کہ نظر کنم بہ بنیم ہنرے	جز عیب نہ بینم چو بخود نگرم
بیگانہ رحمت لایسم و از تقویٰ دو	دام بفریب نفس و شیطان مغرور
سزا قدم عن قوہ عصیان و فجور	لیکن تو رحیمی و کریمی و غفور
گفتم ز سر قیاس بے بود بے	کردم ز گناہ آنچہ نہ کرد است کے

القصدہ ندارم اندریں ورطہ جہل!

جز لطف و عنایت تو فریاد رس!





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

- ۱۔ یَا سَيِّدُ مُحِي الدِّينِ أَمْرُ اللَّهِ -
- ۲۔ یَا شَيْخُ مُحِي الدِّينِ فَضْلُ اللَّهِ -
- ۳۔ یَا أَوْلِيَاءُ مُحِي الدِّينِ أَمَانُ اللَّهِ -
- ۴۔ یَا مُسْكِينُ مُحِي الدِّينِ نَوْرُ اللَّهِ -
- ۵۔ یَا غَوْتُ مُحِي الدِّينِ قُطْبُ اللَّهِ -
- ۶۔ یَا سُلْطَانُ مُحِي الدِّينِ سَيْفُ اللَّهِ -
- ۷۔ یَا خَوَاجَهُ مُحِي الدِّينِ فَرْمَانُ اللَّهِ -
- ۸۔ یَا مَخْدُومُ مُحِي الدِّينِ بُرْهَانُ اللَّهِ -
- ۹۔ یَا دُرُّویشُ مُحِي الدِّينِ آيَاتُ اللَّهِ -
- ۱۰۔ یَا بَادِشَاهُ مُحِي الدِّينِ غَوْتُ اللَّهِ -
- ۱۱۔ یَا فَقِيرُ مُحِي الدِّينِ مَشَاهِدُ اللَّهِ -

وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ  
وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا مُبَارَكًا كَثِيرًا كَثِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

## نعت شریف

اَنج سِک مِتراندی ودھیری اے  
 لوں لوں وچ شوق چنگیری اے  
 اَلطِیْفُ سَرِّی مِنْ طَلْعَتِهِ  
 فَسَكْرَتُ هُنَا مِنْ نَظَرَتِهِ  
 مکھ چند بد رشتہ جانی اے  
 کالی زلف تے اکھ مستانی اے  
 دو اُبرو قوس مثال دین  
 لبساں سُرخ اکھاں کہ لعل مین  
 اس صورت نوں میں جان اکھاں  
 سچ اکھاں تے رب دی شان اکھاں  
 ایہ صورت ہے بصورت تمہیں  
 بے رنگ دے اس صورت تمہیں  
 دے صورت راہ بے صورت دا  
 پر کم نہیں بے سو جھٹ دا  
 ایہا صورت شالا پیش نظر  
 وجہ قبر تے پل تمہیں جد ہو سی گزر  
 يُعْطِيكَ رَبُّكَ دَاسَ تَسَا  
 لِحِیَالِ کَرِیْسِی پَاسِ اسَا  
 لاہو مکھ توں مخطط بُردِ یمن  
 سُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَحْبَمَلْکَا  
 کہتے ہر علی کہتے تیری شان

کیوں دلڑی اُداس گھنیری اے  
 اَنج سیناں لایاں کیوں جھڑیاں  
 وَ اَشَدُّ وَ بَدِی اَمِنْ دَفْوَرَتِهِ  
 نیناں دیاں فوجاں سر چڑھیاں  
 متھے چمکے لاٹ نورانی اے  
 مخمور اکھیں ہن مدبھریاں  
 جیس توں ناک مڑ دے تیر جھپٹن  
 چٹے دند موتی دیا ہن لڑیاں  
 جاناں کہ جان جہاں آکھاں  
 جس شان توں شاناں سب بنیاں  
 بصورت ظاہر صورت تمہیں  
 وچ دھت پھٹیاں جد گھڑیاں  
 توبہ راہ کہ عین حقیقت دا  
 کوئی وِریاں موتی لے تریاں  
 رہے وقت نزع تے روزِ شر  
 سب کھوٹیاں تھیں تدکھریاں  
 فَتَرْضٰی پوری آس اسَا  
 وَ اَشْفَعُ تَشْفَعُ صیج پڑھیاں  
 من بھا نوری جھلک دکھاؤ سخن  
 مَا أَحْسَنَکَا مَا أَكْمَلْکَا  
 گستاخ اکھیں کہتے جاڑیاں





# فیضانِ مہرِ علی شاہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیر کا مسل صورتِ ظلِّ الہی یعنی دیدِ پیر دیدِ کبریا

مہر علی شاہؒ مہراں والیاں سائیاں نظر مہر دی پاویں  
 دس دے جلوہ نور زلفِ دامستی اسن مٹاویں  
 ایہ صورتِ شالا پیش نظر رہے وقت نزع تے روزِ محشر  
 جاواں صدقے میں سوہنیاں زلفاں توں  
 جوہن زبائیاں ساریاں مسلکاں توں  
 واہ وا پیر مہر علی شاہؒ عالی شان تیرا دربار آ  
 دنیا تیرے قدماں اُتے ہوندی پئی نثار آ  
 تو سخی تیرا سخی دربار ہے !  
 ہو نظر تیری تو اشرف دا بیڑہ پار ہے

کہتے مہر علیؒ کہتے تیری شنا  
 گستاخ اکھنیں کہتے جاڑیاں !  
 اے غلام بے نوا تو ایک نہیں ان کا گدا  
 فیض یاب ہوتے ہیں ان سے شاہ دگدا

یہ فیض ہندو لی ہے یہ فیض غوثِ جلی  
 خورشیا نصیب کہ ہم ہیں غلامِ مہر علی

جو تمہارے فقیر ہوتے ہیں  
 آدمی بے نظیر ہوتے ہیں

# پیر صاحب گولڑہ شریف

ایک تعارفی مضمون تاجدار گولڑہ شریف

## دربار عالیہ گولڑہ شریف

اللہ کے پیاروں کی رحمت کی بستی ہے اور محبت و سکون کی پُر نور ولوی ہے۔ راولپنڈی سے تقریباً گیارہ میل کے فاصلے پر شمال مغرب کی جانب واقع ہے۔ یہ خطہ پوٹھوار کا ایک مشہور و معروف قدیمی اور تاریخی قصبہ ہے جو پختہ سرک کے ذریعے راولپنڈی، اسلام آباد دارالحکومت سے ملایا گیا ہے۔ اور انہی پختہ سڑکوں کے ذریعہ پشاور تا کراچی رابطہ قائم کیا گیا ہے۔ اور ریلوے کا مشہور جنگش ہے۔

## دربار عالیہ گولڑہ شریف

گولڑہ شریف اللہ والوں کی محبت بھری نورانی وادی ہے۔ یہاں جو بھی پھول کھلتا ہے اس نے رشد و ہدایت کے اس گلشن سے مہکنا سیکھا ہے۔ جس کی خوشبو جنت الفردوس اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگرانی مدینہ منورہ کے سرخزاروں سے آتی ہے۔ اس وادی میں جو ہوا چلتی ہے اس میں مدینہ منورہ اور بغداد شریف کی خاک کے ذروں کا رچاؤ ہے۔ اس بستی کی شبنم آلود صبحوں کے حسن میں خدا کی ان محبوب و مقبول بندوں کے چہروں کی تازگی شامل ہے جنہوں نے اس خطے کو جمال مصطفویؐ سے آراستہ کیا ہے۔ اس شہر خواں کو گولڑہ شریف نگر حضرت خواجہ سید پیر مرغانی شاہ گولڑوی کہا جاتا ہے۔

## دربارِ عالیہ گولڑہ شریف

اگرچہ اللہ والوں کی ایک چھوٹی سی بارونق آبادی کو گولڑہ شریف کہتے ہیں۔ لیکن گولڑہ شریف کے مکینوں کی نظر گنبدِ خضرا پر ہو اور سلینوں کی کشادگی بغداد شریف تک ہو۔ اس کی خوش نصیبی کا کیا ٹھکانہ۔ اس کی خوشی میں غوثِ زمان قطبِ دوراں حضرت قبلہ عالم سیدنا پیر علی شاہ گیلانی قدس سرہ العزیز اور جناب مستطاب حضرت تقدس مآب زبدۃ السالکین، قدوة العارفين صوفی کابل و پیر اکمل سیدنا پیر عظام محمدی الدین دامت برکاتہم اسودۃ الحمد میں۔

اللہ کے ان محبوب و مقبول دوستوں کی خاک پا کے طفیل اس بستی کو یہ اعزاز ملا ہے کہ اس کی فضاؤں میں سکون قلب کا ایک ایسا احساس ہے کہ دلوں کا اضطراب ختم ہو جاتا ہے۔ اس بستی کے شبِ روزِ ذکر و فکر، محفلِ میلاد، محفلِ گیارہویں شریف کی محفلوں سے سجے ہوئے ہیں۔ اس بستی میں معرفتِ الہی کا چشمہ رواں ہے اس کا ایک ہی جرمِ روح کی تشنگی دینے کے لئے کافی ہے۔

## دربارِ عالیہ گولڑہ شریف

اللہ والوں کی اس نگری کو مکانات تک محدود رکھنا اور اس کی وسعت کا بالحاظ آبادی کا تعین کرنا انتہائی نامناسب بات ہے۔ کیونکہ یہ جنتِ مہرہ وادی ہے جسے عرفِ عام میں "گولڑہ شریف" کہا جاتا ہے۔ بہت خوش بخت وادی ہے جو اعلیٰ حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز کے نام مبارک سے مشہور و معروف ہے۔ البتہ ان کے آستانہ فیضِ رساں سے قیامت تک یہ فیض عقیدت مندوں اور مریدوں کے لئے جاری و ساری رہے گا۔ جس کسی نے اب تک



پایا یا کبھی پائے گا۔ وہ انہی کے دربارِ گہر بار سے پائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے صدقے میں دے گا۔ ورنہ قیامت تک خاسر و محروم اور اگر کوئی بد نصیب و بد قسمت اس پناہ ملائکہ کو چھوڑ کر دنیا و آخرت کی کسی حصول فلاح کا دعویٰ کرے تو وہ کذاب و جال ہے۔ ع

نگاہِ مرشدِ کامل سے عشقِ مصطفیٰ حاصل  
خدا کا قرب دیتی ہے محبتِ پیرِ خانے کی  
عرشِ بریں کی خلوتِ محبوب کی قسم  
فیضِ رسولِ پاکؐ ہے فیضانِ اولیاء  
محفل ہے پاکِ حضرت خیر الانام کی  
ہیں ہر طرف صدائیں صلوٰۃ و سلام کی  
دربارِ مرشدی میں فیضانِ مصطفیٰ  
خیرات بٹ رہی ہے محمدؐ کے نام کی۔

## دربارِ عالیہ گولڑہ شریف

راولپنڈی سے تقریباً گیارہ میل کے فاصلے پر مارگلہ کی پہاڑیوں کے دامن میں ایک قصبے کا نام گولڑہ شریف ہے۔ جو غالباً وہاں کے قدیمی باشندوں گولڑہ قوم کے باعث اس نام سے موسوم ہے۔ سلطنتِ خدادادِ پاکستان کا دار الخلافہ اسلام آباد ہے اس قصبے کا مشرقی حدود کے ساتھ واقع ہے۔ اُن دنوں یہ جگہ سکھوں کی عملداری میں سکھ قلعہ دار کا صدر مقام تھی۔ سکھوں کی تحصیل و قلعہ کے کھنڈرات و آثار اب تک موجود ہیں۔ آج کل یہاں ریوے جنگش، تھانہ پولیس، ہسپتال، ڈاکخانہ، تار گھر، ٹیلیفون آفس وغیرہ بن چکے ہیں۔ اور راولپنڈی اسلام آباد سے پختہ سڑکوں کے ذریعے یہ علاقہ بلا ہوا ہے جن پر سرکاری موٹر بسیں، وگنیں، سوزوکیاں اور ریل گاڑیاں

مسافروں اور زائرین کی آمد و رفت کا ذریعہ ہیں۔  
 یہ عروج اس قصبے کو اللہ تعالیٰ نے دربارِ عالیہ غوثیہ چشتیہ مہریہ کی وجہ سے  
 بخشا ہے۔ جو منبع برکات ہونے کے باعث مرجع خلائق ہے۔  
 پہلے اس علاقہ پر افغانوں کا قبضہ تھا۔ آٹھارہویں صدی عیسوی کے آخر میں احمد شاہ ابدالی  
 کے انتقال پر رنجیت سنگھ نے جو افغانوں کی طرف سے پنجاب کا صوبیدار تھا ( )  
 خود مختاری کا اعلان کر دیا اور پنجاب کے ساتھ اس علاقے کو بھی اپنی عملداری میں  
 شامل کر لیا۔ حضرت پیر سید روشن دین شاہ اور پیر سید رسول شاہ کے مزارات  
 آستانہ عالیہ کے شمال کی طرف ایک چار دیواری میں زیارت گاہِ خستہ ہیں۔  
 میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے کیا خوب فرمایا ہے۔  
 میں نیواں میرا مرشد اُچاتے میں اُچیاں دسنگ لائی  
 صدقے جاواں اینہاں اُچیاں تھیں جہناں نیویاں نال نہائی

توں بیلی سیں سب جگ بیلی اُن بیلی بھی بیلی  
 سبناں باجھ محمد بخشا اُج سبھی پٹی توہلی  
 راتیں سوتیاں نیند نہ آندی لے  
 خواہر پیر مہر علی شاہ جی  
 تساوی یاد پیٹی سدا ستاندی لے  
 راہ تیرا میں تگدی رہندی محل اُچتے چڑھ کے  
 یاد بہتی کاہلی پاؤں رَوواں اندر دڑھ کے  
 اُج ٹر چنے دلدار وطنوں چکٹ مہاراں  
 اُجڑی نگری نظری آوے گنڈ دتی جد یاراں  
 قصبہ گولڑہ شریف میں ایک رات شادی کے موقع پر لڑکیوں نے پنجابی زبان  
 میں گیت گاتے ہوئے یہ شعر پڑھا۔

اُچی ڈھکی گھر سامنے میری ڈاڈھے نال پریت

ناں توڑی ، ملاں توڑساں نال توڑن دی ریت  
گرمیوں کا موسم تھا آپ بالاخانہ کی چھت پر شغل و ذکر الہی میں محو تھے  
کہ یہ شعر سن کر ورت ہو گیا۔ شادی والے گھر میں خبر پہنچی تو لڑکیاں رات  
گئے اسی شعر کا تکرار کرتی رہیں۔ جب آپ نے دُعا دے کر منع فرما بھیجا تو انہوں  
نے گانا بند کیا۔

رات اندھیری گھمن گھیری دریا ٹھاٹھاں مارے  
ادہ کی جانن سارا ساڈا جھیرے رہن کنارے

بہت کچھ ان کو جو سمجھتے ہیں وہ بھی کیا سمجھتے ہیں  
کوئی ان کو سمجھ سکتا نہیں اتنا سمجھتے ہیں

نہ علم و فضل میں نہ حبیب و کلاہ میں ہے  
جو بات اہل محبت کی اک نگاہ میں ہے

میاں محمد بخش عارف کھڑی قسریٰ قسریٰ نوراندے میں

قلب میرے نون جندرا چڑھیا کبھی سایاں تھرتے  
نام مولا توں لاہ پھڑ جندرا تو لگے تن میرے





## حضرت صاحب کے فرامین

اعلیٰ حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پیر کے معنی یہ ہیں کہ ہر ایک کو آسمانی کتاب (قرآن مجید) کے مطابق ہدایت کرے ! اور مرید کہلانے کا مستحق وہی شخص ہے جو بہ حسب ہدایت پیر صاحب عمل کرے :

## امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جس شخص کا کوئی پیر نہیں اُس کا پیر شیطان ہے۔ (ملفوظات غزالی)

## در بارہ عالیہ چشتیہ کے اوصاف

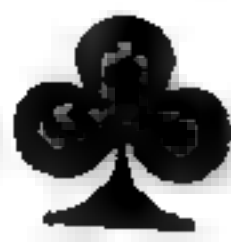
سلسلہ چشت اہل بہشت کے جملہ بزرگانِ کرام معنی جہالیات کے ساتھ حسن ظاہری سے بھی مالا مال ہوئے اور ان کے باہمی تعلق اور نسبت میں نظر پاکبان کا بھی ایک غالب عنصر شامل ہوتا ہے۔ اعلیٰ حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے حسین و جمیل قطبِ وقت غوثِ زمان ہو گزرے ہیں۔ آپ نے مجدد کی حیثیت سے بھی علم و عرفان کو زندہ و تابندہ کیا۔ اعلیٰ حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ ۲

کے باپے میں علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے خط کے دوران "اس وقت ہندوستان بھر میں کوئی اور دروازہ نہیں جو پیش نظر مقصد کے لئے کھٹکھٹایا جائے۔"

## حضرت پیر مہر علی شاہ فرماتے ہیں

مہر ہے ساری علیؑ کی شک نہ رہیا اک ذرہ  
تائیں اوہ پیاں دسریاں سانوں ماہی والیاں ٹاہلیاں  
حضرت غوث الاعظم کے فیوض و برکات کا ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے  
ہے جو ہر تنزیہ عین تشبیہ جمع حق شہود ہے  
کرم کیت غوث اعظم اپنے سردیاں والیاں

سگے گاہ جیلاں شوچوں خواہی قُرب ربّانی  
کہ بد شیراں شرف دار دسگ در گاہ جیلانی





# چودھویں صدی کا مجدد بسم اللہ کا اہم عدد

ابجد کی رو سے حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے اعداد ۷۸۶ نکلتے ہیں۔ جو بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اعداد بھی ہیں۔

نیز آنجستاب کے متذکرہ بالا اسم گرامی سے اگر بطریق جعفر حروف ی، الف اور ہ کو جو مسکّر آتے ہیں حذف کر دیا جائے تو ۷، ۸، ۶ (سات سو ستر) اعداد رہ جاتے ہیں جو مجبّد قرن رابع عشر (چودھویں صدی کا مجبّد) کے حروف مکررہ ۵، ۷، ۸ حذف کرنے کے بعد حروف کے اعداد ہیں۔





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پیر کابل، صورتِ خلیلِ الہ  
یعنی دیدِ پیر، دیدِ کبریا  
جو بھی تیرے فقیر ہوتے ہیں  
آدمی بے نظیر ہوتے ہیں

پیر علی شاہ کیلانی

حالاتِ زندگی

قدوة العارفين، برهان الواصلين، عارف باللہ فنا فی اللہ حضرت قبلہ  
خواجہ پیر علی شاہ کیلانی نور اللہ مرقدہ  
تاجدارِ اعلیٰ آستانہ عالیہ گولڑہ شریف

حسبِ ارشاد

آفتابِ شریعت ہتابِ طریقت  
جناب پیر خواجہ غلام محی الدین بابو جی  
مسند آرائے آستانہ عالیہ چشتیہ غوثیہ گولڑہ شریف

تالیف

خاکپائے اولیاء: ملک محمد اشرف نقشبندی قادری چشتی

وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنِ يَذِيبُ

# تعارف !

حضرت سید پیر مہر علی شاہ گیلانی گولڑوی

خطہ پوٹھوار کے بلند پایہ فقیر اور حبیب عالم دین

حضرت قبلہ عالم سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ العزیز کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ برصغیر پاک و ہند کے اولیاء و مشائخ کرام میں آپ کو ایک انتہائی مقام حاصل ہے۔ آپ کی ۷۹ سالہ زندگی ۱۸۵۹ء تا ۱۹۳۷ء کے دوراں جس میں سے تقریباً ۴۸ برس کا عرصہ آپ نے خلق خدا کی رشد و ہدایت میں صرف فرمایا۔ لاکھوں تشنگانِ علم و روحانیت آپ کی ذاتِ بابرکات سے فیض یاب ہوئے۔

آپ کے علمی و روحانی کمالات کا ہر ممکنہ فکر نے یکساں اعتراف کیا۔ کامل توازن و اعتدالِ مسلک، ہر معاملہ میں مکمل پابندی، شریعت اور اُمتِ مسلمہ میں اتحاد و یگانگت کے لیے آپ کی مساعی جمیلہ آپ کے خصوصی امتیازات ہیں۔ نظریہ وحدۃ الوجود پر آپ کو فقیہ المثلال دسترس حاصل تھی۔ قادیانیت کی بروقت تردید اور اس کے مؤثر سدِ باب میں آپ نے ایک معرکہ الاراء اور تارکینی کردار ادا کیا۔

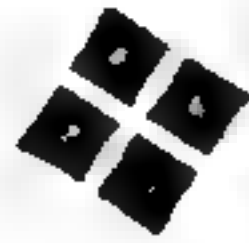
اولیاء کرام اور علماء اسلام کی تعداد ان گنت ہے۔ جنہوں نے دین اسلام کی آبیاری اپنے خونِ جگر سے کر کے کفر کے اندھیروں کو ضیاء ابد بخشی تا بنماک روشنی جس سے آج گم گشتہ انسانیت صراطِ مستقیم پر چل رہی ہے۔ اس میں بزرگان



دین کا خونِ جگر شامل ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد وحی کی آمد کے بند ہونے کا سلسلہ نبوت تو موقوف ہو گیا مگر تبلیغ اور رشد و ہدایت کا سلسلہ مشیت ایزدی کے مطابق بزرگانِ دین اولیاءِ عظام کے توسط سے ہر دور میں جاری و ساری رہا۔ یہی رشد و ہدایت کا سلسلہ خطہٴ پوٹھوار کے خاندانِ سادات کے ایک فرد فرید قطبِ دوراں حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کی ذاتِ والا صفات میں جو مہرِ لصف النہار ہے کو بلند یوں پر پہنچتا ہوا نظر آتا ہے۔ آپ ایک بلند پایہ فقیہ ثانیہ کا آغاز ہوا۔ آپ میں شاعرانہ صلاحیتیں خداداد تھیں۔ برجستہ شعر کہنا آپ کے لیے ایک معمولی امر تھا۔ عالمِ کیف میں جو آپ حمد اور مدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اشعار کہے۔ جو ابد کے لیے خزانہٴ عظیم ہیں

نہ کام ہو سکا جس کا کوئی زمانے سے  
وہ شاد کام اٹھا تیرے آسانے سے

تجھ اے شیخِ قرآن حق نے وہ انوار بخشے ہیں  
ہزاروں کے دلوں میں بھر گئی ہے جس کی تابانی  
نگاہِ ناز چسے آشتاءِ راز کرے  
وہ اپنی خوبی قسمت پہ کیوں نہ ناز کرے  
اوروں کو تو جو کچھ بلا مقدر سے ملا  
مجھ کو تو مقدر بھی تیرے در سے ملا



اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَتُوبُ اِلَيْكَ بِكَوْنِىْ  
مِنْ اَوَّلِيْنَ اِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَتُوبُ اِلَيْكَ بِكَوْنِىْ

خبردار ! بیشک اللہ کے دوستوں کو کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمزدہ ہونگے (القرآن)

کیتھے مہر علی کیتھے تیری ثنا  
گستاخ اکھیں کیتھے جا اڑیاں

## سوانح حیات

فَاتِي فِي اللَّهِ بَاقِي بِاللَّهِ آيَاتِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ  
شيخ العلماء العارفين وقدام الفضلاء الكاملين قطب الاولياء  
سراج الواسلين، سلطان الفقراء، خواجہ خواجگان، قطب دُورِ  
عارف زمان، عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، بانی تحریک ختم نبوت  
اعلیٰ حضرت

خواجہ  
سیدنا پیر مہر علی شاہ مجدد

نور اللہ مروتہ گولڑہ شریف

ولادت ۱۲۷۵ھ وصال ۱۳۵۶ھ

اٹھارہویں صدی عیسوی برصغیر کے مسلمانوں کے لیے بڑا المناک اور پُر آشوب دور تھا  
اس نازک دور میں سلطنت مغلیہ کے چیراغ کو بجھانے اور یہاں سے مسلمانوں  
کے وجود کو ختم کرنے کے لیے انگریز اور ہندو دوسری اسلام دشمن طاقتوں

کے ساتھ مل کر شامل ہو چکے تھے۔ ہندوؤں نے داخلی طور پر اسلامی مملکت کی سازشوں سے کمر توڑ دی تھی۔ تو ایک عظیم سازش کے تحت انگریز ہندو کے خفیہ تعاون سے یہاں سوداگر بن کر داخل ہو چکا تھا۔ اور پھر جب انگریز کی سازش آشکار ہوئی تو برصغیر میں انگریز حکمران بن چکے تھے۔ انگریز اس ملک پر قیامت تک قبضہ نہ کر سکتا تھا اگر داخلی اور خارجی طور پر مسلمانوں کے خلاف منظم سازش نہ کی جاتی مسلمانوں کی حکومت ختم نہ ہو سکتی تھی۔ اگر اس ملت بیضاء میں عذاب اور وطن فروش سازشوں کے ساتھ مل نہ جلتے۔

کیوں — اس لیے نہیں کہ مسلمان ایک بہادر قوم ہے، کیونکہ اگر بہادری ہی کو معیار قرار دیا جائے اور دنیاوی میزان پر طاقتوں کو تول جائے تو مادی لحاظ سے قوی ہوگا۔ وہ فاتح ہوگا لیکن مسلمان جو ہمیشہ اپنی روحانی طاقتوں سے مالا مال رہا ہے جو ہر میدان میں قوت بازو سے زیادہ قوت پروردگار سے کو دا، مسلمانوں کے پاس خداوند قدوس کی قوت ہے قرآن اور رسول خدا کی قوت اور اسے ہر دور میں ولیوں، بزرگوں اور پیشواؤں کی دعائیں حاصل ہیں۔ اگر کبھی وقتی طور پر اپنی کسی خامی کی بنیاد پر ہار بھی گیا تو اس کی شکست عارضی ثابت ہوئی اور پھر ایک ایسا دور آیا کہ مسلمانوں نے اپنی شکست کا بدلہ ضرور لیا۔

یہی کیفیات برصغیر میں بھی مسلمانوں کے ساتھ پیش آئیں۔ اپنوں کی عناداری اور بیرونی سازشوں نے مسلمانوں کو انگریزوں کا غلام بنا دیا لیکن انگریز کے خلاف نفرت کا لاوا پختار ہا اور آزادی کی ٹرپ اس عظیم قوم کو تڑپاتی رہی۔ شمع آزادی کے روشن کرنے والوں میں جہاں بہت سے ناک آتے ہیں۔

علماء و صلحاء و کلا، دانشور و غرضیکہ ہر طبقہ خیال تحریک آزادی میں اپنی اپنی بساط کے مطابق کام کرتا رہا ہے۔ انہی دانشوروں، بزرگان دین اور شمع آزادی کے متوالوں کی صف میں ملک کی ایک مقتدر شخصیت اور روحانی پیشوا جناب خواجہ خواجگان اعلیٰ حضرت الحاج پیر سیدنا مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز بھی پیش پیش تھے



آپ کے زیر اثر پنجاب اور گرد و نواح کا سارا علاقہ تھا۔

حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ گیلانی گولڑوی نے مسلمانوں کو ہندوؤں کے گٹھ جوڑ سے الگ کر کے علیحدہ آزادی کے لیے تیار کیا۔ آپ کی بلند شخصیت کے تحریک آزادی کے ہمنوا بننے کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزوں کے قصر شاہی میں زلزلے کی سی کیفیت طاری ہو گئی۔ انہوں نے اپنے نمائندوں کے توسط سے آپ کو بڑی بڑی جاگیروں کی پیشکش کی۔ لاکھوں اور کروڑوں کا لاچ دیا۔ لیکن آپ نے پائے حقارت سے ان تمام دنیاوی پیشکشوں کو ٹھکرا دیا۔ آپ کو لندن میں خصوصی طور پر جارج پنجم کی مسند نشینی کے موقع پر دعوت دی گئی لیکن آپ نے اسے بھی قبول نہ کیا۔

آپ نے جاگیر کی پیشکش کے جواب میں فرمایا وہ آبِ زبر سے تائیر بخ کے ادراق میں ثبت کرنے کے قابل ہے۔

”ہمیں حکومت کی جانب سے پیش کردہ کسی جاگیر کی ضرورت نہیں۔ بلکہ مشرق و مغرب، شمال و جنوب سارا جہاں ہمارے جدِ امجد سیدنا غوث الاعظمؒ کی جاگیر ہے جو ہمیں وراثت میں ملی ہوئی ہے۔“

اپنی مقدسین کے خلوص اور اسلام پسندی کا نتیجہ تھا کہ آخر ایک روز انگریز کو اس ملک سے بوریابتر باندھ کر کوچ کرنا پڑا اور مسلمان آزادی کی نعمتوں سے مالا مال ہوئے۔

اس روشن حقیقت کو لاکھوں پردوں میں بھی نہیں چھپایا جاسکتا کہ سرزمین گولڑہ شریف وہ سرزمین ہے جہاں سے توحید رسالت کی ضیاء پاشیوں سے سرزمین مملکت خداداد پاکستان کا قریہ قریہ منور و تاباں ہوتا ہے۔ یہ گولڑہ شریف جہاں سے روحانیت کے چشمے پھوٹتے ہیں ان روحانی فیوض و برکات کا سرچشمہ حضرت قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ صاحب کی ذات گرامی تھی جن کا مزار پر انوار رہتی دنیا تک مسلمانوں کے لیے رشد ہدایت کا مرکز و منبع رہے گا۔

اعلیٰ حضرت کئی بیش بہا خوبیوں کا مخزن و منبع تھے۔ اپنے علم و فضل، رشد ہدایت

دریافت کے اعتبار سے غیر معمولی شہرت کے مالک تھے۔ آپ کی سوانح حیات اور حالات زندگی جو مجھے میسٹر آئے قارئین کرام کے لئے تحریر ہیں۔ تاکہ آپ کی ذات والا صفات کا مزید تعارف ہو سکے۔

## آپ کا سلسلہ نسب

اے وہ کہ تیرا نانا بنی صلی علیہ ہے  
اے وہ کہ تیرا دادا علی شیر خدا ہے

علی بابا بنی نانا سخاوت ہو تو ایسی ہو ۔  
جیسے غنجر کرے سجدہ عبادت ہو تو ایسی ہو ۔

حضرت خواجہ قبلہ عالم سیدنا پیر مہر علی شاہ حبیلانی، رزاقی، قادری، چشتی نظامی، صابری اور صنفی تھا۔ جبکہ حضرت کا سلسلہ پچیس واسطوں سے جناب پیران پیر دستگیر، محبوب سبحانی قطب ربانی، شہباز لامکانی غوث صمدانی سیدنا شیخ عبدالفتاح حبیلانی قدس سرہ العزیز اور چھتیس واسطوں سے حضرت امام حسن رضى اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ جو کہ بالتحقیق حسنی طریقت کے لحاظ سے آپ غوثیہ چشتیہ اور قادریہ سلسلہ رکھتے ہیں۔ آپ اولیاء کبار اور شائخ عظام میں ایک بلند مرتبہ کے مالک ہیں۔ حضرت قبلہ عالم کی والدہ ماجدہ بھی اسی خاندان گیلانیہ رزاقیہ سے تھیں سیدنا حضرت پیر مہر علی شاہ جناب غوث الاعظم حبیلانی شہنشاہ بغداد کے منجھلے بیٹے سید تاج الدین عبدالرزاق قدس سرہ العزیز کی اولاد میں سے تھے۔

جن کا سلسلہ طریقت قادریہ رزاقیہ مشرق و مغرب میں پھیلا ہوا ہے۔  
 سیدنا عبد الرزاقؒ اپنے وقت کے مشائخ کبار میں سے ہوئے ہیں۔  
 آپ مفتی عراق کے نام سے مشہور تھے۔ سیدنا خواجہ پیر مہر علی شاہ کی نانی صاحبہ  
 حضرت پیر سید جلال الدین شاہ بخاری مخدوم جہانیاں اُدج شریف کی اولاد میں  
 سے تھیں۔ اس بنا پر آپ نجیب الطرفین سید ہونے کا فخر بھی حاصل ہے۔  
 آپ مادر زاد ولی اور قطب دوراں تھے۔ ولایت کی علامتیں بچپن ہی سے آپ  
 کے چہرے پر نور پر ہویدا تھیں۔ آپ کی روشن پیشانی سے انوار و برکات کی  
 تجلیات پھوٹتی تھیں۔ آپ کے چہرہ مبارک پر نگاہیں پڑتے ہی انسان ایک خاص  
 جذبہ عشق سے بس دیکھتا ہی رہ جاتا۔

آپ کی علمی، روحانی صفات کا احاطہ کرنا ممکن نہیں۔ آپ کا وجود قالب  
 حیات میں بھی ایک نعمت عظمیٰ کا درجہ رکھتا تھا۔ شریعت، طریقت اور معرفت  
 میں آپ کا مثل کوئی نہ تھا۔ اور مشائخ عظام میں بہت کم نظیر ملتی ہے اور  
 دس سال پاک کے بعد سے تادم امروز بھی لاکھوں عقیدت مند سوالی اپنے اپنے  
 کشکول بھر بھر کے لے جاتے رہے ہیں۔ اور لے جا رہے ہیں۔ اور یہ چشمہ فیض  
 تا قرب روزہ جزا جاری رہے گا۔

۷

ہزاروں سال نرگس اپنی بے لوری پہ روتی ہے  
 بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ و دیدار





## حضرت صاحب کا خاندان

قبل ازیں پچھلے صفات میں ذکر کر چکا ہوں کہ آپ سترہویں پشت کے ایک نامور بزرگ حضرت شاہ تاد درمقیص رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف سے ہندوستان تشریف فرما ہوئے اور کافی عرصہ بنگال و غنیرہ میں تبلیغ دین فرما کر قصبہ ساڈھورہ ضلع انبالہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اخبار الاخیار میں آپ کے حالات کا تذکرہ فرمایا ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ پیران محبہ شاہ مقیم کی اولاد میں سے ہیں۔ اور آپ کی نانی صاحبہ حضرت مخدوم جلال الدین اوج شریف والوں میں سے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

میں صدقے جاواں خواجہ خواجگان سیدنا پیر علی شاہ تودے  
نام اچھا۔ کام اچھا۔ اخلاق اچھا ہے لہجہ پال سید

لہجہ پال پریت نول توڑے نسیں  
جدھی بانہ پھڑے پھر چھوڑے نسیں

علم کے مہر دہنشاں چل دیئے  
فقر کے خور شیدا باں چل دیئے



## ولادت یا سعادت ؟

زمین پر عرش بالا کے نشان معلوم ہوتے ہیں  
علیؑ کی گود میں دونوں جہاں معلوم ہوتے ہیں۔

حضرت قبلہ عالم خواجہ پیر سیدنا مہر علی شاہ صاحب گیلانی قدس سرہ العزیز  
کی تاریخ ولادت یکم رمضان المبارک ۱۲۷۵ھ بمطابق ۱۲ اپریل ۱۸۵۹ء  
بوز سوموار راولپنڈی سے گیارہ میل دور واقع گولڑہ قصبہ میں اس عالم میں  
نشرف لائے۔ پیدائش کے وقت آپ کے قلب اور زبان کی جنبش سے  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی آواز پیدا ہوئی۔ آپ کی پیدائش سے قبل ہی آپ کے  
بزرگوں کو بشارتیں مل چکی تھیں۔

آپ کا پیدائشی نام مہر منیر تھا لیکن آپ مہر علی کے نام سے مشہور ہوئے  
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش بھی بوز سوموار کو ہوئی تھی۔  
خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ نے پیدائش کے ساتھ ہی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
سے اپنی نسبت قائم کر لی۔ یعنی اللہ کریم غفور الرحیم نے حضرت خواجہ  
سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کے ساتھ نسبت عطا فرمادی۔

حضرت صاحب کی پیدائش سے قبل ایک عمر رسیدہ مجذوب خائفہ  
شریف میں آکر مقیم ہو گئے اور آئندہ پیدا ہونے والے مقبول خدا کی زیارت  
کا ذکر کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت تولد ہوئے تو یہ مجذوب حرم سرٹ ڈیوڑھی میں پہنچے  
اور آپ کو باہر منگوا کر ہاتھ پاؤں چومے اور رخصت ہو گئے۔ سچ ہے مقبولان خدا بنتے نہیں  
بناتے جاتے ہیں۔

# شجرہ نسب

تیری نسل پاک میں ہے بچہ نور کا  
تو ہے عین نور تیرا سب گھرا نا نور کا

حضرت قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ جیلانی رزاقی قادری چشتی نظامی و صابری حنفی  
تذکس برہ کے نسب پاک کا سلسلہ پچیس<sup>۱۵</sup> واسطوں سے حضرت غوث الاعظم<sup>۳۶</sup> اور چھتیس<sup>۳۶</sup> واسطوں  
سے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔ اس کی تفصیل بحوالہ مخازن النسب  
مصنف میر عبدالحق ابن میر سیف الدین قادری و خاندانی شجرہ جات قلمیہ درج ذیل ہے۔  
سید مہر علی شاہ ابن سید تدمین شاہ ابن سید غلام شاہ ابن سید روشن دین شاہ ابن سید عبدالرحمن نعیمی  
ابن سید عنایت اللہ شاہ ابن سید غیاث علی ابن سید فتح اللہ ابن سید اسد اللہ ابن سید فخر الدین ابن  
سید احسان ابن سید دہگاہی<sup>۱۱</sup> ابن سید جمال علی ابن سید محمد جمال<sup>۱۲</sup> ابن سید ابی محمد<sup>۱۵</sup> ابن سید میرزا محمد  
کلاں ابن سید میرزا شاہ قادر قمیص سادھووی ابن سید ابی الحیات ابن سید تلج الدین ابن  
سید بہاؤ الدین ابن سید جلال الدین ابن سید داؤد<sup>۲۲</sup> ابن سید علی<sup>۲۳</sup> ابن سید ابی صالح تقرر<sup>۲۴</sup>  
ابن سید تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق ابن سیدنا غوث الاعظم میراں محی الدین ابی محمد عبدالقادر  
جیلانی ابن سید ابوصالح ابن سید عبداللہ حبیلی ابن سید یحییٰ ابن سید موسیٰ الجون  
ابن سید عبداللہ محض ابن سید حسن مثنیٰ ابن سیدنا امام حسن المجتبیٰ ابن سیدنا  
علی کریم اللہ و جبہ اکرم رضی اللہ عنہم اجمعین  
حضرت قبلہ عالم کی والدہ ماجدہ بھی اسی خاندان گیلانی رزاقیہ میں تھیں  
جن شجرہ شریف مندرجہ ذیل ہے۔  
حضرت معصومہ مومنہ بنت سید بہادر شاہ ابن شیر شاہ ابن سید چہراغ شاہ



ابن سید امیر شاہ ابن سید عبداللہ شاہ ابن سید مبارک شاہ ابن سید  
 حسین شاہ ابن سید امیر شاہ ابن سید محمد مقیم شاہ ابن سید عبدالعالی  
 ابن سید نور شاہ ابن سید لعل بہاؤ الدین المعروف بہاؤ شیر قادری سکنہ  
 حجرہ شاہ مقیم ضلع قصور ابن سید محمود ابن سید علاؤ الدین ابن سید  
 مسیح الدین ابن سید صدر الدین ابن سید ظہیر الدین ابن سید  
 شمس العارفین قادری ابن سید مومن ابن سید مشتاق ابن  
 سید علی ابن سید ابی صالح نصر ابن سید تاج الدین ابوبکر  
 عبدالرزاق ابن سید ناغوث الاعظم محی الدین ابی محمد عبدالقادر  
 جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ۔

آنجناب کا رشتہ ازدواج بھی اسی خاندان عالیہ میں یعنی آپ  
 کی والدہ ماجدہ کے عم زاد بھائی سید پیر حیران علی شاہ صاحب  
 کی صاحبزادی سے ہوا۔ یہ خاندان حجرہ شاہ مقیم سے نسل مکانی  
 کر کے حسن ابدال ضلع اٹک میں آباد ہو چکا تھا۔

دَمِ سِرِّاں لعل پاک  
 بہاول شیر قلندر

## حضرت صاحب کے والدین کریمین

بارہویں صدی ہجری میں شاہ قادر قمیص رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے دو حضرات سید روشن دین شاہ صاحب اور سید رسول شاہ صاحب برادران حقیقی نے ساڈھو سے حجاز مقدس اور عراق سے ہوتے ہوئے واپسی پر گولڑہ شریف میں سکونت اختیار فرمائی۔

حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سید روشن شاہ صاحب کے پوتے سید نذر دین شاہ صاحب کے فرزند ارجمند ہیں جو کہ نہایت صالح، متقی اور پرمیتر ولی اللہ تھے۔ حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب کے والد ماجد کا نام نامی پیر سید نذر دین شاہ صاحب عرف حضرت اجی صاحب تھا۔ حضرت پیر سید روشن دین شاہ صاحب کے صاحبزادے پیر سید غلام شاہ صاحب کی شادی اپنے چچا پیر سید رسول شاہ صاحب کی صاحبزادی اور پیر سید فضل حسین شاہ صاحب کی ہم شیرہ سے ہوئی تھی اس درشتہ سے پیر سید نذر دین شاہ تولد ہوئے۔ جو حضرت قبلہ عالم کے والد بزرگوار تھے۔ آپ حضرت اجی صاحب کے نام نامی سے مشہور خلائق ہوئے۔ آپ کی ولادت ۳۵-۱۲۳۲ ہجری یعنی ۱۸۱۵ء میں بمقام گولڑہ شریف میں ہوئی۔ آپ مادر زاد ولی تھے۔ حضرت اجی صاحب نے اپنے بلند اقبال اور قطب مدار نور نظر حضرت قبلہ عالم خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب کے عروج کا زمانہ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ حضرت کے والد بزرگوار پیر سید نذر دین شاہ صاحب اپنے زمانے کے بڑے صاحب کرامت بزرگ تھے۔ سکھوں کے دور میں انہیں سکھوں کی حکومت نے کسی الزام کے تحت جلا دینے کا فیصلہ کیا تو ان کے ارد گرد چتا جلانے کی کوشش کی گئی مگر ان کی کرامت اور نصرت الہی اس طرح ہوا کہ نہ کہہ جتن کے باوجود

وہ چتا نہ جل سکا۔ سکھوں نے اپنی شرمندگی چھپانے کی خاطر حضرت پیر  
سید نذر دین شاہ صاحب کو ریا کر دیا۔

حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب کی پیدائش سے پہلے بھی اس علاقے میں  
آپ کے بزرگانِ کرام کے کشف و کرامات کا کافی چرچہ تھا۔ خصوصاً آپ کے  
والد ماجد کے ماموں پیر سید فضل دین شاہ صاحب گیلانی "بڑے خدایہ سیدہ بزرگ  
گزستے ہیں جن کی زیر تربیت آپ نے جدی پشتی سلسلہ قادریہ کے اوراق و  
اشغال کا استفادہ فرمایا۔

قبلہ عالم کے والد محترم پیر سید نذر دین شاہ صاحب عرف حضرت اجی صاحب  
نے ۹۰ برس کی عمر میں ۲۲ رجب ۱۳۲۲ھ بمطابق ۱۹۰۵ء میں داعی اجل  
کو لبیک کہا۔ اس وقت حضرت قبلہ عالم کی عمر شریف پچاس برس کے قریب  
تھی۔ حضرت اجی صاحب بلند اوصاف اور لطیف واردات حال کے مالک تھے۔  
آپ کی طبیعت میں غریب نوازی اور مظلوموں کی حمایت کا مادہ بدرجہ اتم موجود  
تھا۔ کسی جابر شخص کی زیادتی کی شکایت پہنچتی تو فوراً اس کے خلاف کمزور شخص  
کے حق میں صف آراء ہو جاتے۔ آخری عمر تک سخاوت، شجاعت اور سیہ گیری  
کے اوصاف آپ کی ذات والا شریف میں نمایاں رہے۔ آپ گھوڑے کا سواری  
کے بہت شائق تھے اور ہمیشہ اچھے گھوڑے آپ کے زیر سواری رہے۔

اٹ گناہ میرا ماں پیو دیکھے دیوے دیں نکالا  
لکھ گناہ میرا مولا دیکھے اوہ ہے پردہ پاؤں دلا۔

## حضرت قبلہ عالم کی والدہ ماجدہ

حضرت قبلہ عالم کی والدہ ماجدہ بھی اسی خاندان پاک گیلانیہ رزاقیہ میں سے  
تھیں۔ آپ کے والد ماجد پیر سید نذر دین شاہ صاحب عرف حضرت اجی صاحب

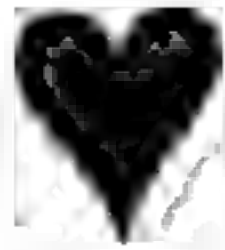


کی شادی حضرت پیر سید بہادر شاہ صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت زینک اختر سے ہوئی تھی۔

حضرت قبلہ عالم جب والدہ ماجدہ کے لطن مبارک میں تھے تو آپ کی والدہ ساری ساری رات جاگے نماز پڑھ کر اللہ کرماتی رہتی تھیں۔  
حضرت صاحب کی والدہ محترمہ کا نام نامی واسیم گرامی سیدہ خانم خاتون رحمۃ اللہ علیہا تھا۔ مگر گھر والے خلیق و محبت سے ”دادی خانم جی“ کے نام سے ہی بلاتے تھے جو کہ عابدہ زاہدہ تھیں۔

حضرت میراں بہادر شیر قلندر رحمۃ اللہ علیہ حجرہ شاہ مقیم سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے صاحبزادے سید عبدالرزاق کی اولاد میں سے ہیں۔ اور نویں صدی ہجری کے قریب بغداد شریف سے ہندوستان تشریف لائے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت قبلہ عالم کے والد محترم اور والدہ ماجدہ دونوں طرف سے نجیب الطرفین گیلانی سید ہیں۔  
میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے کیا خوب فرمایا ہے۔

جنت ملی ماں دے قدماں اندر سیس جھکایاں  
ماں واجب ادا نہیں ہوندا لکھواری حج کرایاں  
پر جو خدمت ماں دی کر دے دجگ تر جانے  
ناشرمان جو ماں دے ہونڈے اوہ آپے ہی ڈب جانے



# ماں کی شان

جبے ماں کو خدا نے بتایا تو فرشتوں کو حُکم دیا کہ !  
 چاند کا ٹھنڈک ، شبنم کے آئینے ، بلبیل کے نغمے ،  
 چکوری کی تڑپ ، گلاب کے رنگ ، پھولوں کی مہک  
 کوئل کی کوک ، سمندر کی گہرائی ، دریاؤں کی روانی ،  
 موجوں کا جوش ، کہکشاں کی رنگینی ، زمین کی چمک ،  
 صبح کا نور اور آفتاب کی تمازت ، ان سب  
 چیزوں کو جمع کیا جائے

تاکہ  
 ماں کی تخلیق کے لئے  
 جب ماں کو خدا نے بنایا تو فرشتوں نے پوچھا۔  
 اے مالک دو جہاں !  
 تو نے اس میں اپنی طرف سے کیا شامل کیا ہے  
 اللہ جل جلالہ نے فرمایا !

محبت

طالبِ دعا  
 ملک محمد اشرف عفی عنہ

## کلام میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے ماں دی شان بارے کیا  
خوب فرمایا ہے

جنت مسدّی ماں دے قدماں اندر سیس جھکایاں  
ماں دا حق ادا نہیں ہوندا لکھ واری جج کرایاں !  
پر جو خدمت ماں دی کر دے دو جگ تہ جانے  
نا فرمان جو ماں دے ہونڈے ادھ آپے ہی ڈب جانے  
ماں دی خدمت وچرے بندہ ساری رات کھلوے  
فیروی اُس نول اک گھڑی دا حق ادا نہ ہووے  
ماں دی شان نہ ٹکے بھانویں لکھے خلقت ساری  
بعد خدا دے ہے بچے دی ماں ہی پالنہاری

### ماں اگے پتر دی قریاد

سیس واری میں تو بہ بھتی میں ہاں بے اعتبارا  
فیروی رحمت تیری دیاں مولا آس امیدیاں رکھن والا  
تلم ربانی ہتھ ولایاں دے آئی لکھے جو من بھاوے  
ولایاں نول رب طاقت بخش پی لکھے لیکھ مٹاوے  
”میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف“



# پچپن میں عشق الہی کی مرگرمیاں

حضرت قبلہ عالم فرمایا کرتے تھے کہ پچپن میں مجھے آبادی سے ایک گونہ وحشت اور دیرانوں میں جی لگنے کا احساس ہوتا تھا۔ میں ابھی اتنا چھوٹا تھا کہ گھر کے دروازوں کی اندر والی درمیان زنجیر تک میرا ہاتھ نہ پہنچتا تھا اور میں بغیر کسی چیز پر کھڑے ہوئے اسے کھول نہ سکتا تھا اس لیے شام کے وقت "ایک چٹو" کو دھکیل کر دروازہ کے قریب رکھ دیتا اور رات کو جب والدین سو جاتے تو اس چٹو پر چڑھ کر زنجیر کھول کر باہر نکل جاتا اور رات کا بیشتر حصہ سامنے والے پہاڑی نالہ کے کھڑوں اور جھاڑیوں میں گزارتا۔ کبھی ساتھ والے جنگل میں پھرتا رہتا۔ جب ذرا بڑا ہوا تو اس وحشت کے ساتھ ساتھ طبیعت میں گرمی اور جدت اس قدر زیادہ ہو جاتی کہ سخت سردی کے ایام میں بھی بعض اوقات نالے کے ٹھنڈے پانی میں غسل کرتا۔ اور بخیر بستہ یعنی جھے ہوئے پانی کے ٹکڑوں کو جسم پر ملتا۔ کبھی کافی رات گئے مطالعہ سے فارغ ہو کر کمرہ سے باہر نکلتا تو موسم سرما کی سرد پہاڑی ہوا کے جھونکوں سے ایسی تسکین ہوتی جیسے گرمیوں میں کسی تشنہ کام کو آبِ شنگ سے ہوتی۔

## اسے معلوم نہیں یہ کیا ہونے والا ہے

حضرت قبلہ عالم ابھی چار سال کی عمر کو نہ پہنچے تھے اور عربی کا پہلا قاعدہ پڑھتے تھے کہ ایک روز گرمی کے موسم میں بڑے پیر صاحب یعنی حضرت پیر سید فضل دین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ منازہ ظہر کی تیاری کے سلسلے میں باہر تشریف لے گئے تو

آپ کو خافتاہ سے باہر والی جھاڑیوں میں قاعدہ لے ہوئے سوتے پایا۔ جبکہ سایہ دار نہ تھی اور زمین تمازت آفتاب سے تپ رہی تھی۔ بڑے پیر صاحب نے اُسی وقت اپنے چھاتہ سے ان پر سایہ کیا۔ اور اُٹھوا کر گھر بھی جانے کے لیے خادم کھلا بھیجا جب تک خادم نہیں آیا اس وقت تک آپ سایہ کئے کھڑے رہے اور فرمایا! یہ بھی معصوم ہے اسے معلوم نہیں کہ ایک روز کیا ہونے والا ہے۔

## سات سال کی عمر میں بحالت خواب ابلیس سے قوت آزمائی

سیفِ چشتیائیؒ اور ملفوظاتِ طیبات میں درج ہے کہ سات برس کی عمر میں آپؑ کی خواب میں شیطان سے قوت آزمائی ہوئی۔ آپ فرماتے ہیں کہ خواب میں شیطان نے مجھے کہا کہ آؤ میرے ساتھ کشتی لڑو جب میں اُسے گرانے کے قریب ہوتا تو دل میں خوشی پیدا ہوتی کہ میں غالب آ رہا ہوں مگر اچانک دُخ بدل جاتا اور جب وہ مجھے گرانے کے قریب ہوتا تو تائیدِ الہی سے میری زبان پر لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ جاری ہو جاتا اور وہ مفلوب ہونے لگتا۔ تین چار مرتبہ اسی طرح ہوا اور بالآخر الشرفِ الٰہی کی مدد سے میں اُسے گرانے میں کامیاب ہو گیا۔

## ابستدائی تعلیم

آپ کو قرآن کریم پڑھنے کے لیے خانقاہ کے درس میں اور اردو فارسی کے لیے مدرسہ میں داخل کیا گیا۔ عمر اتنی کم تھی کہ خادم اُٹھا کر لے جاتا اور واپس لاتا۔ مدرسہ کے طلباء نے راد پسنڈی جا کر امتحان دیا آپ کو مجموعہ چوکیدار

اپنے کندھوں پر اٹھا کر لے گیا۔ ممتحن انگریز تھا اُس نے سب سے پہلے آپ پر ہی سوال کیا کہ باید کا مصدر کیا ہے۔ آپ نے صحیح جواب دیا ممتحن نے ساری جماعت کو یہ کہہ کر پاس کر دیا کہ جب اِس قدر کم سن بچہ ایسا صحیح جواب دے رہا ہے تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ اُستاد کی تعلیم اچھی ہے، اور پوری جماعت لائق ہے۔

## قرآن مجید ناظرہ پڑھا حفظ ہو گیا

حافظہ کی یہ حالت تھی کہ قرآن مجید کا روزانہ سبق آپ زبانی یاد کر کے یعنی حفظ کر کے سُنا دیا کرتے تھے جب قرآن مجید ختم کیا تو اُس وقت سارا قرآن مجید آپ کو بلا ارادہ حفظ ہو چکا تھا۔ عربی، فارسی، صرف و نحو کی تعلیم کے لئے بڑے پیر فضل دین شاہ صاحب نے علاقہ پکھلی (ہزارہ) کے مولوی غلام محی الدین کو مقرر فرمایا جنہوں نے آپ کو کافیہ تک تعلیم دی۔

آپ فرماتے تھے کہ ایک روز اُستاد صاحب نے پوچھا کہ مطالعہ کر کے آتے ہو یا نہیں مجھے اُس مطالعہ کا صحیح مطلب معلوم نہیں تھا میں سمجھا کہ مطالعہ زبانی یاد کرنے کو کہتے ہیں اس لیے اگلے روز تمام سبق زبانی سنایا تو اُستاد صاحب کی حیرانی کی انتہا نہ رہی۔

بیچ ڈالے ہم نے موتی عسلم کے مٹی کے مول  
رکھ لیا و تیراں رُو حسین بخشولنے کیلئے

گر تو \_\_\_\_\_ مومن است



## مادرِ زاد ولایت پر کرم خوردہ کتاب کی شہادت

ایک مرتبہ مولوی غلام محی الدین صاحب نے زیرِ سبق کتاب "قطر الہند" کے ایک ایسے حصہ کی عبارت یاد کرنے کی ہدایت کی جو کرم خوردہ ہونے کی وجہ سے پڑھی نہیں جاسکتی تھی۔ جب آپ نے عذر کیا کہ جو مضمون کتاب میں موجود نہیں اُسے کیسے یاد کیا جاسکتا ہے۔ تو مولوی صاحب نے غالباً آپ کے مادرِ زاد دلی ہونے کی شہرت کی تصدیق کی غرض سے کہا کہ میں نہیں جانتا اگر کل یہ عبارت یاد نہ ہوئی تو سزا ملے گی۔ حضرت فرماتے تھے کہ میں آبادی سے باہر ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر مطالعہ وغیرہ کیا کرتا تھا میں نے وہاں بیٹھ کر کتاب کے کرم خوردہ حصہ کو سمجھنے کی کوشش کی مگر کچھ پتہ نہ چلا آخر سراسر اٹھا کر کہا یا اللہ تجھے معلوم ہے کہ یہ عبارت کیا ہے۔ اگر تو مجھے بتا دے تو میں اُستاد کی سزا سے بچ جاؤں گا۔ یہ کہنا تھا کہ اچانک درخت کے پتوں میں ایک سبز مائل عبارت نمودار ہوئی۔ جسے میں نے حفظ کر لیا تو وہ غائب ہو گئی۔ میں نے اُسی عبارت کو اُسنادِ صاحب کو سنایا۔ انہوں نے کچھ شبہ کا اظہار کیا تو میں نے کچھ انشائیے بغیر کہا کہ مجھے اس کے صحیح ہونے میں اس قدر یقین ہے کہ اگر اس کتاب کا مصنف بھی قبر سے اٹھ کر نکل آجائے اور یہ کہے کہ یہ غلط ہے تو میں نہ مانوں گا۔ چنانچہ اُستاد صاحب اس کی صحت کے لیے اُسی روز راولپنڈی گئے اور ایک مکمل نسخہ سے میری بتلائی ہوئی عبارت کو صحیح پا کر واپس آکر بعد حیرانی اُس کی صحتِ اعمتہ فرما دیا۔

## موضع بھوئی کے درس میں داخلہ !

اس واقع کے کچھ عرصہ بعد مولوی غلام محی الدین نے بڑے پیر صاحب اور حضرت ابی صاب

کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے صاحبزادہ کو ایسا ذہن رسا اور اعلیٰ دماغ عطا کیا ہے کہ ہر سبق حفظ سنائیے کے علاوہ بعض اوقات ایسے دقیق سوالات کرتا ہے کہ ان کا جواب دینے سے اپنے آپ کو عاجز پاتا ہوں۔ اور مجھے محسوس ہوتا ہے کہ میں اب اس کی تعلیم کا صحیح حق ادا نہیں کر سکتا۔ اسے کسی بڑے فاضل اُستاد کے پاس ہونا چاہیے۔ ان ہر دو حضرات کا خیال تھا کہ آپ کو صاحبزادگی کے ماقول سے دور رہ کر تعلیم پانا چاہیے۔ خود آپ کو بھی باہر جا کر ایک عام طالب علم کی طرح حصول تعلیم کا شوق تھا۔ لہذا گولڑہ شریف میں نحو پڑھ کر اسی کم سنی کے حالت میں موضع بھوئی علاقہ حسن ابدال جا کر فاضل اجل جناب مولانا محمد شفیع قریشی کے درس میں داخل ہو گئے۔ اس عمر میں بھی طبیعت کا رنگ یہ تھا کہ فراتے ہیں کہ اس نواح میں تین مشہور درس جاری تھے جب میں ان میں سے کسی ایک درس کو پسند کرنے کے خیال سے ادھر جا رہا تھا تو راستہ میں ایک ٹیلہ کے پاس سے تینوں طرف راستے پھوٹتے تھے۔ میں نے اُس ٹیلہ پر چڑھ کر دیکھا تو ہر سیدہ جوانب غورتوں نے کپڑے دھو کر دھوپ میں ڈالے ہوئے تھے۔ دو جانب کے کپڑوں کے رنگ مختلف تھے مگر بھوئی کی سمت والے کپڑے تمام کے تمام سفید تھے جس سے میں نے یہ تاثر لیا کہ ادھر اُجلا پن اور نورانیت زیادہ ہے چنانچہ بھوئی کے درس میں آپ نے دواڑھائی سال میں رسائل منطق قطبی تک اور نحو اور اصول تک کے درمیان اسباق کی تعلیم حاصل کی۔

## بھوئی کا ایک طالب علمانہ مناظرہ

بھوئی کا ایک طالب علمانہ مناظرہ بہت مشہور ہے جس کی وجہ سے اس کم عمری میں بھی آپ کو اُس نواح میں بہت شہرت حاصل ہوئی۔ بھوئی کے قریبی گاؤں بجاڑ میں ایک شخص فوت ہو گیا۔ اس وقت کے دستور کے مطابق ورثاء نے ارد گرد کے معززین عوام اور دینی مدارس کے اساتذہ اور طلباء کو ختم قرآن و ایصالِ ثواب کے سلسلے میں مدعو کیا

اس دوران بھوئی اور گڑھی افغاناں کے طالب علموں میں کسی علمی مسئلہ پر بحث چھڑ گئی۔ لوگ حلقہ باندھ کر سوال جواب سننے لگے۔ حضرت باہر تھے جب وہاں پہنچے تو بوجہ کم سنی مجمع کے اندر جانے کا راستہ نہ ملا۔ ایک شخص سے کہا کہ مجھے اٹھا کر لوگوں کے دائرہ کے اندر پہنچا دو۔ اُس نے کہا وہاں داڑھیوں والے طلباء بحث کر رہے ہیں تم بچے ہو کیا کر لو گے۔ آپ نے اسرار کیا تو اُس نے اٹھا کر آپ کو مجمع کے اندر حلقہ مناظرہ میں کھڑا کر دیا۔ اُس وقت گڑھی افغاناں کے درس کے دو ناراض التحصیل طلباء جو ہندوستان میں اعلیٰ التعلیم کے لئے گئے ہوئے تھے اور ان دنوں تعطیلات پر آئے ہوئے تھے بھوئی کے طلباء سے سوال و جواب کر رہے تھے اور اپنی فضیلت کے باعث اُن پر چھلے ہوئے تھے۔ حضرت نے پہنچتے ہی شافیہ کی عبارت

قال الخلیل الاشياء افعال وقال الفراء لصغواء پڑھی اور سوال کیا کہ حسب قاعدہ قال کا مقولہ جملہ ہوا کرتا ہے یہاں قال الفراء لصغواء میں قال کا مقولہ ضرور اس کی کیا وجہ ہے؟ مگر ان میں سے کوئی اس کا جواب نہ دے سکا۔ اس کے بعد آپ نے اُن پر منطق کے سوال کیا کہ تصدیق مرکب سے یا بسیط؟ انہوں نے جواب دیا کہ اما رازی کے مذہب میں مرکب ہے آپ نے فرمایا کہ اگر بقول امام رازی تصدیق مرکب ہے تو مقولات متبائیہ سے ترکیب کا اشکال وارد ہوتا ہے۔ جن سے مرکب حمیزہ محض اعتباری ہوتی ہے۔ واقعی نہیں ہوتی۔ انہوں نے کہا یہ جابڑ ہے۔ آپ نے کہا سند پیش کرو۔ انہوں نے قاضی مبارک کی عبارتیں نوک زبان پڑھنا شروع کر دیں، جب وہ ایک عبارت ختم کرتے تو آپ کہتے اس سے رفع اشکال کیسے ہوا اس کا وہ کوئی جواب نہ دے سکے۔ اور کوئی دوسری عبارت پڑھ دیتے۔ آپ پھر وہی سوال دہراتے جب دو تین مرتبہ ایسا ہوا تو اساتذہ نے فیصلہ صادر کیا کہ آپ جیت گئے اور لوگوں نے تالیاں بجانا شروع کر دیں۔ اس شکست پر گڑھی افغاناں کے طلباء نے اس بچے کو رات کے وقت اٹھالے جانے کی سفارش کی ہے چنانچہ کئی روز تک بھوئی والے آپ کی حفاظت کے لئے راتوں کو پہرہ دیتے رہے۔



## عید گاہ ما غریباں کوئے تو

آپ بھوئی کے درس سے فارغ التحصیل ہو کر گھر پہنچے تو عید الفطر کا موقع تھا حضرت اجی صاحب کو سواری کا بہت شوق تھا اور اکثر شاہسوار ایسے موقعوں پر نیزہ بازی کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے چنانچہ نماز کے بعد جب لوگ اکٹھے ہونا شروع ہوئے تو آپ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے دل سے پوچھا کہ عید کی خوشیوں کا منظر دیکھنا چاہیئے ہو یا دوست سے ملاقات کی تدبیر کا خیال ہے، دل نے جواب دیا، دوست سے ملنے کی خواہش ہے۔ لہذا موضع انگہ علاقہ نوشہرہ ضلع شاہ پور کے مشہور و معروف درس میں داخلہ کے خیال سے گھر سے نکل پڑا۔ وہاں میرا ایک بھوئی کا ہم مکتب فقیر نادر دین پہلے ہی داخل ہو چکا تھا، وہ رات میں نے مسیکی ڈھوک کی مسجد میں بسر کی، صبح اُس مسجد کے امام مولوی محمد حسن اپنے صاحبزادے کو مسجد میں شرح جامی پڑھاتے رہے اور مجھے بھی شریک سبق ہونے کو کہا مگر میں نے کہا کہ میرا ارادہ انگہ جانے کا ہے لہذا رخصت ہوا۔

## درس انگہ میں شمولیت

موضع انگہ علاقہ سون ضلع شاہ پور سرگودھا میں گولڑہ شریف سے تقریباً ایک سو میل کے فاصلہ پر ہے۔ آپ وہاں پہنچ کر فقیر نادر دین کے ذریعہ استاذ صاحب مولوی سلطان محمود سے متعارف ہوئے فقیر نادر دین عمر میں حضرت سے بڑا تھا اور جب آپ ابتدائی کتب یعنی قطبی وغیرہ پڑھ چکے تھے تو فقیر نادر دین نے معقول کی تمام کتابیں ختم کر لی تھیں۔ مولوی سلطان محمود نے پوچھا کہ آپ کیا پڑھیں گے تو فقیر نادر دین نے اُن کی کم عمری اور بھوئی کے ایام تعلیم کے خیال سے کہا کہ انہیں معقول کا کوئی چھوٹا سا رسالہ شروع کرا دیجئے حضرت نے فقیر نادر دین سے پوچھا کہ آپ کیا پڑھ رہے ہیں وہ اُس وقت صدر یعنی شرح ہدایت الحکمت "مصنف صدر الدین شیرازی

پڑھ رہا تھا۔ اس لیے تعجب یا شاید طنز کے انداز میں بولا کہ کیا میرے ساتھ ہم سبق ہونے کا خیال ہے میں تو صدرا پڑھ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا میں بھی صدرا پڑھوں گا، حضرت اُستاد صاحب کو تعجب تو ہوا مگر اس سبق کی شرکت کے دوسرے تیسرے روز ہی اُن پر ابھی طرح واضح ہو گیا کہ اس کتاب کو پڑھنے کی استعداد آپ میں فقیر نادر دین سے کہیں زیادہ ہے۔

## ہم درس کا احساس کمتری

فقیر نادر دین پر آپ کی ذہانت اور قابلیت کے کمال کا احساس کچھ اس شدت سے غالب ہوا کہ احساس کمتری کا شکار ہو کر دائرہ علمی منڈ والی اور انگہ چھوڑ کر چلا گیا۔ بعد میں اُس نے رام پور کے مدرسہ عالیہ کے پرنسپل مولانا عبدالحق ابن مولانا فضل حق خیر آبادی سے معقول کی کتابوں کی تکمیل کی اور وہیں مدرسہ رام پور میں ملازمت اختیار کر لی پھر یہ نظامیہ حیدر آباد دکن میں ملازم ہو کر اعلیٰ عہدہ پر پہنچا اور وہیں انتقال کیا۔ اُس نے اپنی یاد گار اُردو کا ایک رسالہ چھوڑا ہے جو اثبات ہیولی اور اثبات جبل بلیٹ پر لکھا تھا۔ حضرات خیر آبادی کی جو تقریریں ان مشکل مباحث پر ہوتی رہتی تھیں یہ رسالہ اُن ہی مضامین کا مجموعہ معلوم ہوتا ہے۔

## موروثی جود و ایثار کا مظاہرہ

انگہ میں حضرت کو جو خرچ گھر سے ماہوار پہنچتا تھا آپ اُسے نادار طلباء میں تقسیم فرمادیتے اور خود عموماً روزہ یا فاقہ سے رہتے۔ شدید اشتہا کی صورت میں طلباء کے جمع کردہ ٹکڑوں میں سے کچھ تناول فرمالیتے۔ آپ کی اس جود و سخا و ایثار اور ریاضت و مجاہدہ کو دیکھ کر دہاں کے لوگ اور طلباء آپ کے عقیدت مند ہو گئے حضرت نے اس کم عمری کی حالت میں ہی ریاضات و مجاہدات کو اپنا معمول بنالیا تھا جس کے متعلق بہت سی روایات مشہور ہیں۔

## تم قصیدہ پڑھو میں قصیدہ والے کو بلاتا ہوں۔

اس نواح میں قصیدہ غوثیہ شریف کے ایک عامل نے لوگوں پر اپنا اثر و رسوخ اور وجاہت قائم کر رکھی تھی۔ یہاں تک کہ لوگ اُسے دیکھتے ہی تعظیماً کھڑے ہو جاتے تھے اور دست بوسی کرتے تھے۔ ایک روز وہ شخص انگہ کی مسجد میں آیا سب لوگ تعظیماً کھڑے ہو گئے مگر حضرت بیٹھے رہے اُس نے جیس بہ جیس ہو کر کہا "اگر آپ کے کیا تو مجھے نہیں جانتا، پڑھوں قصیدہ؟ آپ نے فرمایا تم قصیدہ پڑھو اور میں قصیدہ والے کو بلاتا ہوں۔ ان الفاظ سے عامل صاحب پر ایک خاص کیفیت طاری ہو گئی اور اُس نے معذرت کماں آپ کے پاؤں کو چھوا۔

## ایک آسیب زدہ مسجد کو دارالوظائف قرار دینا

انگہ کی آبادی سے کچھ فاصلے پر ایک دیراں مسجد آسیب زدہ اور جنات کے مسکن کے طور پر مشہور تھی اور کوئی شخص بھی شام کے بعد اُدھر کا رخ نہ کرتا تھا، لیکن آپ ہمیشہ عشاء کی نماز کے بعد وہیں جا کر وظائف میں مصروف ہو جاتے بعد ازاں واپس آکر مطالعہ اسباق و کتب میں منہمک رہتے۔ فرماتے تھے اُس مسجد میں جانے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ میں بعض وظائف با آواز بلند پڑھا کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ لوگ بے آرام نہ ہوں۔

## جراثیم و رحم دلی کا مظاہرہ

ایک دفعہ آپ کے استاذ محترم کے صاحبزادے کے پاؤں میں ورم آگیا۔ جس پر باندھنے کے لیے ارنڈ کے پتوں کی ضرورت تھی۔ آپ انگہ سے کچھ فاصلہ پر پہاڑیوں میں ارنڈ کے پتے اکٹھے کر کے ایک رومال میں باندھ کر لائے جاتے تھے کہ راستہ میں دو بھیرپوں نے ایک گدھی کو گھیر کر گرا لیا۔ اُس کا بچہ بے چینی سے بجائے جان



بچا کر بھاگ جانے کے اپنی ماں کے ارد گرد بھاگنے اور چکر کاٹنے لگ گیا۔ آپ نے دیکھا تو بے اختیار دوڑ کر وہاں جا پہنچے اور رومال میں بندھے ہوئے پتے بھڑیے کے منہ پر گدھی کو چھڑانے کے لئے مارنے لگ گئے۔ چند کسان کچھ فاصلہ پہل چلا رہے تھے۔ انہوں نے چلا کر آپ کو روکنا چاہا اور جلد ہی بھاگ کر وہاں پہنچ بھی گئے مگر اس اثنا میں بھڑیے بھی گدھی کو معمولی زخمی کر کے بھاگ گئے تھے۔ کسانوں نے آپ سے کہا کہ جب درندہ شکار پر ہو تو اس کے اور اس کے شکار کے درمیان کبھی مداخلت کرنے کی غلطی نہ کرنا چاہیے کیونکہ اس سے وہ انسان پر حملہ بھی کرتے سے نہیں چوکتا اور آپ تو ابھی بالکل بچے ہیں آپ نے کہا مجھ سے گدھی کے بچے کی حالت نہیں دیکھی گئی جو ماں کی محبت میں اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر بے قراری سے اس کے ارد گرد ہی بھاگتا رہا۔ اس کے بعد آپ گدھی اور اس کے بچے کو ہانک کر بحفاظت گاؤں میں لے آئے۔ اگلے روز جمعہ تھا اور مولانا سلطان محمود نے وعظ کے دوران اپنے کم عمر شاگرد کی خدا ترسی رحم، ایثار و جرات کا تذکرہ کیا جو کافی عرصہ زبان زدِ عام و خاص رہا۔

## خلوت میں جلوت

حضرتؒ کی طبع مبارک پر ابتداء سے ہی عشق الہی کا رنگ غالب تھا۔ سماع آگ پر تیل کا کام کرتا تھا۔ آپ خود بھی نہایت خوش آواز تھے اور خوش آوازی سے اثر پذیر بھی بے حد ہوتے تھے آپ کی عام گفتگو بھی اس قدر شیریں اور درد انگیز ہوا کرتی تھی کہ سننے والوں کے دلوں میں کیفیت کے طوفان اُمڈ آتے تھے۔ ان ایام میں آپ اکثر جنگل اور ویرانوں کو نکل جاتے اور با آواز بلند عشیقہ اور درد انگیز اشعار پڑھا کرتے۔ آپ کے ہم درس طلباء اور گاؤں کے باقی لوگ بھی بالخصوص انگہ کے نمبردار میاں علی اکبر آپ کی لاعلمی میں ایسے مواقع سے لطف اندوز ہونے کے ہمیشہ مشتاق و منتظر رہتے۔

## آئین بالجہر پر مناظرہ

غیر مقلدین کے ایک بڑے مولوی سہارن پور آئے جن کے ساتھ حضرت کا بلند آواز سے آئین کہنے کے متعلق مکالمہ ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ بلند آواز سے آئین کہنے کے حق میں سب سے قوی دلیل کیا ہے تو انہوں نے ترمذی شریف کی حدیث جَہْرَ بِهَا صَوْتُہ کا حوالہ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ شعبہ کی روایت خَفَضَ بِهَا صَوْتُہ بھی ترمذی میں موجود ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس کی امام ترمذی نے تضعیف کی ہے آپ نے فرمایا کہ اس تضعیف کی امام ابن حجر نے تلخیص الجبیر میں تردید کی ہے۔ نیز یہ روایت دوام یا اکثریت پر دلالت نہیں کرتی جس سے اس کا سنت ہونا ثابت ہو۔ یہ تو محض ایک واقعہ ہے جس سے زیادہ سے زیادہ جواز نکلتا ہے متنازع فیہ نہیں۔ آئی اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً اپنے رب کو عاجزی اور چپکے سے پکارو، یہی آہستہ پڑھنے کی متقاضی ہے۔ اس پر مولوی صاحب خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دیا۔

## ایک مجذوب کا اظہارِ حیرت

حضرت فرماتے ہیں کہ ایک روز میں اپنی باری پر ہدایہ شریف کا سبق لینے مولانا کے کمرے کی جانب جا رہا تھا چونکہ مطالعہ کا موقع نہ ملا تھا اس لیے جاتے ہوئے سر پر پگڑی بھی لپیٹا جاتا تھا اور کتاب کھول کر مطالعہ بھی کرتا جاتا تھا۔ مسجد میں حوض کے کنارے ایک مجذوب پڑا ہوا تھا۔ اس نے باواز بلند پکار کر کہا پیر جی مرغینانی نے اس کتاب کو اٹھارہ سال میں لکھا ہے اور آپ چلتے چلتے اس کا مطالعہ کرتے ہیں۔ مرغینانی سے اُن کی مراد مصنف ہدایہ علامہ برہان الدین مرغینانی تھا۔

## طالب علمی میں جو دو کرم اور ریاضت و مجاہدہ کی شان

علی گڑھ آنے پر بڑے پیر صاحب نے حضرت قبلہ عالم کے لئے ساٹھ روپے ماہوار وظیفہ مقرر فرمایا تھا جو ماہ بساہ وقت معینہ پہنچتا رہتا تھا۔ مگر حضرت اس رقم کو طلباء میں تقسیم فرمادیا کرتے تھے اور خود اکثر روزہ یا فاقہ سے رہتے۔ آپ کے ہم جماعتوں میں سے کئی طلباء شہر کی مساجد میں امامت کے فرائض بھی انجام دیتے تھے اور جماعت کو بہت سا کھانا لاکر آپ کی خدمت میں پیش کرتے آپ اپنے نفس سے مخاطب ہو کر کہتے کہ لے کھالے۔ مگر مہفتہ بھر کا فاقہ زدہ کھانا تو کیا کھانا چمتا لقمے تناول فرما کر سب کچھ واپس کر دیتے۔

## ایک عابدہ مائی کی پیش گوئی

ایک دفعہ جمعہ کی رات کو ایک کمرہ میں خفیہ طور پر قوالی کا اہتمام کیا گیا اور آپ نے بھی اس میں حصہ لیا۔ اگلے روز اُستاد صاحب کے پاس شکایت ہو گئی جنہوں نے باقی طلباء کو تو ذرا سختی سے زبرد و توبیخ کی مگر حضرت کو نرم انداز میں سمجھایا۔ مسجد کے قریب ہی ایک عابدہ مائی رہتی تھی جو حضرت سلطان باہو کی حضوری سے مشرف تھی انہوں نے سُن کر کہا کہ آج تو حافظ سلطان محمود اس سیدنا کے کوٹک رہے ہیں کل جب ان کے مقام اور مرتبہ سے آگاہ ہوں گے تو ان کے پاؤں چومیں گے۔ یہ نہایت ہی صاحب کمال بچہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا بہت بڑا مرتبہ ہے۔ اور ہر لمحہ اس کے مراتب بلند سے بلند تر ہو رہے ہیں، خدا کی شان اس پیش گوئی کا ظہور اسی طرح ہوا کہ جب آپ ہندوستان سے فارغ التحصیل ہو کر حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی سے مجازہ ہوئے تو ایک مرتبہ عرس سیال ٹریف کے موقع پر مولانا سلطان محمود نے آپ کو انگ چلنے کی دعوت دی چنانچہ عرس کے بعد آپ گھوڑے پر سوار ہو کر اُستاد صاحب کے ہمراہ انگ روانہ ہوئے۔



راستہ میں ایک مقام پر اُستاد صاحب اپنے گھوڑے سے اترے اور پیادہ پا ہو کر حضرت کے گھوڑے کے آگے دوڑنے لگے اور آپ کو تاکیداً سوار رہنے کا حکم دیا کہ اگر اس کے خلاف کیا تو حق شاگردی کے خلاف تصور کروں گا، حضرت فرماتے تھے کہ میں سخت شرمندہ تھا، مگر قہر درویش بر جان درویش تعمیل حکم کی، آخر کچھ فاصلہ اسی طرح طے کرنے کے بعد حضرت کے اُستاد گھوڑے پر سوار ہو گئے اور فرمایا کہ ایک دفعہ اثنائے سفر سیال شریف اسی مقام پر یہی مسافت آپ نے میرے گھوڑے کے آگے دوڑ کر طے کی تھی جس کا میرے دل پر سخت بوجھ تھا اور میں اسے بے ادبی محسوس کرتا تھا، الحمد للہ کہ آج اس کی تلافی ہو گئی۔

پھر انگہ پہنچ کر اُستاد صاحب نے احادیث صحاح ستہ کی تمام کتب کے چیدہ چیدہ حصے سنا کر حضرت سے اجازت حدیث حاصل کی اور آپ کے حسب ارشاد تالیفات حدیث شریف ہی پڑھتے رہے، اور منطق و معقول کی تدریس ترک کر دی۔

## تعلیم و تعلم میں انہماک

حضرت کو تعلیم و تعلم میں اس قدر انہماک تھا کہ اپنی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ چھوٹے درجہ کے طلباء کو تعلیم بھی دیا کرتے تھے، اور بسا اوقات ایسا ہوتا کہ موسم سرما کی طویل راتیں عشاء کی نماز کے بعد مطالعہ میں ہی گزرتیں حتیٰ کہ اسی حالت میں صبح کی اذان ہو جاتی، رفتہ رفتہ آپ کے پاس پڑھنے والے طلباء کی اتنی کثرت ہو گئی کہ آپ نے انگہ کا قیام ترک کر کے شکر کوٹ میں رہائش اختیار فرمائی، دن کے وقت انگہ میں اپنی تعلیم حاصل کرتے، اور شام کو شکر کوٹ جا کر طلباء کو درس دیتے۔

## بلانے والے کو سلیقہ ہو تو اہل بزخ جواب دیتے ہیں

حافظ غلام احمد سکنہ پنجہ تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آپ چک نمبر ۴۷ ضلع سرگودھا میں رونق افروز تھے کہ مسئلہ سماع موتی پر ذکر چھڑ گیا آپ نے فرمایا کہ اگر بلانے والے کو بلانے کا سلیقہ ہو تو اہل بزخ ضرور سنتے ہیں۔ انگلہ کے ایام طالب علمی میں ”یاشیخ عبدالقادر جیلانی پکارتا تھا تیسری پکار پر جواب آتا تھا کہ میں نے سن لیا ہے تم اپنا کام شروع کردو۔ حضرت کی ایک تحریر سے اس لفظ سلیقہ کا مفہوم یہ معلوم ہوتا ہے کہ پکارنے والے کو اہل بزخ سے خصوصی نسبت ہونا چاہیئے۔

## بہ ہندوستان دادخواہم لگام

تقریباً اڑھائی سال انگلہ میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد جب آپ واپس لوٹے تو درس نظامی سے صرف فلسفہ، معقول، ریاضی اور فقہ کی آخری کتب اور حدیث شریف میں صحاح ستہ اور تفسیر میں بیضادی وغیرہ باقی رہ گئی تھیں، ان کتابوں کی تعلیم کے لیے ان دنوں عام طور پر طلباء ہندوستان کے مدارس کا رخ کرتے تھے۔ آپ نے آئندہ تعلیم کے سلسلہ میں ایک روز ”سکندر نامہ“ سے نال لی تو یہ شعر نکلا۔ اپنے شیخ کے ساتھ یہ نسبت، نیاز اور عقیدت آج کل کے علماء و زعماء کے لیے مقام عبرت و نصیحت ہے۔

کیہا پیدا کن از مُشتِ گلے  
بوسہ زن بر آستانِ کانے

”اقبال“

## سلوک کی منازل

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم پیر سید نذر دین شاہ صاحب سے حاصل کی۔ تمام علوم ظاہری کی تکمیل آپ نے کم عمری میں کر لی تھی۔ اور اپنی تعلیمات میں زیادہ سے زیادہ اتباع سنت پر زور دیا۔ اور آپ سنت نبویؐ کی اتباع کو عشق رسولؐ سے تشبیہ دیتے تھے۔ علاوہ ازیں آپ نے مختلف اساتذہ سے علم ظاہری میں تحصیل فرمائی۔ سلسلہ قادریہ میں آپ نے بڑے پیر صاحب حضرت پیر سید فضل دین شاہ چشتی شیخ طریقت تھے۔ انہوں نے آپ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں حضرت شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت فرمائی اور فیوض و برکات حاصل کیں۔

حضرت میاں فضل الدین کلیامی چشتی نظامی سے بھی گہری عقیدت و محبت تھی۔ حضرت خواجہ امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے چشتیہ صابریہ میں خلافت حاصل کی۔ اسی دوران تدریس میں آپ سیال شریف برابر تشریف لے جاتے رہے اور علوم ظاہرہ میں اس قدر مصروفیت کے باوجود علم باطنی میں بھی ترقی کا سلسلہ جاری رہا اگرچہ آپ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت غوث الاعظم جیلانیؒ اور سیدنا علی المرتضیٰ کو م اللہ وجہہ جیسے مردان خدا کی توجہات ابتداء ہی سے آپ کے شامل حال تھیں۔ مگر حسب قواعد طریقت عنایت ازلی کا ظہور کسی زندہ شیخ کامل کے ذریعہ ہونا ضروری تھا۔ آخر وہ وقت قریب آ پہنچا کہ یہ شہباز حقیقت تمام ماسوی اللہ سے منہ موڑ کر ہمہ تن مراقبات ادا اشغال باطنیہ کی طرف متوجہ ہو کر خلاق خدا کے لیے قطب ارشاد اور شیخ وقت کے ذوالفن انجام دیئے۔ چنانچہ آپ ۱۳۰۰ھ بمطابق ۱۸۸۲ء میں جب سیال شریف حاضر ہوئے تو حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے اوراد و وظائف



سلسلہ چشتیہ نظامیہ اور قادریہ میں اجازت فرما کر منصب خلافت و ارشاد کی ذمہ داریاں آپ کے سپرد فرمائیں۔  
آپ جب وطن واپس تشریف لائے تو اسی ہفتہ میں حضرت پیر سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا۔

خالق سب کا ایک ہے خالق کا کوئی ایک  
ہزاروں میں تو ملت نہیں لاکھوں میں جا دیکھ۔

## آپ کا اخلاق و عادات مبارکہ

حضرت کریم النفس، ختمہ جبین، شریف الطبع، خوش اخلاق اور حمیدہ اخلاق تھے۔ دشمنوں کے ساتھ بھی مہربانیاں کرتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خالق عظیم کے منظر سلیم تھے۔ عفو و درگزر میں اپنی مثال آپ تھے۔ بڑے بڑے دشمنوں اور مخالفین کو معاف فرمادیتے۔ امیر و غریب، شاہ و گدا کو ایک جیسا سمجھتے۔ ہر کسی کے دکھ درد کو اپنا درد سمجھتے۔ شاہی دربار سے ہمیشہ دور رہے۔ دنیاوی کاروبار میں بہت کم حصہ لیتے دینی علم کا بہت شوق تھا۔  
خدا جلنے کہاں سے جلوہ جاناں کہاں تک ہے  
وہیں تک دیکھ سکتا ہے نظر جس کی جہاں تک ہے  
مخالفت حضرت صاحب کو پسند ہی نہ تھی۔ ایک مرتبہ آپ کو حضرت ثانی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ اللہ بخش صاحبؒ تو نسہ شریف کے کبیڈہ خاطر ہونے تکذیب فرمایا ! تو حضرت پیر تید مہر علی شاہ صاحبؒ شدید گرمیوں کے موسم میں سیال شریف سے سیدھے تو نسہ شریف چلے گئے تاکہ بزرگوں کے

خداشات کو دور کیا جائے۔ اور ہوا بھی یہی کہ جب آپ نے پہلی ملاقات خواجہ صاحب سے فرمائی تو اُن کے تمام خداشات دور ہو گئے۔

ایک فقرہ تو حضرت صاحب کا بہت یادگار اہمیت کا حامل ہے۔ جب آپ کو یہ بتایا گیا کہ صوفیاء کرام کو مناظرات سے بہت دور رہنا چاہیے۔ تو آپ نے کیا خوب فرمایا تھا کہ !  
اگر مسلمان ہی نہ ہوں گے تو صوفیاء کرام دین کی تعلیم کن کو دیں گے۔

## حضرت صاحب کی اولاد

آپ کے ہاں ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہوئی۔ بیٹے کا نام حضرت سیدنا پیر غلام محی الدین شاہ عرف بابو جی رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ اور بیٹی بچپن میں ہی اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئی تھی۔  
بابو جی صاحب نے آپ کے نقش و قدم پر چیل کر دربارِ عالیہ کو خوب چمکایا۔ اب آپ کے صاحبزادگان حضرت پیر سید غلام محسن الدین شاہ صاحب عرف لالہ جی صاحب اور پیر سید شاہ عبدالحق شاہ صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین ہیں۔

## دور ارشاد و تبلیغ

۱۳۵۵ ہجری ۱۸۷۷ء سے سالکانِ طریقت کو علومِ باطنیہ کی تلقین اور کتبِ تصوف کی تعلیم میں زیادہ تر مشغول ہوئے۔ مشنوی مولانا رومیؒ اور حضرت شیخ اکبرؒ کی مشہور کتب خصوصاً الحکم اور فتوحاتِ مکیہ کی آپ ایسی تشریح فرماتے کہ مستفیدین جن میں بڑے بڑے علماء و فضلاء شامل ہوتے تھے مثلاً حضرت دیوان سید محمد صاحب سجادہ نشین پاکپتن شریف حضرت مولانا محمد پرغ صاحب سجادہ نشین چکوری شریف

حضرت مولانا فقیر محمد امیر صاحب سجادہ نشین کوٹ اہل ضلع ڈیرہ اسماعیل خان ،  
 فقیر گل صاحب پشاور ، مولانا عبدالحق صاحب کسرال ، حضرت مولانا غلام محمد  
 صاحب کہوٹوی ، شیخ الجامعہ دارالعلوم عباسیہ سہارنپور وغیرہ آپ کی تحقیقات  
 کو سن کر محو حیرت میں ہو جاتے تھے ، آپ نے ۱۳۱۶ ہجری بمطابق ۱۹۰۰ عیسوی  
 کو قادیانی تحریک کی تردید میں شمس الہدایت فی اثبات حیات المسیح کے نام سے ایک  
 کتاب تصنیف کی ، جس میں کتاب سنت کے دلائل متواتر سے حضرت مسیح ابن مریم  
 کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا اور قرب قیامت میں دوبارہ تشریف لانا ثابت فرما  
 کر مرزا کے دعویٰ مسیح موعود ہونے کو پاش پاش کر دیا۔ پھر مرزا کے ایک  
 حواری مولوی محمد حسین امروہی نے ”شمس باز غر“ لکھی ، جبکہ مرزا نے بھی  
 سورۃ فاتحہ کی تفسیر میں اپنی کتاب ”اعجاز مسیح“ لکھی ، آپ نے ان کی تردید میں  
 ۱۳۱۹ھ ۱۹۰۲ء میں ایک کتاب ”سیف چشتیاں“ کے نام سے تحریر فرمائی  
 جس میں ان کا پُر زور جواب دیا۔

۱۳۳۲ھ بمطابق ۱۹۱۵ء میں آپ نے ایک کتاب اعلام کلمۃ اللہ فی بیان ما  
 اہل بہ لغیر اللہ کے نام سے تصنیف فرمائی ، جس میں آپ نے  
 اولیاء اللہ کے نام پر نذر دنیا کے جواز پیش فرما کر لوگوں کی تردید فرمائی جو  
 اہل اسلام کے ایصالِ ثواب کو بت پرستوں کی مشرکانہ رسوم سے تعبیر کرتے ہیں  
 آپ کے منظوم کلام کے اشعار آپ کے جذب و عشق اور قرب الہی  
 کی نشاندہی کرتے ہیں جن سے ارباب بصیرت آپ کے کمالات باطنیہ کا اندازہ  
 کر سکتے ہیں۔

حضرت پیر صاحب کو اللہ تعالیٰ اجل شانہ نے فقیر محمد سیدی اور  
 استعنا بکامل کی دولت سے مالا مال کر رکھا تھا۔

دودھ و حید تیرے دھپہ شیریں و عن دار سمانی  
 مرشد لاوے جاگ پریم دی تاں جمد دودھ پانی



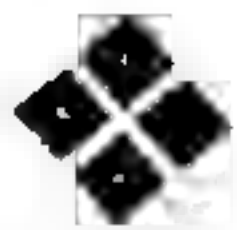
## حضرت کے مُرشد شمس الدین سیالوی

روحانی میدان میں حضرت قبلہ عالم گوڑوی رحمۃ اللہ علیہ بنیادی طور پر اپنے شیخ طریقت شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے توسط سے سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ سے منسلک تھے۔ اور عاقلانہ طور پر اسی سلسلے میں بیعت فرمایا کرتے تھے۔

سلسلہ عالیہ قادریہ میں بھی آپؒ کو اپنے والد بزرگوار کے ماموں حضرت پیر سید فضل دین شاہ صاحب سے بیعت و خلافت حاصل ہوئی تھی۔

## استاذ محترم کی معیت میں سیال شریف کی حاضری

حضرت کے استاذ محترم مولانا سلطان محمود انگوی کی بیعت حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی چشتی نظامی فخری سلیمانی قدس سرہ العزیز سے تھی وہ سال میں کئی بار سیال شریف ضلع سرگودھا اپنے مُرشد کی زیارت کے لیے جایا کرتے تھے۔ سیال شریف انگوہ سے بالیس گوس کے فاصلہ پر دیپائے جہلم کے شرقی کنارے پر واقع ہے۔ راستہ میں کئی مقامات پر قیام کرتے اور درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہتا۔ حضرت قبلہ عالم ہمیشہ استاذ صاحب کے ساتھ جاتے تھے۔ اور حضرت اعلیٰ سیالویؒ بھی آپ پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ آخر حضرت نے سلسلہ چشتیہ میں ان ہی سے بیعت کی تھی۔



حضرت خواجہ پیر علی شاہ صاحب

کی اپنے شیخ سے عقیدت

حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کو اپنے شیخ کریم کے ساتھ بے حد عقیدت اور کمال درجہ کی محبت تھی۔ ملفوظات طیبات میں آپ کا ارشاد یہیں مضمون درج ہے۔  
ہمارے خواجہ شمس الحق والدین کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ جو بھی محبت سے آیا اُسے اُس کی استعداد سے زیادہ فیوض و برکات سے نواز دیا۔ آپ نے ہر کسی سے یکساں برتاؤ کیا۔ ہر کسی کی فریاد ہی فرمائی۔ جس کسی نے آپ کو ایک بار دیکھا اُس کو دوبارہ دیکھنے کی ہمیشہ حسرت رہی۔ سنہ ۱۲۰۰ ہجری میں حج بیت اللہ شریف کے موقع پر حضرت حاجی ادا اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ خود بخود میری طرف متوجہ ہوئے اور باطنی نعمت دینا چاہی لیکن میرے دل میں خیال گذرا کہ جو رنج انور ہم نے دیکھا ہے جہاں میں اور کہیں نظر نہیں آتا۔ آخر ان کے اصرار پر عرض کی کہ اگرچہ ضرورت محسوس نہیں ہوتی ہے لیکن چونکہ آپ بخوشی عنایت فرما رہے ہیں اس لیے شکریہ گزار ہوں تاہم اس عنایت کو اپنے شیخ طریقت کی طرف سمجھتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے طریقہ سلسلہ طریقت چشتیہ صابریہ عنایت فرمایا۔

تیری نگاہ سے پتھر کے دل بچھل جائیں  
جو آنکھ اٹھائے تو شام و صبح بدل جائیں

## حضرت صاحب مشاغل اور شمائل و خصائل

حضرت کے اوقات مشاغل اور بعض شمائل و خصائل کی تفصیل جناب شیخ الجامعہ صاحب نے اپنی قلبی یادداشت میں اس طرح بیان کی ہے۔

**اشغال** :- ہمیشہ ذکر و شغل اور ارشاد مخلوق میں وقت صرف فرماتے تھے۔ فجر کی نماز کی سنتیں پڑھ کر حجرہ شریف سے مسجد میں تشریف لاتے، مسجد میں امام کا انتظار فرماتے، جب کبھی امام صاحب بوجہ بارش یا بیماری کے نہ آسکے تو کسی دوسرے قابل امامت مخلص کو امام بنا لیتے۔ بعد ادا میگی نماز فرض آیۃ الکرسی اور سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر پڑھ کر دعا مانگا کرتے تھے۔ پھر ذکر پڑھتے اور تین چار بار کلمہ شریف پڑھ کر دوبارہ دعا فرماتے پھر مکرر ذکر کلمہ شریف بالجہر فرما کر تیسری بار دعا مانگا کرتے تھے۔ اس کے بعد عادت مبارک تھی کہ دس بجے تک اوراد و وظائف میں مشغول رہتے۔ کبھی یہ شغل مسجد میں ہی ادا ہوتا اور کبھی حجرہ شریف میں۔ اس شغل کے دوران کسی کے ساتھ کلام نہیں فرماتے تھے۔ ویسے بھی آپ کا قدرتی رعب ایسا تھا کہ کسی کو بے تکلف ہو کر گفتگو کرنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ صبح کے ان اوراد کے دوران خاص طور پر کوئی بغیر اجازت آپ کے نزدیک نہیں جاتا تھا۔ کیونکہ بعض وظائف کی نوعیت ایسی ہوتی تھی کہ پاس پھٹنے والے کے مجنون ہونے کا اندیشہ ہوتا تھا۔

راولپنڈی کے ایک نوجوان کے ساتھ ایسا ہی واقعہ ہوا۔ اُسے حضرت نے فرما رکھا تھا کہ وقت بے وقت دیکھ کر آیا کرو مگر وہ حضرت کا کرم دیکھ کر بے تکلف ہو گیا اور ایک رات حضرت کے قریب شغل کی حالت میں چلا گیا آپ نے ہوں ہوں کر کے روکا مگر وہ نہ رکا۔ کمرے کے اندر قدم رکھتے ہی کسی تجلی کی زد میں آکر دیوانہ ہو گیا۔ پہلے دو روز چپ چاپ روتا رہا کبھی اتنا کہتا کہ بھول ہو گئی " پھر زبان بند ہو گئی۔ حضرت سے دعا اور دم کروانے رہے مگر افاقہ نہ ہوا۔



ارشاد و تلقین :- ساڑھے دس گیارہ بجے دن حجرہ سے باہر دیوان خانہ میں تشریف لاتے۔ اس وقت ہر شخص کو اپنے عرائض پیش کرنے کی اجازت ہوتی تھی۔ اس دوران ارشاد و تلقین کا سلسلہ بھی جاری رہتا اور غلصہ میں سے سلسلہ تکلم بھی تعویذ اور دم بھی جاری رہتے اور بعض اوقات اسباق کا شغل بھی جاری ہو جاتا۔ مشنوی شریف مولانا دہلویؒ، فتوحات مکیہ، فصوص الحکم بخاری شریف، شرح چغینی یہ مختلف کتابیں میں نے آپ کو اس مجلس میں پڑھاتے دیکھا ہے۔ بارہ یا ساڑھے بارہ بجے حجرہ میں تشریف لے جاتے کھانا کھا کر قیلو فرماتے اور تقریباً ایک گھنٹہ آرام فرما کر اٹھا کرتے۔ ضروریات سے فارغ ہو کر وضو کر کے اول وقت نماز ظہر کے لیے مسجد میں تشریف لے جاتے نماز ظہر کے بعد حجرہ شریف میں جا کر ذکر الہی میں مشغول رہتے مگر اُس وقت اگر کوئی آدمی کچھ عرض کرنا چاہتا ہو تو اسے اجازت ہوتی تھی۔ بلکہ بعض دفعہ مخصوص لوگوں کی مختصر سی مجلس بھی منعقد ہو جاتی تھی، پھر اُسی وضو سے نماز عصر کے لیے مسجد میں تشریف لے جاتے۔ نماز عصر کے بعد اپنے سامنے ختم خواجگان حبشیہ و قادریہ پڑھواتے اور ایصال ثواب کے بعد مسجد سے نکل کر کبھی حجرہ میں چلے جاتے اور کبھی سرائے سے باہر صلیب کے سامنے والے چبوترے پر جا کر گھوڑے پر سوار ہو کر باہر تین چار میل دور بستی میرابادیہ تشریف لے جاتے یا کبھی اُس سے بھی آگے۔ نماز مغرب اور نماز عشاء باہر ہی ادا کرتے اور وہیں ذکر و شغل جاری رہتا۔ کافی رات گئے واپس آ کر کھانا تناول فرما کر سو جاتے،

بہائی رات باقی رہے پھر بیدار ہو کر تہجد کی تیاری فرماتے اور وضو کے بعد سبز چائے نوش فرماتے۔

## رمضان شریف کے اوقات

رمضان شریف میں مغرب اور عشاء کی نماز اپنی مسجد میں ادا فرماتے اور عصر کے وقت سواری کا دستور ترک ہو جاتا۔ تراویح میں ہر روز صرف سو پارہ قرآن شریف سنا کرتے مقتدیوں کی رعایت مد نظر ہوتی تھی۔ نماز فجر کے بعد اپنے والد ماجد کے مزار پر بیٹھا کرتے اور وہیں واپس جانے والوں کو رخصت فرماتے۔ اسی طرح ظہر کی نماز

کے بعد بھی وہیں پریشست ہوتی۔

تلقین ذکر حسب استعداد فرماتے تھے۔ بعض اشخاص کو بیعت کے بعد دس بار کلمہ شریف دس دفعہ دو درود شریف اور دس دفعہ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھنے کی تلقین فرماتے اور بعض کو صرف دو امور کا ارشاد فرماتے تھے۔ تلقین نہایت نرمی اور آہستگی سے فرماتے۔ جب دس دفعہ کلمہ شریف کا امر فرماتے تو زبان سے کلمہ شریف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ بھی پڑھتے تھے۔ دو درود شریف کا ارشاد ہوتا تو دو درود شریف پڑھتے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔ بعض لوگ عرض کرتے کہ سیدنا محمد پڑھیں یا نہیں؟ آپ فرماتے کہ مجھے یونہی ارشاد ہوا ہے جیسا میں نے بتایا۔ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ ناجائز ہے اور سیدنا کا ماننا لازم ہے یہ درحقیقت اُن کی نادانیت کا نتیجہ ہے۔ حضرت کا عقیدہ یہ نہیں تھا کہ سیدنا کہنا ممنوع ہے آپ کی عرض یہ تھی کہ مجھے اپنے بزرگوں سے اسی طرح پہنچا ہے۔ یہ مسئلہ مسلم ہے کہ اوداد میں تغیر و تبدل نہیں کرنا چاہیے حدیث شریف میں ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ  
فَتَوَضَّأْ وَتَوَضَّأْ لِمُؤْتِكَ لِمُؤْتِكَ شِمًا اضْطَجِعْ عَلَى سِتْرِكَ الْأَيْمَنِ  
شِمًا قُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَتَوَضَّعْتُ  
أَمْرِي إِلَيْكَ وَالْمَجَاطِ ظَهَرِي إِلَيْكَ رَغَبْتُ وَرَهْبْتُ  
إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنَاجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ۔ اَللّٰهُمَّ أَمَنْتُ  
بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ فَإِنْ مِتُّ  
مِنْ لَيْلَتِكَ فَأَنْتَ عَلَى الْفِطْرَةِ وَأَجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَكَلَّمُ  
بِهِ قَالَ فَتَرَدَّدْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَلَمَّا بَلَغْتُ اَللّٰهُمَّ أَمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ  
قُلْتُ وَرَسُولِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ قَالَ لَا وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ



علامہ عینی حاشیہ بخاری میں فرماتے ہیں :-  
 إِنَّ الْفَاطَظَ الْأَذْكَارَ تَوْفِيقِيَّةٌ فِي تَعْيِينِ الْفُظِّ وَتَقْدِيرِ  
 الشَّوَابِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي صَحِيحِهِ مِنْ حَدِيثِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ  
 اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت براء بن عازبؓ کو ایک عمل  
 ارشاد فرمایا کہ جب اپنے بستر پر لیٹنے لگو تو نماز کا وضو کرو پھر دائیں کروٹ لیٹ  
 کر یہ پڑھا کرو۔ اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ الْخَاصِمَ ابِي صَالِحٍ فَرَمَاتے ہیں کہ میں نے اس دُعا  
 کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دُہرایا۔ جب میں بِکَتَابِكَ الَّذِي  
 اَنْزَلْتَ بِهِ بَهَنَچَا تو کہا وَرَسُولِكَ الَّذِي اَرْسَلْتَ "آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں" وَنَبِيِّكَ الَّذِي پڑھو۔ علامہ عینی فرماتے ہیں کہ  
 وظائف اور اورد کے الفاظ توفیقی ہوتے ہیں۔ جو لفظ رہنما بنائے اسے بدلنا  
 جائز نہیں۔ چونکہ دو دشرف کی روایت جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اس  
 میں "سیدنا" کا لفظ وارد نہیں اسی بنا پر حضرت "سیدنا" کا کلمہ نہیں پڑھاتے  
 تھے اور یہ اتباع سنت تھا جو آپؐ کا اور ہنا اور بچھونا تھا۔ اتباع سنت  
 میں جو شغف حضرتؐ کو تھا بہت کم لوگوں میں دیکھا گیا۔  
 جس شخص کو اہل پاتے کچھ دوسرے وظائف اور شغل بھی فرمادیتے۔ ایک دفعہ  
 قاری صاحب حضرتؐ سے اورد اور وظائف کی اجازت طلب کر رہے تھے۔  
 گرمی کا موسم تھا اور رمضان المبارک کا مہینہ۔ میں نے از روئے مذاق کہا کہ قاری  
 صاحب آپؐ نے اتنے سارے وظائف پڑھنے تو ہیں نہیں کیوں اس گرمی میں  
 حضرتؐ کو تکلیف دے رہے ہو۔ آپؐ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا "تکلیف  
 مجھے دے رہا ہے تمہیں تو نہیں دے رہا" تم کیوں دھل در معقول دیتے ہو۔  
 عادت مبارک تھی کہ باتیں بہت کم کرتے تھے۔ مجلس میں بیٹھتے تو بھی  
 ذکر میں مشغول رہتے۔ تلقین و تدریس کے دوران بھی ذکر جاری رہتا تھا کسی نے  
 عرض کرنا چاہی آپؐ نے اجازت فرمائی وہ بیان کرتا رہتا آپؐ سنتے بھی رہتے اور تسبیح



بھی چسلی رہتی۔ اُس نے عرض ختم کی آپ نے جواب ارشاد فرمایا اور تسبیح پھر شروع ہو گئی۔ خیر الکلام ماقبل وذل کا عجیب نمونہ تھا۔ میں آدھ آدھ گھنٹہ ایک بات عرض کرتا رہتا آپ سن کر ایک دو لفظ فرمادیتے جو سب کا جواب ہوتا تھا۔

## متعلقین سے وفاداری کا معاملہ

حضرت کی عادت مبارک تھی کہ اپنے متعلقین سے نہایت وفاداری کا معاملہ فرماتے تھے ہمیشہ انہیں نصیحت اور خیر خواہی سے نوازتے ان کے حالات دریافت فرماتے ان پر اس قدر نوازش فرماتے کہ لوگ آپ کو محض پیر ہی نہیں بلکہ اپنا ملجا و مادی اور سب سے زیادہ خیر خواہ سمجھتے تھے۔ ہر غم کی کشادگی، ہر درد کی دوا ہر تکلیف کا مداوا حضرت کی ذات تھی۔

ایک دفعہ مجھے عرق النساء کی تکلیف ہوئی یہاں تک کہ چار بائی سے اٹھنا دشوار ہو گیا درد کی شدت کے باعث غشی طاری ہو جاتی تھی کروٹ بدلنے کی ہمت بھی نہ تھی انہی دنوں حضرت کو یا کپتن جاتے ہوئے ٹھٹھہ محبوب میں قیام فرمانا تھا جہاں پر حاضری میری عادت مستمرہ تھی لیکن تکلیف کی وجہ سے حاضری محال طلبہ کی ایک جماعت آپ کی خدمت میں وہاں حاضر ہوئی۔ تو حضرت نے استفسار فرمایا۔ تمہارا مولوی کہاں ہے؟ انہوں نے میری حالت بیان کی آپ نے اُسی وقت شیخ احمد مرحوم کو فرمایا کہ ایسے سوت کی سات تانیں لاؤ جس کی کاتنے والی عورت کا باپ اور خسر دونوں زندہ ہوں وہ منگوا کر ان پر دم کر کے اور چند گانٹھیں لگا کر طلبہ کو لے کر اور فرمایا کہ انہیں مولوی صاحب کے گلے میں باندھا جائے۔ اتفاقاً مجھے اُس شام نیند آ گئی۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت گلاس اور بوتل ہاتھ میں لیے مجھے دوایلا رہے ہیں۔ میں گھبرا کر اٹھ بیٹھا چند منٹ بعد پھر نیند آ گئی۔ اور دوبارہ وہی حالت دیکھی۔ اس کے بعد میں نے محسوس کیا کہ درد جاتا رہا۔ اور جسم میں ایک گونہ طاقت بھی آ گئی ہے۔ فوراً حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کو تیار ہو گیا۔

اور دوسرے روز صبح کے وقت سناواں ریلوے اسٹیشن پر حضرت کی قدمبوسی کے لیے کھڑا تھا۔ حضرت تشریف لائے تو دور ہی سے فرمایا سنا ہے تم بیمار ہو گئے ہو۔ میں عرض کیا آپ نے بے توجہی جو فرمائی تھی بیمار کیوں نہ ہوتا۔ فرمایا۔ کیا توجہ نہیں کی؟ تو پھر کیا میں حاضر نہیں ہو گیا۔

## معاندین سے حسن سلوک

مخلصین سے زیادہ معاندین کے ساتھ حسن سلوک کی عادت کر لی تھی۔ ایک دفعہ ایک صاحب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک روپیہ نذر رکھ کر مناسب مقام پر بیٹھ گئے۔ جب نذر بردار اٹھانے کے لیے آیا تو آپ نے خلاف عادت اسے فرمایا کہ اس روپیہ کو پڑا رہنے دو۔ جب تمام لوگ اپنی حاجات پیش کر کے چلے گئے تو ان صاحب کو بلایا اور دریافت فرمایا کہ کیسے آئے ہیں۔ انہوں نے عرض کی کہ فلاں تحصیلدار جو آپ کا غلص ہے اس کی طرف سفارش نامہ لکھوانا ہے آپ نے کاغذ قلم منگو کر اپنے ہاتھ سے اُن تحصیلدار کی طرف خط لکھ کر انہیں دیا اور ہدایت فرمائی کہ یہ خط انہیں گھر پر جا کر دیا جائے کچھ ہی میں نہیں۔ جب وہ صاحب روانہ ہونے لگے تو فرمایا یہ اپنا روپیہ بھی لیتے جائیں۔ انہوں نے بہت معذرت کی۔ مگر آپ نے اصرار فرمایا چنانچہ وہ روپیہ لے کر چلے گئے۔ اُن کے چلے جانے کے بعد میں نے روپیہ کی واپسی کا سبب پوچھنے کی جرأت کی۔ فرمایا کہ یہ ہمیشہ مجھے برے الفاظ سے یاد کیا کرتا ہے اور معاند ہے۔ اب ضرورت کے وقت اس نے یہ خیال کر کے روپیہ پیش کیا تھا کہ اس سے سفارش نامہ لکھوانے میں مدد ملے گی میں نے اس لئے روپیہ واپس کر دیا اور سفارش نامہ بھی خود لکھ کر دیا۔

سخاوت بہت پوشیدہ طور پر کرتے۔ ایک دن عصر کی نماز کے بعد مسجد

میں تشریف فرما تھے۔ ملنے والے رخصت ہو کر چلے گئے۔ میں اکیلا پاس بیٹھا تھا مجھے قریب بلا کر ایک کاغذ کی پھٹی سی دی کہ اس شخص کو دے آؤ جو سنگر کے دروازہ پر کھڑا ہے۔ میں جا کر دے آیا۔ میں اُسے پہچانتا نہیں تھا مگر کوئی سفید پوش حاجت مند معلوم ہوتا تھا۔

## دنیا سے بے توجہی

دنیا کی طرف سے بے توجہی حضرت کی ذاتِ مبارک کا خاصہ تھا۔ مسجد میں حضرت اجماعی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر مختلف اوقات میں بیٹھا کرتے۔ زائرین کی طرف سے نذرانہ اور ہدایا کا سلسلہ بارش کی طرح جاری رہتا لیکن جب آپ اٹھ کر تشریف لے جاتے تو ادھر آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتے اور میاں محمد صاحب یا کوئی دوسرا بزرگ ان نذرانوں کو اٹھا کر غلام محمد صاحب لانگری کو دے آتا۔ اسی طرح سفر میں بعض پیشینوں پر گاڑی رکھنے کے دوران یہی کیفیت ہوتی تھی۔ آپ کی طرف سے کوئی حساب یا ہنگامداشت ان چیزوں کی نہیں ہوتی تھی۔ جو کچھ اکٹھا ہوتا لانگری اپنے پاس رکھتا اور سنگر وغیرہ پر خرچ کرتا رہتا۔

## دوستی اور دشمنی کے متعلق نظریہ

جناب شیخ الباموصاحب نے اپنے قلمی مسودات میں حضرت کی ذات اور خاندان کے ساتھ غلط فہمی یا حسد کی بناء پر لوگوں کی مخالفت اور پرہاش کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ صرف یہ بتانا ہے کہ دوستی اور دشمنی کے متعلق اس گھرانے کا نظریہ کچھ مختلف ہے۔ ان کی نظروں میں اہل دشمن انسان کا اپنا نفس ہے اور اصل دوست اللہ تعالیٰ کی ذات۔ یہ اپنا وقت نفس پر فح



حاصل کرنے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہونے کی کوشش میں صرف کرتے ہیں ان کے نزدیک دوست اور دشمن ہمدانہ دوست ہیں۔

حضرت بابو جی مدظلہ اس بارہ میں اپنے والدِ کریم کے ارشادات کی وضاحت میں فرمایا کرتے ہیں کہ جنہیں تم لوگ ہمارا دشمن سمجھتے ہو وہ ہمارے لئے فائدہ کا موجب بنتے ہیں۔ تمہاری قصیدہ گوئی اور مبالغہ آمیز تعریف ہمیں فتنہ میں مبتلا کرتی ہے۔ اُس کے برعکس دشمن ہمارے نقائص اور عیب گنوا تا ہے۔ اگر دوست ہوں تو ہم اصلاح کی کوشش کرتے ہیں اور اگر غلط ہوں تو خدا کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ دشمنوں کی ایذا رسانی پر ہم صبر کرتے ہیں اور اجر پاتے ہیں۔ باوجود اُن کی مخالفت کے ہم انہیں اپنے خدا کی مخلوق سمجھ کر اپنی دعاؤں میں شامل رکھتے ہیں اور اس طرح بھی عند اللہ باجور ہوتے ہیں

### حضرت مائی صاحبہ کی برکات کے خصوصی اثرات

حضرت قبلہ عالم قدس سرہ نے ایک مرتبہ اپنی اہلیہ محترمہ کے اوصاف حمیدہ کا اظہار فرماتے ہوئے اعتراف فرمایا تھا کہ مجھے علم و فقر میں جو کچھ حاصل ہوا ہے۔ اُس کے اسباب میں اس خاتون کے صبر و قناعت اور خدا پرستی کا بڑا حصہ ہے۔ اس نے مجھے طلبِ مولیٰ کی راہ میں آزاد چھوڑ دیا اور کبھی اپنے مطالبات سے میرے راہ میں حائل نہیں ہوئی۔ حضرت کے وسیع حلقہٴ ارادت کی مستورا میں حضرت مائی صاحبہ کی بے نفسی، خدا پرستی اور قبولیتِ دعا کے تذکرے آج تک زبانِ زدِ خلق ہیں۔ وہ قبلہ عالم قدس سرہ کے وصال کے بعد تھوڑے عرصہ تک ہی زندہ رہیں مگر اُن کی تربیت کا اثر اس گھر نے میں ابھی تک جاری و ساری ہے۔

## حضرت صاحبؒ کی خوراک

شیخ الجامعہ صاحبؒ لکھتے ہیں:-

”عادت مبارک تھی کہ عشاء کی نماز کے بعد ایک دو لقمے تناول فرما کر وضو کر کے بظاہر سو جاتے تھے مگر دراصل جاگتے رہتے اور پاس انفاس میں رات گزار دیتے۔ میں نے ایک رات آپؒ کے گھوٹے کے قیام کے دوران دیکھا کہ عشاء کی نماز ادا کر کے وضو فرما کر بظاہر سو گئے۔ میں تمام رات دروازہ پر بیٹھا رہا۔ آخر شب قریب چار بجے آپؒ نے اٹھ کر اسی دھنوسے نماز تہجد پڑھی اور اکثر یہی معمول تھا۔ باوجود کم خوری کے جسمانی قوت اس قدر تھی کہ باید شاید ایک روز ایک پہلوان خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں کشتی لڑنے جا رہا ہوں، میرے لئے فتح کی دعا فرمائیں۔ آپؒ نے فرمایا: ذرا میرے پاؤں دالو کہ تمہاری طاقت کا اندازہ کروں۔ اس نے پاؤں دلبنے شروع کئے۔ سردی کا موسم تھا مگر دو منٹ بعد ہی اس کا پسینہ بہنا شروع ہو گیا۔ آپؒ نے دیکھا تو فرمایا: تم تو شاید بہت زور لگا رہے ہو مگر مجھے محسوس بھی نہیں ہو رہا کہ میرے پاؤں دالے جا رہے ہیں۔“ قلت خوراک کے باوجود اتنی طاقت اور برداشت محض اتفاقات خداوندی سے تھی۔

آخر عمر میں جب آپؒ صاحبؒ فراموش ہو گئے تو فرمایا کرتے تھے کہ پچیس سال سے میں نے غذا زیادہ تر ترک کر رکھی ہے۔ میری مجموعی خوراک غالباً دو تین چٹانک فی ہفتہ سے زیادہ نہیں ہوگی۔ اب معدہ کو ہضم کی عادت نہیں رہی۔ جو چیز معدہ میں جاتی ہے وہیں رکھی رہتی ہے۔

اس کے باوجود جسم مبارک آنا مضبوط تھا کہ فلاں کا معلوم ہوتا تھا۔ پاؤں

دلبنے کے وقت اگر اتفاقاً ہاتھ جسم مبارک پر پڑ جاتا تو ایسے معلوم ہوتا کہ لوہے یا پتھر پر پڑا ہے۔ دلبنے سے جسم مبارک دبنا نہیں تھا بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھرتا ہے۔“

## استاذِ زادوں کا احترام

استاذہ اور ان کی اولاد کے احترام کے متعلق شیخ الجامعہ صاحب لکھتے ہیں ”میں نے اکثر دیکھا ہے کہ جہاں جہاں حضرتؒ نے تعلیم پائی وہاں کے تمام باشندوں کا آپ بے حد احترام فرماتے تھے۔ استاذِ زادگان کے احترام کی تو حد ہی نہ تھی۔ موضع بھونی کے مولوی صاحبان کے ساتھ حضرت کا سلوک ضربِ المثل تھا۔ ان کے استاذ حافظ سلطان محمود صاحب کے صاحبزادے مولوی شمس الدین صاحب کو آپؒ خود بخاری شریف پڑھایا کرتے تھے اور حبیب ان کا انتقال ہوا تو ان کی تعزیت کے لئے انگہ شریف تشریف لے جا کر وہاں اپنے خرچ سے وسیع پیمانے پر طعام پکوا کر تقسیم فرمایا۔ اس کے بعد مدتِ العمر تمام کنبے کی خبر گیری فرماتے رہے۔ انگہ کا کوئی آدمی ملنے آتا تو اس کا خاص خیال فرماتے بلکہ وادی سون کا تمام علاقہ حافظ سلطان محمود صاحب کی وجہ سے حضرتؒ کے نزدیک قابلِ احترام ہو گیا تھا۔“

## حضرت صاحب کا حلیہ مبارک

حضرت قبلہ عالم قدس سترۂ کا حلیہ مبارک اس طرح بیان کیا گیا ہے :-  
رنگ گندمی۔ پیشانی بلند اور چمک دار۔ آنکھیں مخمور اور رعب آفرین۔ ناک



ستوان، آبرو گھنے اور کماندار، لب متوسط، دہن فراخ، دندان روشن اور جدا جدا ریش گھنی اور تابہ سینہ، گیسو گھنگھریلے اور کانوں تک دراز، سینہ کشادہ، بطن خمیدہ، رخسار کم گوشت، انگشت ملائم اور باریک، کف دست کشادہ، قدم مبارک میانہ مگر مجلس میں بیٹھے ہوئے بلند و بالا معلوم ہوتے تھے۔ قدم شریف نرم اور نازک۔ جسم گٹھا ہوا اور متوسط۔

حضرتؒ کے فوٹو بھی ملتے ہیں جو عقیدت مند اور عشاق حضرات آپؐ کی عمر کے مختلف ادوار میں لیتے رہے۔ ان میں سے ایک حضرت خواجہ محمد دین صاحب (حضرت ثانی) سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں سیال شریف کے عرس کے موقع پر لیا گیا۔ اور دوسرا آپؐ کے زمانہ استغراق کا ہے۔ اول الذکر فوٹو میں حضرت ثانی صاحب سیالویؒ اور دربار شریف کے کئی خلفائے کرام بھی موجود ہیں حضرت خود تصویر کشی پسند نہیں فرماتے تھے اور شدت سے روکتے تھے چنانچہ یہ چند تصاویر بھی آپؐ کی اجازت اور علم کے بغیر ہی لی گئیں۔

## حضرت صاحب کا لباس

آپؐ کو سفید لباس پسند تھا جس کی لطافت اور لطافت قابل دیدہ ہوتی تھی لٹھے کی شلوار، موسم کے لحاظ سے خاصہ یا ملل کا کھلا آستینوں والا کرتہ اور سفید ملل کی ہلکی مایہ لگی ہوئی پگڑی پہنتے تھے۔ دستار مبارک بخاری قسم کی نوکدار کلاہ پر بندھی ہوتی تھی۔ کرتے کے اوپر واسکٹ اور لمبا کھلے کالر والا فراک کوٹ یا چٹہ ہوتا تھا۔ بعض اوقات دھوپ میں پگڑی اور دوش مبارک پر رنگی یا چادر ڈال لیتے تھے۔ پاؤں میں گھیبی نمونہ کی نفیس اور نصف طلا دار پاپوش استعمال فرماتے تھے۔ ہاتھ میں ہمیشہ تسبیح رہتی تھی۔ گھوڑے کی سواری کے وقت بھی چھری کی

ضرورت محسوس نہیں فرماتے تھے۔ شریہ سے شریہ گھوڑا بھی حضرتؐ کے قریب آتے ہی رام ہو جاتا۔ سوار ہونے سے پہلے آپؐ اپنی تیسج دیسی زین کے اٹھے ہوئے ”ہنّے“ سے لپیٹ دیتے اور پھر سوار ہوتے۔ گھوڑا یوں سر جھکا کر کھڑا رہتا جیسے ”سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ“ کے معنی سمجھتا ہے۔

حضرتؐ کے لباس اور استعمال کی تمام دوسری چیزیں مثلاً تیسج، کنگھی، اور مسواک وغیرہ آپؐ کے حجرہ مبارک میں بطور تبرک شیشہ دار الماریوں اور میزوں میں رکھی ہیں۔ آپؐ کا بستر اپنے اصلی مقام پر اسی طرح لگا ہے اور چھپر کھٹ اور چھروانی تنی ہوئی ہے۔ آپؐ کے عرس اور عیدین کے موقع پر ارادت مندان تبرکات کی زیارت بڑے شوق اور عقیدت سے کرتے ہیں اور آپؐ کے ہم عصر کی آنکھوں کے سامنے وہی پرانا نقشہ پھر جاتا ہے۔ اس کمرہ کے برابر ولے مجلس خانہ میں لائبریری ہے جس میں ہر فن کی کافی کتابیں موجود ہیں۔

## آواز و گفتار

آواز مبارک شیریں، پرسوز اور باوقار تھی۔ یوں متانت سے گفتگو فرماتے کہ ایک ایک لفظ گنا جاسکے اور یاد رہ جائے۔ اکثر لوگ اپنا تجربہ بیان کرتے ہیں کہ حضرتؐ نے انہیں کافی طویل اوراد اور وظائف تلقین فرمائے جو ایک ہی بار سن لینے سے دماغ میں نقش ہو گئے اور پھر کبھی فراموش نہیں ہوئے یہ چیز حضرتؐ کی کرامات سے شمار ہوتی تھی۔

## چال اور رفتار

رفتار اور چال ڈھال میں اہل علم کو وقار اور سلامت روی نظر آتی تھی اور

اہل دل کو ایک بانگین اور محبوبیت۔ جب آپ کسی گروہ یا جمیت میں تشریف لاتے تو تمام نضایں عقیدت اور محبت کی خوشبو پھیل جاتی اور دیکھنے والوں میں مسرت کی ایک لہر دوڑ جاتی۔ اکثر لوگ دست بوسی کے لئے ہجوم کر کے آجاتے۔ اور بعض لوگ دوڑ کھڑے ہی ”قربان۔ قربان“ کہہ کر اپنی پیاس بجھالیتے۔ ہجوم کو روکنے کے لئے خدام کو ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ کر حضرت کے گرد حلقہ بنا پڑتا کئی اشخاص صرف حضرت کے لباس کو چھو کر ہی اپنے ہاتھ چوم لیتے۔ پشاور کے ایک جوان الطاف الہی رنگین نے ایک روز حضرت کو گھوڑے پر سوار اثر دھام خلق میں گھرے ہوئے دیکھ کر یہ شعر پڑھا تھا۔

تم شہسوار حسن ہو لگ جائے گی نظر

گھوڑے سے اترو آنکھ بچا کر رکاب کی

حضرت کی شان میں اسی شاعر کا کہا ہوا ایک اور مصرعہ ہے :-

جان الطاف الہی صدقہ جان تھا

## حضرت صاحب کی اسپ سواری

آپ اطباء کے مشورہ پر بعد نماز عصر اسپ سواری کی غرض سے نکلا کرتے تھے اور دیہات ”میربادیہ“ اور ”میراکو“ بلکہ بعض اوقات قصبہ راولپنڈی اور رکھ ٹوپی کے مضافات سے ہو کر عشاء کے بعد واپس تشریف لایا کرتے ایک مخلص شید صلیق شاہ نے آپ کی حفاظت کے خیال سے عرض کی کہ ایک خادم کو ہمراہ رکھا کریں۔ اور اپنی اس استدعا کو تقویت دینے کے خیال سے فرمان خداوندی **خُذْ وَلِیْكَ** یعنی اپنی حفاظت کا سامان کر لیا کرو کا حوالہ بھی دیا۔ حضرت نے فرمایا، شاہ صاحب، **وَاللّٰهُ یَعِصِمُكَ مِنَ النَّاسِ** (اللہ تعالیٰ



آپ کو انسانوں سے محفوظ رکھے گا) بھی تو اسی ذاتِ عالی کا ارشاد ہے۔ شاہ صاحب نے عرض کی، حضرت یہاں لفظ **يَعِصِمُكَ** میں حرف کاف وسیعہ واحد حاضر ہونے کی وجہ سے صرف جناب بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی شان میں وارد ہو کر محض آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی حفاظت کی ضمانت کا اظہار کر رہا ہے۔ اس پر حضرت نے فرمایا، شاہ صاحب، ہم بھی تو اسی کاف کی ادٹ میں ہیں گو یا جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے بحیثیت مجموعی پناہ بے کساں ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے مقامِ فنا فی الرسول کی طرف بھی ایک لطیف پیرائے میں اشارہ فرمایا۔

## ایک مخلص کے دلی خطرہ کا از خود جواب

یہی سید صدیق شاہ بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں اپنے گاؤں سے گولڑہ شریف آرہا تھا جب چکوال پہنچا تو کسی کی زبانی سنا کہ حضرت نے ایک گھوڑی خریدی فرمائی ہے۔ میرے دل میں وقتی طور پر خیال گزرا کہ میرے شیخ تو دلی کامل ہیں انہیں ان دنیا داروں سے کیا غرض جب حاضر خدمت ہوا تو خود بخود فرمانے لگے۔ شاہ صاحب مجھے اطمینان سے مجبور کیا ہے کہ گھوڑے کی سواری کا التزام کیا جائے۔ اس ضرورت کے پیش نظر میں نے گھوڑی خریدی ہے۔ چنانچہ میں اپنا وہ دلی خیال یاد کر کے بے حد نادام ہوا۔

اس کے بعد حضرت کے اصطلیل میں بہترین گھوڑے آتے رہے۔ آپ کی شاہ سواری کا بھی اپنے والد محترم حضرت اجمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرح یہ عالم تھا کہ سرکش سے سرکش جانور بھی رام ہو جاتے تھے۔ ایک بار ملک احمد خان ٹوانہ نے ایک بیش قیمت گھوڑی جو ان سستے ایام میں بھی مبلغ چار ہزار روپے میں

آئی تھی، آپ کی تذکر کی۔ آپ سیال شریف سے رخصت ہو رہے تھے کہ یہ گھوڑی آپ کے سامنے لائی گئی۔ گرمی کا موسم تھا۔ آپ نے سوار ہو کر چھتری مانگی ملک صاحب نے عرض کی کہ حضرت، گھوڑی نئی ہے۔ چھتری کو برداشت نہیں کرے گی اور ڈسے گی۔ آپ نے فرمایا، چھتری بند کر کے مجھے دے دو پھر آپ نے چھتری کھول کر گھوڑی کو دوڑایا۔ اور موضع مانگودال تک دوڑاتے آئے۔ گھوڑی نے بدکنے کا نام بھی نہ لیا بلکہ بعد میں لشکر شریف کا کوئی بھی خادم اس پر باسانی سواری کر لیتا تھا۔

## حضوری نام گھوڑے کا اظہارِ ادب

حضرت کی سواری کے ایک گھوڑے کا نام "حضوری" مشہور تھا جب تک آپ اس پر وظائف پڑھتے رہتے یا بہستہ خرام رہتا۔ مگر جب آپ فارغ ہو جاتے تو ایک تخت تیز رفتار ہو جاتا۔ ایک روز سواری کے دوران آپ کی تنگی نیچے گر گئی۔ گھوڑا اگر آگے قدم رکھتا تو اس پر پڑتا۔ اس لئے گھوڑا ایک دم رک گیا اور ہانکنے پر بھی نہ چلا۔ حضرت نے خادم سے فرمایا کہ دیکھو گھوڑا کیوں رک گیا ہے اس نے دیکھا تو آپ کی تنگی نیچے گر پڑی تھی اور گھوڑے نے بے پاس ادب اپنا وہ پاؤں جو اس پر پڑنے والا تھا اٹھا رکھا تھا۔ سبحان اللہ!

(جس کا خدا ہے، اس کا سب کچھ ہے)

## پاک پتن شریف میں ایک گھوڑے کی سرکشی

حضرت دیوان سید محمد سجادہ نشین پاک پتن شریف نے جو حضرت قبلہ عالم قدس سرہ سے بے حد عقیدت و محبت رکھتے تھے، حضرت کی سواری کے

لئے ایک گھوڑا منحصر کر رکھا تھا جس پر تمام سال کوئی شخص سوار نہ ہوتا۔ اور فقط آپ ہی حضرت بابا صاحب کے عرس شریف کے دوران اس پر سواری فرماتے تھے۔ سال بھر زین نہ ڈالنے کی وجہ سے گھوڑا سرکش ہو جاتا۔ اس لئے احتیاطاً حضرت کی تشریف آوری سے کچھ روز قبل دیوان صاحب اپنے بھائی جناب میاں غلام رسول سے فرماتے کہ اگرچہ مجھے یقین ہے کہ حضرت اس کی سواری میں کوئی تکلیف محسوس نہیں فرمائیں گے۔ تاہم بہتر ہے کہ آپ اسے کچھ رواں کر لیں۔

ایک مرتبہ حضرت اس گھوڑے پر سوار تھے کہ موتی محل کے قریب وہ کچھ اس انداز میں کودا کہ زین کا تنگ نیچے سے ٹوٹ گیا اور آپ زین سمیت اوپر کود اٹھلے لوگوں میں شور مچ گیا کہ آپ گر گئے اور ایک شخص دھڑا ہوا دیوان صاحب کی خدمت میں اطلاع کے لئے پہنچا۔ لیکن دیوان صاحب فرمانے لگے تم غلط کہتے ہو حضرت نہیں گر سکتے۔ اتنے میں آپ بھی تشریف لے آئے اور دیوان صاحب کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ یہ غلط نہیں کہتا۔ میں واقعی زین سمیت گھوڑے سے کافی اوپر اٹھ گیا تھا لیکن پھر محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے بمعہ زین گھوڑے کی پشت پر اگر مستقر ہو گیا۔ دیوان صاحب عموماً سال میں ایک دو اچھے گھوڑے آستانہ عالیہ کو لڑھ شریف بھجوا دیا کرتے تھے۔ چونکہ ان ایام میں موٹر کاریں ابھی عام نہیں ہوتی تھیں۔ اس لئے اصطبل میں اچھی قسم کے نرم مادہ گھوڑوں کی کثرت تھنی مگر کبھی کسی جانور کے دوسرے کے ساتھ لڑنے کی نوبت نہ آتی اور نہ کسی قسم کا شور و شغب ہوا۔ اکثر لوگ یہ صورت حال دیکھ کر حیران ہوتے تھے اور اسے صرف آستانہ عالیہ کی خصوصیت قرار دیتے تھے۔



## ڈھیری شاہان کی بارات کا واقعہ

جناب شیخ الجامعہ نے اپنے مسودات میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ گولڑہ شریف سے ایک بارات موضع ڈھیری شاہان گئی۔ وہاں کے رولج کے مطابق نیزہ بازی کا مظاہرہ کیا گیا۔ لڑکی والوں نے شرط عائد کی کہ جب تک گولڑہ شریف کے سوار میخ اکھاڑ کر باہر نہیں پھینکیں گے اس وقت تک نکاح نہیں ہوگا۔ تین روز تک نیزہ بازی ہوتی رہی۔ مگر گولڑہ شریف واس کے مضامات کا کوئی سوار میخ اکھاڑ کر باہر نہ پھینک سکا۔ آخر حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر انہوں نے عرض کیا کہ اب آپ ہی اس مشکل کو حل فرمائیں چنانچہ حضرت نے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں تشریف لے گئے۔ پہلے جا کر میخ کا بغور معائنہ فرمایا اور پھر نیزہ ہاتھ میں لے کر گھوڑا دوڑایا اور میخ کو اکھاڑ کر باہر پھینک دیا۔ لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ میخ کے ساتھ عام گھریلو آٹا پیسے والی چکی کا ایک پتھر بلا پاٹ بھی نکل کر باہر آن گرا۔ جس کے سوراخ میں میخ کو پھنسا یا گیا تھا۔

## معنوی جمالیات کے علاوہ صوری محاسن پر نظر

حضرت کی نگاہِ لطف اور شفقت بھری ہلکی مسکراہٹ میں ایک عجیب کیفیت اور انداز تھا۔ جسے محسوس تو کیا جاسکتا تھا مگر بیان کرنا ممکن نہ تھا۔ آپ کی پہلی نظر میں شکار ہونے والے آج بھی سینکڑوں باقی ہیں۔ حجرہ شریف کا نام ہی ”عشق آباد“ پڑ گیا تھا جو ابتداً دیوان صاحب پاک پتن نے تجویز فرمایا تھا۔ سلسلہ ہشت اہل بہشت کے جملہ بزرگان کرام، معنوی جمالیات کے ساتھ

حسن ظاہری سے بھی مالا مال ہوتے تھے اور ان کے باہمی تعلق اور نسبت میں نظر پاکباز کا بھی ایک، غالب عنصر شامل ہوتا تھا۔ خود حضرت کی ذات جسے ازل سے اس سلسلہ قدس کی سرداری مقدر ہوئی تھی۔ اپنے شیخ پر عاشق ہو کر مرید ہوئے تھے۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ ابتداء میں، جب کسی کامل شیخ طریقت کی تلاش تھی تو دل چاہتا تھا کہ کوئی ایسا شخص ملے جو معنوی حسن کمال کے ساتھ ظاہر خوبی اور جمال سے بھی مالا مال ہو۔ چنانچہ سیال شریف میں جب اپنے استاد مولوی سلطان محمود صاحب کے ہمراہ حاضری کا اتفاق ہوا تو حضرت خواجہ صاحبؒ پر نظر پڑتے ہی دل فریفتہ ہو گیا۔ درحقیقت یہ نسبت اس صفت خداوندی کا کرشمہ ہے جس کے متعلق حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ ”اللہ جَمِيلٌ وَ يُحِبُّ الْجَمَالَ“ حضرت صدیق اکبرؓ سے سوال ہوا تھا کہ آپ کو دنیا میں سب سے زیادہ کیا چیز پسند ہے۔ تو فرمایا۔ اَنْظُرْ اِلٰی وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

نبی کا مصحف پر نور ہے کلام اللہ	یہ خط یہ رخ یہ جبین لا الہ الا اللہ
جو ایک عارض انور ہے واضعی تزییر	تو دوسرا بھی ہے و الفجر سے جمال اللہ
ادھر کی زلف معنبر ہے سورت ختم	ادھر کی طرہ و اللیل ہے کلام اللہ
حضور اعارض انور کا خال ہے و النجم	جبیں پاک ہے و الشمس خوش جمال اللہ
یہ بسم نور ہے والد اور مطلق نور	یہ دل کلیم تو دل کی زباں کلام اللہ
اسی طرح سے چھپا ہوئے ہے دل حق کو	الف کو جیسے چھپائے ہوئے ہے بسم اللہ

ادب کے درد کی جانب سے لے صبا کہہ دے

ببارگاہ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ !

(درد کا کوڑی)

## حضرت صاحبؒ کی عبادت

آپ ہر وقت با وضو رہتے۔ ہر وقت خدا کی یاد میں مشغول رہتے  
 اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَعَبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ پر آپ نے  
 ایسا عمل کیا کہ عالم اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔  
 کُنْ فَيَكُونُ تان کل دی گل ہے اماں اگے پریت لگائی  
 توں میں حرفِ نشان نہ آہا جَدوں دِرتی رِسم گوانی  
 اچے وی سانوں اوہ پئے دسدے میلے بوئے کائی  
 مہر علی شاہؒ زل تائیں بیٹھے جَدوں سِک دہاں نوں آئی  
 اور یہی وہ عارف و کامل ہستیاں تو ہیں جن کی شان میں حضرت شیخ سعدی  
 رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

الست ازل، پچناں شان بگویش  
 بضرِ یاد و تالو بلی در خردش  
 دل کے کانوں میں آج بھی است بر بکم کی ازلی صدا گونج رہی ہے۔ اور وہ  
 آج بھی بلی بلی کی فریاد میں سرشار و بے خود ہیں۔  
 حضرت مولانا روم فرماتے ہیں۔  
 قال را بگذار و مرد حال شو  
 پیش مرد کا ملے یا مال شو  
 عشاء کے بعد مطالعہ کرنے بیٹھتے تو استغراق میں صبح کی اذان ہو جاتی۔



## حضرت صاحب کی وفاداری

حضرت کی عادت مبارک تھی کہ اپنے متعلقین سے نہایت وفاداری کا معاملہ

فرماتے ۔

ہندو ہے بت پرست اور مسلمان خدا پرست  
ہم ہیں ان کے جو ہیں آشنا پرست

## حضرت صاحب کی ابتدائی نشست گاہ

اس ابتدائی زمانہ میں حضرت کی نشست پتھر کی ایک مُصلّد نما سل پر  
ہوا کرتی تھی جو اُس پرانی عمارت کے سامنے درختوں کے سایہ میں رکھی ہوئی  
تھی۔ نماز فجر اور وظائف سے فارغ ہو کر مسجد سے آکر آپ اسی پر تشریف لکھتے  
اور ارد گرد چٹائیوں کا فرش بچھ جایا کرتا۔ علماء درویش اور مہمان حسب حاجت  
استفادہ کرتے۔ کوئی تعویذ لے رہا ہے اور کوئی دم کروا رہا ہے۔ کوئی دعا کا طلبگار  
ہے اور کوئی وظیفہ پوچھ رہا ہے۔ اور کوئی آپ کے ملفوظات قلم بند کر رہا ہے۔ یہیں  
مجلس ذکر منعقد ہوتی یا کبھی کبھی توالی ہو جاتی۔ یہیں آپ نے مناظرہ کرنے والوں کو  
مسائل زیر بحث پر تقریریں لکھوائیں۔ اسی مقام پر ۱۳۱۵ھ (۱۸۹۷ء) میں آپ  
کی پہلی مہتمم بالمشاں تصنیف ”تحقیق الحق“ قلم بند ہوئی اور قادیانی مذہب پر ۱۹۰۱ء  
میں ”شمس الہدایت“ اور ۱۹۰۲ء میں ”سیفِ چشتیانی“ منصفہ شہود پر آئیں۔ اسی  
جگہ مشائخ طریقت اور اساتذہ مدارس نے آنجناب سے ”مثنوی مولینا“ رُوم اور  
حضرت شیخ اکبر مکی فتوحات مکیہ“ اور ”فصوص الحکم“ کا درس لیا۔ آج اسی مقام کے  
گرد و پیش اپنی پرانی درس گاہ اور شیخ کریم کے انفاسِ قدسیہ کی گذر گاہ میں ان

تلا میں کرام میں سے کئی حضرات مدفون ہو کر ابدی نیند سو رہے ہیں ۔  
 تازیخانہ و مے نام و نشاں خواہد بود      سرما خاک رہ پیرمغاں خواہد بود  
 بر زمینے کہ نشان کف پائے تو بود      ساہا بسیدہ صاحب نظران خواہد بود

## مراقبہ ذکر و فکر کی کیفیت

راتیں اسی پتھر کی سل پر مراقبہ میں گزرجاتیں۔ جناب مولوی محبوب عالم بیان کرتے تھے کہ حضرت جس پہلو پر بیٹھ جاتے۔ صبح صادق تک اسی پہلو پر بیٹھ رہتے۔ ذرہ برابر حرکت نہ کرتے۔ موسم سرما کی طویل اور برفانی راتیں صرف ایک کبیل میں گزار دیتے۔ صبح کے وقت کبیل پر برف جمی ہوتی جسے اٹھ کر بھاڑ دیتے۔

بہت عرصہ بعد ایک روز درویشوں سے فرمایا کہ تم لوگ مراقبہ و ذکر میں بار بار پہلو بدلتے ہو۔ ہم اپنے زمانہ میں دوزانہ بیٹھتے تھے تو عشاء سے تہجد اور فجر سے ظہر اسی حالت میں کرتے۔ اسی پر کسی نے اعترافِ عجز کے طور پر عرض کی۔ قطب مدار کی استقامت بے چارے سیاروں کو کہاں نصیب؟

عشقِ الہی کی حرارت وحدت اس قدر تھی کہ رات کو وادی کے منجمد تالاب میں غسل فرماتے اور برف ہٹا کر غوطہ لگاتے تھے۔ گویا یہ  
 قطرہ خونِ دل جاسمی بہ دریا افگند  
 سینہ بریاں، دل تپاں، ماہی ز آب آید بروں

ان ایام میں عموماً عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا فرماتے۔ کثرتِ مراقبہ اور مسلسل دوزانو نشست کے باعث ایک موقع پر رانیں بے سکت ہو گئی تھیں اور چلنا پھرنا دشوار ہو گیا تھا۔ طبیب نے مالش اور عصر کی نماز کے بعد گھوڑے کی سواری تجویز کی جس سے بالآخر آفاقہ ہوا۔

## شانِ تربیت

اس زمانہ میں عرفان کی پیاسی روحیں دور دور سے آکر اس چشمہ فیضان  
الہی سے سیراب ہوئیں۔ اُن دنوں تلاشِ حق میں آنے والوں کی مرادیں عجیب شان  
وانداز سے پوری ہوئیں۔ کوئی در ماندہ راہِ خدا پہلی نظر میں ہی منزل سے ہمکنار  
ہوا۔ اور کسی کی عرصہ دراز کی منزل دو یوم میں طے ہو گئی ہے  
وادیِ عشق بسے دور و دراز است و لے  
طے شود جادۂ صد سالہ بہ آہے گا ہے  
طی منازل میں طالب کی اپنی استعداد کے ساتھ ساتھ شیخ کی ہمت و  
حوصلہ پر بہت کچھ منحصر ہوتا ہے۔ اگر شیخ کامل و اکمل ہو اور چاہے تو طالب کا  
سالوں کا راستہ لمحوں میں طے ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے دو واقعات مختصر جناب  
مولانا غلام محمد شیخ الجامعہ بہاول پور کے مسودات میں سے یہاں درج کئے  
جاتے ہیں۔

## اگر خدا سے ملنا ہے تو گولڑہ جاؤ

بابا غلام فریدی کے متعلق آگے چل کر شیخ الجامعہ لکھتے ہیں :-  
غرض بابا غلام فریدی بہت پھرے اور عمر کا ایک حصہ تلاشِ حق کے لئے  
جہاں زردی میں گزار دیا، مگر مقصود نہ ملا۔ مایوس ہو کر خود کشی کے خیالات کا غلبہ  
ہوا۔ ایک تولہ سم انفار یعنی شکھیا خرید کر کچھ تر دہ پیدا ہوا اور پھر تلاشِ شروع  
کردی۔ بابا موصوف کہتے تھے کہ سفر کے دوران ایک شہر کی مسجد میں سونے کا  
قصد کر رہا تھا کہ ایک دوسرا مسافر بھی وہیں آ نکلا۔ طلبِ مولیٰ کی باتیں شروع ہو



گئیں۔ کہنے لگا، اگر خدا کو ملنا ہے تو گولڑہ جاؤ۔ گولڑہ کا نام میرے لئے  
 مقناطیس بن گیا۔ رات بھر اسی فکر میں نیند بھی نہ آئی اور صبح اٹھتے ہی پتہ پوچھ  
 کر روانہ ہو گیا۔ جب گاڑی سے اتر کر چلا تو ایک جگہ بارش کے پانی کی وجہ سے  
 کیچڑ ہو رہی تھی۔ وہاں سے کیچڑ منہ پر ملی اور اس ہیئت کذائی سے حضرت قبلہ  
 عالم قدس سرہ کی خدمت میں مسجد میں جا حاضر ہوا۔ کئی مہینے پہلے لاہور میں  
 حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں چلہ کے خاتمہ پر خواب میں دیکھا  
 تھا کہ میرے مقدمہ کی مثل داتا صاحب نے ایک سیاہ گیسوؤں والے خوش پوش  
 بزرگ کے پُردہ کر دی ہے جو کہ اُن کے پاس ہی بیٹھے ہیں۔ اسی خواب کے باعث  
 زہر خوری سے رُک گیا تھا۔ اب دیکھا تو حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی ذات شریفہ  
 میں وہی بزرگ میرے سامنے موجود ہیں اور ویسا ہی لباس زیب تن ہے  
 حضرت نے حال پوچھا تو میں نے پیر کا اجازت نامہ اور شکھیا کی ڈلی دونوں  
 نکال کر سامنے رکھ دیئے اور عرض کی کہ آپ پر سب حال روشن ہے۔ خدا سے  
 ملا دیکھئے حضرت نے فرمایا۔ اب آرام کرو، ظہر کے بعد بات کریں گے چنانچہ  
 بعد نماز ظہر شہتوت کے درخت کے نیچے بلو اکر تخیلیہ میں وظائف ارشاد فرمائے  
 اور ایک بھوپور نظر کے ساتھ مجھ سے آنکھیں ملائیں۔ نظر کا پڑنا تھا کہ آتش شوق  
 کا شعلہ بھڑک اٹھا اور میں رات بھر چیختا اور چلا تارہا۔

## چالیس روز کی بجائے دو یوم میں ہی تکمیل کار

شیخ الجامعہ فرماتے ہیں کہ اگلے روز بابا غلام فرید پیش ہوا تو حضرت  
 کی خدمت میں عرض کی گئی کہ اس درویش کا بُرا حال ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ”بابا  
 میں نے کہا تھا کہ چند روز صبر اور تحمل سے وظائف کا درد کرو، اگر ایسے ہی بیتاب

ہو تو کیا چالیس دن کا روزہ رکھ لو گے۔“

بابا کہتا تھا کہ میں نے سوچا مَر تو ویسے ہی رہا ہوں۔ اس طرح جلد چھٹکارا ہو جائے گا۔ چنانچہ اسی رات چالیس روز کا روزہ رکھ لیا۔ دو دن رات گزر گئے۔ لیکن مجھے نہ بھوک معلوم ہوتی تھی نہ پیاس۔ آتش شوق نے کسی چیز کا ہوش ہی باقی نہ رہنے دیا تھا۔ تیسرے روز حضرتؒ نے بلوا بھیجا اور فرمایا۔ بابا، مبارک ہو۔ تمہارا کام ہو گیا۔ اب اس چیز کی حفاظت کرنا یہ کہہ کر اپنے سامنے میرا روزہ افطار کروا دیا۔ اگرچہ میری خواہش یہی تھی کہ میں چالیس روز ہی کا روزہ پورا کر دوں۔

اس کے بعد بابا غلام فرید پر ایک عرصہ تک اللہ تعالیٰ کا بہت فضل و کرم رہا۔ وہ شرک پر چلتے ہوئے بھی سر اور منہ پر چادر ڈالے رہتے اور آنکھیں بند کئے ذکر جاری رکھتے۔ گویا انہیں راستہ دیکھنے اور نشیب و فراز سے بچنے کے لئے ظاہری بصارت کی ضرورت نہ رہی تھی۔ حضرتؒ کی مجلس میں جوتیوں والی جگہ پر بحال عجز و نیاز چادر اوڑھے مراقب بیٹھے رہتے۔ ایک روز حضرت قبلہ عالم قدس سرہ نے مثنوی شریف مولینا رومؒ کے درس کے دوران تجدیدِ امثال پر تقریر فرماتے ہوئے بابا غلام فریدؒ کی طرف اشارہ کر کے باقی طلباء کو فرمایا کہ اس مضمون کی سمجھ تو کچھ اس شخص کو آئے گی جو تمہارے پیچھے منہ سر لیٹے بیٹھا ہے مگر تم بھی غور سے سنو۔

حضرت بابو جی مدظلہ، جو اس درس میں موجود تھے فرماتے ہیں کہ اثنائے تقریر بابا صاحبؒ نے بے ساختہ والہانہ انداز میں اُٹھتے ہوئے کچھ عجیب طور پر دیکھا، مگر حضرتؒ کا اشارہ پا کر بیٹھ گئے اور خاموش رہے۔ بعد میں جناب بابو جی کے اصرار پر صرف اس قدر ظاہر کیا کہ انہوں نے اثنائے درس حضرتؒ کی

کی مجلس میں دودھ تقسیم ہوتے دیکھا۔ نیز مشاہدہ کیا کہ ایک صورت سے متعدد صورتیں بن کر نکل رہی ہیں۔ جناب بابو جی مدظلہ نے تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ دودھ علم و عرفان کی مثالی شکل ہے اور ایک صورت سے متعدد صورتوں کا ظاہر ہونا وحدت سے کثرت کے ظہور کا شاہد ہے۔

## سفر حج کے مکاشفات

حضرت سے اجازت لے کر بابا غلام فرید حج کے لئے روانہ ہوئے تو آپ نے ایک وظیفہ تلقین فرمایا کہ کعبہ شریف اور روضہ اطہر کے سامنے بیٹھ کر پڑھنا۔ واپسی حج پر سیدھے گورہ شریف پہنچے اور مجلس شریف میں حاضر ہوئے، یہی اپنی بڑی سی گوردہ اپلوری پگڑی اتار کر حضرت کے قدموں میں پھینکی اور دھاڑیں مار کر روتے ہوئے عرض کی کہ جب ہر جگہ آپ ہی آپ ہیں۔ یہاں بھی اور وہاں بھی۔ تو مجھ بوڑھے مسکین کو اپنی شانیں دکھلانے کے لئے اس قدر طول و طول سفر کرنا کیوں ہلاک کرتے ہیں۔ بعد میں بعض غلصین کے دریافت کرنے پر بیان کیا کہ لوگ کعبہ شریف کا طواف کر رہے تھے۔ مگر میرا دل چاہتا تھا کہ کعبہ والا نظر آئے تو اس کا طواف کر دوں۔ ناگہاں ایک ہاتھ کعبہ شریف سے نمودار ہوا۔ جسے دیکھتے ہی دل پر ایک الہامہ اور جنون کی سی کیفیت طاری ہو گئی اور میں بخود و متوالہ ہو کر طواف کرنے لگ گیا۔ پھر مدینہ منورہ میں روضہ اطہر کے سامنے مراقب بیٹھا تھا کہ اچانک حضرت قبلہ عالم قدس سرہ سامنے آ موجود ہوئے اور السلام علیکم کہہ کر دریافت فرمایا کہ کوئی تکلیف تو نہیں؟



## شیخ کی غیرت

بابا غلام فریدؒ دلوں کے خطرات سے آگاہ ہو جاتے تھے۔ اور واقعات کو نیہ کی خبریں بھی دیتے تھے۔ لیکن سلوک کے ان ادنیٰ و ابتدائی امور پر زبان اُس وقت کھلی جب اصل نعمت اور مقام میں تنزل واقع ہو گیا۔ وجہ یہ ہوئی کہ چند روز کے لئے ایک ہنگامہ صوفی کی صحبت میں رہے جو دعویٰ کرتا تھا کہ میں حضرت غوث الاعظم کا حضوری ہوں۔ یہ اپنے پہلے شیخ حضرت مولوی عبداللہ کی اجازت عامہ کے عادی تھے۔ مگر حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی طبیعت اپنی عالی مقامی اور وسیع تصرف کے باعث بے حد غیور واقع ہوئی تھی۔ آپ کا تربیت یافتہ اگر ذرہ بھر بھی کسی دوسری جانب متوجہ ہوتا تو کفرانِ نعمت کے مصداق فوراً رجعت پڑتی تھی۔ اور سب کچھ کھو بیٹھتا تھا چنانچہ ان کا ادھر توجہ کرنا تھا کہ وہ نعمتِ عالیہ سلب ہو گئی۔ بابا گرتے پڑتے، روتے دھوتے گولڑہ شریف پہنچے۔ بہت کچھ عاجزی کی اور سفارشیں بھی کروائیں مگر حضرتؒ نے توجہ نہ فرمائی۔ بالآخر حضرت بابو جی مدظلہ کی مسلسل گزارشات پر اتنا ضرور ہوا کہ صرف گولڑہ شریف کی حدود میں وہ اپنی کیفیت عود کراتی حضرتؒ فرماتے تھے کہ اب تسلی دلا سہ دے کر اس کے ساتھ وقت گزاری کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اُس نعمت سے نوازا تھا جو سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامیؒ جیسے ادیبائے کبار کو چالیس چالیس سال دل کے دروازہ پر پہرہ دینے کے بعد نصیب ہوئی تھی لیکن اس نے اُس کی قدر نہیں کی۔ آخر فرمایا کہ اسے کہہ دو منتظر رہتے ہوئے اُمید میں وقت

گزارے کیونکہ اب اس مقام پر کوئی وظیفہ یا مجاہدہ کام نہیں آتا۔ ویسے دیگر کم تر مقامات یعنی صحبتِ ارواح و ملائکہ کی نوازشات سے بابا سرفراز رہے۔

## حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت

حضرت بابو جی مدظلہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ موسم گرما میں عین دوپہر کے وقت بابا غلام فرید میری بیٹھک پر آئے اور کہا کہ حضرت نے مجھے اسی وقت پیدل راولپنڈی جانے کا حکم دیا ہے۔ میں نے کہا کہ ٹھنڈے وقت چلے جانا مگر وہ کہنے لگے کہ ابھی جانے کا حکم ہوا ہے۔ میں نے کہا میں گھوڑا منگوا دیتا ہوں اس پر چلے جانا مگر وہ نہ مانے۔ میں نے کرایہ دینا چاہا کہ ریل گاڑی پر چلے جائے تو وہ بھی نہ لیا کہ پیدل جانے کا حکم ہے۔ چنانچہ میرے اہلار کے باوجود اسی وقت چلے گئے۔ بعد میں جب ملاقات ہوئی تو بتایا کہ گولڑہ سے ذرا دور میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ کھیتوں میں کھڑا مجھے اپنی طرف بکلا رہا ہے۔ میں نے ان کے پاس پہنچ کر سلام کیا۔ انہوں نے کچھ دیر میرے ساتھ باتیں کیں۔ مثنوی مولانا رومؒ کے کچھ اشعار فرما کر ان کے مطابق عمل کرنے کو کہا۔ پھر اچانک غائب ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ وہ حضرت تھے حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کے وصال پر بابا غلام فرید تیسرے روز گولڑہ شریف پہنچے اور اس دریافت پر کہ ان کو بٹالہ میں کیسے اطلاع ہوئی۔ کہا کہ پہلے تو کچھ پتہ نہیں چلا۔ کل عصر کے وقت میں نے نظر اٹھائی تو اس میدان میں بے شمار روگ کھڑے پائے اور فضائے آسمانی میں اس سے بھی زیادہ مخلوق نظر آئی جو سب منتظر دکھائی دیتے تھے۔ چنانچہ میں اسی وقت چل پڑا۔ یہ حضرت کی نماز جنازہ کا وقت تھا جس کا نظارہ بابا نے بٹالہ میں کیا۔

## قاضی فیض عالم

حضرت کے ایک اور دیرینہ خادم و شاگرد قاضی فیض عالم بھی کسی اور طرف سے حصول فیض کے خیال سے نعمت سلب کر دیا بیٹھے تھے قاضی صاحب کے گاؤں میں ان کے ایک استاد جوان کے رشتہ دار بھی تھے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں مجاز تھے۔ انہوں نے قاضی فیض عالم کو گولڑہ شریف سے جہاں یہ تحصیل علم کے ساتھ ساتھ حصول فقر میں بھی مصروف تھے بلوایا اور کہا کہ میں اولاد سے محروم ہوں اور بوڑھا ہو گیا ہوں۔ تم میری گدی سنبھال لو۔ تمہارے شیخ تو وہی رہیں گے مگر میرے بتلائے ہوئے وظائف بھی پڑھ لیا کرو چنانچہ پہلے وظیفہ پر ہی رجعت پڑی اور سب کچھ گنوا بیٹھے۔ پھر مدت تک حاضری کی توفیق نہ ہوئی۔ حالانکہ جاتے وقت حضرت نے اشارہ فرما بھی دیا تھا کہ وطن میں زیادہ جی نہ لگانا اور جلد واپس آ جانا۔ قاضی فیض عالم دو برس بعد واپس آئے تو حضرت قبلہ عالم قدس سرہ نے فرمایا: سنا ہے تمہاری طرف بہت بارش ہوئی ہے اور بڑی بہار ہے۔ قاضی صاحب نے بھی اشارے کی زبان میں جواباً عرض کی کہ بہار آئی ہوگی۔ ہمارا تو چمن اُجڑ گیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اب مشکل سے ہی ہر ہوگا۔ بعد میں یہ درویش بیٹھ کر دیا کرتا تھا کہ مجھے یہ کمال حاصل ہو گیا تھا کہ راہ چلتے میں زیر زمین حشرات الارض کی تبیخ تک سنا کرتا تھا۔ اور دُخوش و طیور، غرض ہر جاندار کے اشغال اور ارادات پر آگاہی ہو جاتی تھی۔



## ایک قادری فقیر کے محبت بھرے جملہ کا حضرت پر اثر

حضرتؒ نے اپنی تصنیف لطیف ”اعلام کلمۃ اللہ“ میں تحریر فرمایا ہے کہ جن دنوں میں بطور طالب علم انگہ میں مقیم تھا۔ ایک عمر رسیدہ اور مسافر بزرگ شکر کوٹ میں رہا کرتے تھے۔ آپ کا نام بابا نور مابھی مشہور تھا۔ قادریہ سلسلہ میں حضرت شیخ محمود چکی دلسے کے دستِ حق پرست پر ان کی بیعت تھی ہر مہینہ کی گیارہویں کو ایک بکرا یا دنبہ خود پال کر جنابِ غوث الاعظمؒ کے ختم شریف کے لئے ذبح کیا کرتے تھے اور ساتھ ہی حلوا اور روٹیاں پکا کر فقراء میں تقسیم کرتے۔ اس نیازمند خادم الاولیاء کو خاص اصرار اور اہتمام کے ساتھ شریک دعوت فرماتے اور میرے حال پر حد سے زیادہ مہربانی کی نظر رکھتے تھے یہاں تک کہ بغیر میری استدعا کے مجھے شغل پاس انفاس کی اجازت فرمائی ایک روز میں شکر کوٹ سے انگہ جا رہا تھا کہ راستہ میں دوسرے میں نے انہیں اس دُبنے کو چراتے اور اس کے ساتھ کھیلنے دیکھا جسے وہ گیارہویں شریف کے ختم کے لئے پال رہے تھے۔ باوجود سفید ریش بزرگ ہونے کے ازراہ محبت و فرط شوق کبھی اسے کندھے پر اٹھاتے اور کبھی زمین پر کھڑا کر دیتے۔ میں نے قریب جا کر سنا تو کہہ رہے تھے: ”او میرے محبوب دیا لیلیا“ اس جملہ میں محبت و شوق کا ایک ایسا طوفان تھا کہ دل بے حد متاثر ہوا اور خیال آیا کہ تحصیلِ علم سے فارغ ہو کر گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر کتابوں کے مطالعہ میں وقت بسر کروں گا۔ اور تدریس وغیرہ نہ کروں گا۔ جب ذرا آگے ہو کر ان سے ملنے کے لئے بڑھاتا مجھے دیکھ کر فرمانے لگے: ”پیر صاحب، جو شخص علم پڑھ کر تعلیم نہیں دیتا۔ وہ ایسا ہے جیسے درخت بے ثمر۔“ یہ بات کر کے پھر اس دُبنے کے ساتھ مشغول

ہو گئے۔ ان کو حضرت غوث الاعظم کے ساتھ قومی رابطہ تھا۔

## جذب و سیاحت

جذب و عشق اور علوم باطنہ کی طرف میلان پہلے ہی موجود تھا مگر حضرت شمس الدین سیالوی کی اس آخری نظر عنایت نے آتش شوق کو مزید تیز کر دیا۔ اور اسی جذب و شوق کے عالم میں ۱۳۰۵ھ (۱۸۸۷ء) تک اضلاع لاہور، ملتان، ڈیرہ غازی خان، مظفر گڑھ، اٹک اور ہزارہ کے مختلف مقامات میں وہ ریاضات اور مجاہدات کئے کہ بلا شک سلف صالحین کی یاد تازہ ہو جاتی اور یہ جذب و سیاحت کا سلسلہ آخر کار بارگاہ ہندالوی حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری رحمۃ اللہ علیہ پر جا کر ختم ہوا۔ وہاں ایک غیبی آواز کے ذریعہ سے ارشاد ہوا کہ ”جو کچھ معین الدین کے پاس ہے وہی تمہارے پاس بھی ہے۔ گھر جا کر اسے کھاؤ“ چنانچہ اس کے بعد واپس تشریف لا کر گھر میں قیام فرمایا۔

## میلے تماشوں سے نفرت

آپؒ فرماتے تھے ایک مرتبہ وائسرائے ہند کی آمد کے سلسلے میں سہارنپور میں کئی روز تک جلسے تماشے ہوتے رہے۔ لوگ دور دور سے دیکھنے آئے تھے مگر میری طبیعت اس طرف متوجہ نہ ہوتی تھی۔

## اثناے درس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایات

فرمایا: جب ہم حدیث پڑھتے تھے تو کبھی کبھی ”حدیث والے“ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم خود بھی کرم فرماتے تھے۔ کیوں نہ ہو جب حدیث شریفیہ کے  
ہر طالب صادق پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاص توجہ مبذول فرماتے  
ہیں تو اپنے نورِ نظر اور نعتِ جگر پر کیوں عنایات مبذول نہ فرماتے ہوں گے  
**عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم**

آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عشق و محبت میں آپ اس  
درجہ فنا تھے کہ جس شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے جد  
امجد سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز سے ذرا سی نسبت ہوتی اس  
کی دلجوئی اور اکرام میں ذرا بھر بھی کمی نہ آنے دیتے۔ حضرت غوث الاعظم  
کے شیدائی اور فریفتہ تھے حضور کے سچے عاشق تھے۔

## **آپ بے مثل عالم اور ولی کامل تھے**

مولانا ظفر علی خان حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کے ساتھ اپنی تاریخی  
ملاقات میں جب خلافت اور ہجرت کی بحث میں کامیاب ہوئے تو ذہن سا  
نے انہیں ایک کام کی بات سمجھائی عرض کی۔ میں تو اس دربار میں ہندوستان  
کے مسلمانوں کے لئے سلطنت مانگنے آیا ہوں۔ فرمایا۔ میں دعا کرتا ہوں۔  
آپ بھی میرے ساتھ دعا میں شریک ہوں اور خاص توجہ سے دعا فرمائی۔  
بلاشبہ حضرت پیر صاحب کے اس غیر متزلزل موقف کا اعتراف کہ ہندو  
اور مسلمان الگ الگ دو قومیں ہیں اور ان کا آپس میں تعاون ممکن نہیں  
پاکستان کو وجود میں لانے کا باعث ہوا اور کچھ تعجب نہیں کہ ملت کے  
احساس عمومی کی یہ راہنمائی آپ کے ہی خداداد روحانی تصرف کا ثمر ہوا۔ اور



یہ خداداد استقراء سلطنت اسلامیہ اسی قطبِ دوراں کی کرامت استقامت اور اسی غوثِ زماں کے انفاسِ قدسیہ کی برکات کا انعام ہو۔

میاں محمد سعید صاحب قریشی افسرِ جلی خانہ جات بیان کرتے ہیں کہ عام استغراق کے دوران ایک روز حضرت قبلہ عالمِ قدس سرور نے جنابِ محبوبِ عالم اور میرے روبرو فرمایا تھا کہ عنقریب اس ملک میں مسلمان ہوں گے اور مشرق کی طرف ہاتھ اٹھا کر فرمایا کہ اس طرف مسلمانوں کو مصیبت پیش آئے گی۔

پچنانچہ ۱۹۴۷ء میں تقسیمِ ہندوستان ایسا ہی ہوا اور بالخصوص مشرق کی سمت اشارہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی اور وہاں کے مسلمانوں پر ناگفتہ بہ مظالم روزِ روشن کی طرح عیاں میں لا ریب آپ مجددِ وقت اور قطبِ دوراں تھے

## درس و تدریس

۱۲۹۵ھ ہجری سے ۱۸۷۷ء عیسوی تک پانچ سال وطن میں مختلف علوم کی تدریس فرمائی۔ علاقہ کے بعض شیعہ سادات نے آپ کے علم و فضل کا شہرہ دیکھ کر لکھنؤ سے ایک شیعہ مجتہد آپ کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے بلوائے لیکن میدانِ آپ کے ہاتھ رہا۔

ابتداءً زمانہ میں اس یگانہ نے علمِ عربیہ کا درس پڑھایا اور صدائے طلباء کو علومِ دینیہ سے فیض پہنچایا۔ پھر حرمین شریفین کی زیارت کو تشریف لے گئے۔ بیت اللہ شریف کا حج کر کے مدینہ طیبہ میں کچھ عرصہ مقیم رہے۔ ان مقاماتِ متبرکات میں بہت لوگ نہایت شوق سے آپ کی بیعت سے مستفیض اور مستفید ہوئے اور راستہ میں بھی ہزاروں بندگانِ گردگار

آپ کے فیضان سے کامران ہوئے۔ آپ کی ذات مہدر فیوضات  
 جہاں میں ایک اعلیٰ نشان ہے جس سے تمام غیر مذاہب کجرواں اور  
 غیر مقلداں ترساں اور لرزاں ہیں۔ ہزاروں مصیبت زدگان افسرہ جان  
 کو آپ نے کرم فراواں سے منزل مراد پر پہنچایا۔ بیکراں مردہ دلاں کو باطنی  
 فیض سے زندہ دل بنایا۔ آپ کے کشف و کرامات بے غایت ہیں۔

بندۂ پروردگارم ہست احمد نبی

دوستدارم چار یار تابع اولاد علی

مذہب حنفیہ دارم ملت حقیر خلیل

خاک پائے نعوت ام زیر سایہ ولی



# کشف و کرامات

”تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

ولی کی کرامت برحق ہے

علامہ شہاب الدین احمد بن احمد رحمۃ اللہ علیہ اثبات کرامات اولیاء میں رقمطراز ہیں: ”کرامات جمع کرامت کی ہے۔ البتہ خرق عادت کا نام ہے جو نبوت اور قبل از زمانہ نبوت سے نہ تعلق رکھے اور ایسے شخص سے ظاہر ہو جس کا ظاہر صلاح سے منزہ ہو۔ وہ کسی نبی کی پیروی کرنے والا اور اس کی شریعت کا پابند ہو۔ اس کا اعتقاد صحیح اور نیک اعمال کا حامل اور اولیاء کرام سے کرامات کا ظہور عقلاً اور نقلاً جائز ہے جس طرح انبیاء کرام سے معجزات کا ظہور ہوا۔ اسی طرح قدرت الہیہ کی بدولت مقبولان بارگاہ الہی سے کرامات کا واقع ہونا امر ممکن ہے۔ اور قرآن کریم اس پر شاہد ہے۔ سورہ کہف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا قصہ تفصیل سے موجود ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام جو کہ نبی نہیں ان سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیسے کیسے عجائبات دیکھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے اُمتی اصف بن برخیا کی کرامت کا تفصیلی ذکر بھی قرآن کریم میں موجود ہے کہ پلک چپکنے سے قبل تخت بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے حاضر کر دیا۔ جب سلیمان علیہ السلام نے یہ تخت دیکھا اور فرمایا: هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي۔ اس دعویٰ کا حضرت سلیمان نے انکار نہ فرمایا!



بلکہ کرامت اصف بن برخیا دیکھ کر خوش ہوئے۔ یہ حقیقت واقعہ ہے کہ تخت کا ملک سبا سے طرفۃ العین میں حاضر کر دینا اصف بن برخیا کی کرامت ہے۔

قرآن مجید نے حضرت مریم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔

کَمَ رَحْنُ حَبِيبٍ ذَكَرْتُ تَعْرَابٍ وَجَدَ سِدْهُ رِزْقًا - يَا مَرْيَمُ

— اے حبیبہ! میں نے یاد کیا کہ وہ عرب میں ملا، تو اس نے اپنے رب سے اپنا روزق پال لیا۔ (مریم ۳۷)

ترجمہ: جب ذکر یا علیہ السلام محراب میں داخل ہوئے تو مریم علیہ السلام کے پاس پایا۔ تو پوچھا۔ اے مریم یہ کہاں سے آیا ہے۔ مریم نے جواب دیا۔ یہ اللہ کے پاس سے آیا ہے۔ حضرت مریم پیغمبر نہ تھیں اور گرمی کے پھل سردی میں اور سرد موسم کے پھل گرمیوں میں ان کے پاس دیکھے گئے یہ آپ کی کرامت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہ السلام سے فرمایا!

هَؤُلَاءِ نِعْمَ الْبَعُوثُ لِمَنْ يَشَاءُ اللَّهُ - نَحْنُ نَحْكُمُ بَيْنَهُمْ وَمِنْهَا حَيْبٌ وَمِنْهَا حَيْبٌ

— اے ان لوگوں کو جو اللہ کے لئے بھیجے گا۔ اللہ کے لئے ان میں سے جو چاہے۔ (آل عمران ۶۱)

اے مریم اس خشک کھجور کو بلاؤ۔ یہ تجھ پر تروتازہ پھل گرے گی معلوم ہوا آپ کی کرامت سے خشک کھجور کا درخت میوے سے بھر گیا۔ فوراً پھل گرنے لگا۔ تفاسیر میں لکھا ہے کہ اس وقت کھجوروں میں تازہ پھل آنے کا موسم نہ تھا۔ اصحاب کہف کے کتے کا ان سے ہم کلام ہونا اور اس غار میں اصحاب کہف کا ایک مدت تک سونا، ان کا کرٹیں بدلنا دانتیں بائیں۔ بلٹنا قرآن کریم سے ثابت ہے۔ یہ تمام باتیں خارق عادت میں سے ہیں۔ حدیث مبارکہ سے بھی کرامات کا پتہ چلتا ہے۔ صحیحین کے مطابق برحق

راہب کا قصہ ایک شیرخوار بچے کا بولنا کہ میرا باپ فلاں چرواہا ہے۔ غار والوں کا قصہ کہ ان کے اعمال صالح یاد کرنے کے لئے بھیجا۔ راستہ میں دریا تھا۔ آپ نے سطح آب پر قدم رکھا دُعا مانگی اور پانی پر چل کر دریا پار ہو گئے۔ حضرت عمر فاروقؓ کا حضرت ساریہ کو یا ساریہ ابودرداءؓ اللہ عنہما کے سامنے پانی کا پیالہ سبحان اللہ، سبحان اللہ پڑھنے لگا دونوں صحابہ نے تسبیح سنی۔ اسی طرح کے دیگر کئی واقعات احادیث صحیحہ میں موجود ہیں جن سے کرامات کا ثبوت ملتا ہے۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب شریف میں لکھتے ہیں۔ اولیاء اللہ مدیران ملک اور احوال عالم کے خبردار اور تمام عالم کے والی ہوتے ہیں اور نظام عالم میں ان کا تصرف ہوتا ہے۔

حضرت امام ابوالقاسم نشیری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے۔ ہر ولی کی کرامت اس کے پیغمبر کے معجزات میں شمار کی جاتی ہے اور کرامات کی کئی قسمیں ہیں کبھی اس طرح کہ اس کی دُعا مقبول ہو جاتی ہے اور کبھی فاقہ میں کھانا اللہ تعالیٰ کی قدرت کے بغیر ظاہری اسباب مل جاتا ہے کبھی پیاس میں پانی مل جاتا ہے اور کبھی تھوڑی دیر میں بہت زیادہ مسافت طے ہو جاتی ہے کبھی کسی دشمن سے نجات اور کبھی غیب سے آوازیں سُنتے ہیں۔ اور دیگر اس قسم کے افعال جو عادت کے خلاف ہوں، سرزد ہوتے ہیں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب ۲۹۳ دفتر اول کرامت کی اقسام کے بارے میں لکھتے ہیں۔ خوارق کی دو قسمیں ہیں قسم اول علوم و معارف الہیہ میں جو ذات و صفات واجب تعالیٰ سے

سے متعلق اور نظر عقلی کے طریقہ سے الگ اور عرف جاریہ کے خلاف ہیں  
 اسی قسم سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ممتاز فرمایا اقسام دوم کشف صورت  
 مخلوقات اور اشیائے غائبہ کی خبر دینا ہے۔ جو عالم کون سے متعلق ہیں؟  
 نبی کا معجزہ برحق ہے۔ یوں ہی ولی کی کرامت برحق ہے۔ قرآن مجید میں  
 جہاں کہیں معجزات کا ذکر آتا ہے تو بعض طبیعتوں پر بڑی وحشت طاری  
 ہو جاتی ہے۔ حالانکہ یہاں وحشت زدہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ بات  
 بالکل سیدھی سی ہے کہ کائنات کو پیدا کرنے کے بعد وہ رب ایک  
 بے بس اور بے اختیار تماشا بن کر رہ گیا ہے اور اس میں رد و بدل  
 کا کوئی اختیار نہیں تو پھر آپ معذور ہیں۔ قرآن جس خدا پر ایمان لانے کی  
 دعوت دیتا ہے۔ وہ ایسا بے بس اور بے کس خدا نہیں۔ لیکن اگر آپ  
 اُسے کائنات کا خالق تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ اس کو رب اور قدر بھی  
 یقین کرتے ہیں تو پھر آپ پریشان کیوں ہوں۔ وہ مالک ہے اور اس پر  
 قادر ہے کہ چاہے تو چھوٹے سے انڈے سے سانپ پیدا کر دے اور  
 چاہے تو معمول سے ہٹ کر لکڑی کے ایک ڈنڈے کو سانپ بنا دے  
 نبی اور رسول کا اصل معجزہ اس کی وہ تعلیم ہوتی ہے جو وہ گمشتگانِ اُ  
 حق اور بھٹکی ہوئی قوموں کی ہدایت کے لئے بے نظیر قانون کی شکل میں پیش  
 کرتا ہے۔

یعنی کتاب اللہ لیکن جس طرح ارباب علم و حکمت اس کے لائے  
 ہوئے علوم و حکم اور بتائی ہوئی رشد و ہدایت کی صداقت و کمال کو پرکھتے  
 ہیں۔ اسی طرح عام انسانی دنیا کی سرشت و نہاد اس پر قائم ہے کہ وہ سچائی  
 اور صداقت کے لئے بھی بعض ایسی چیزوں کے خواہش مند ہوتے ہیں۔



جولانے والے کے روحانی کرشموں سے تعلق رکھتی ہوں۔ کیونکہ ان کا علم کسی صداقت کے لئے اسی کو معیار قرار دیتا ہے۔ اس لئے سنت اللہ یہ جاری کر رہی ہے کہ وہ انبیاء و رسل کو دین حق کی تعلیم و پیغام کے ساتھ ساتھ ایک یا چند ایک نشانات (معجزے) بھی عطا کرتا ہے اور جب وہ دعویٰ نبوت کے ساتھ ساتھ بغیر کسی احباب کے لئے ایسا نشان دکھاتا ہے جس کا کوئی دنیوی طاقت مقابلہ نہیں کر سکتی تو اس کا نام معجزہ ہوتا ہے۔ بس معجزہ دراصل براہ راست اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو بغیر سبب کے ایک صادق کی صداقت کے لئے وجود میں آتا ہے۔

کرامات اولیاء اللہ کا تعلق بھی معجزات سے ہے۔ کیونکہ یہ حضرات و ارثان انبیاء ہوتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے علماء امتی و رثۃ الانبیاء میری امت کے علماء و انبیاء کے وارث ہیں۔ پس ان علماء حق سے جن کرامات کا اظہار ہوتا ہے۔ وہ بھی براہ راست اللہ کا فعل ہوتا ہے جو ولی اللہ کی صداقت کے لئے وجود میں آتا ہے۔ حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ ایک صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ کی طرف سے بے شمار کشف و کرامات منسوب ہیں۔ لیکن آپ کی سب سے بڑی کرامت سنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احیا ہے۔ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ وقت میں جب میری سنت معدوم ہو رہی ہو اسے زندہ کرنے والے کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جب معاشرہ میں براہمیوں کا پھیلاؤ قائم ہونے لگتا ہے اور شعائر اسلام کی حقیقی روح مجروح ہونے لگتی ہے تو ایسے وقت میں اس کے سد باب اور اصلاح احوال کے لئے ذات باری تعالیٰ خود ہی کوئی نہ کوئی سبب بنا دیتا

ہے۔ خود کرے تو اُس کو قدرت کہا جاتا ہے۔ پیغمبر سے کر لے تو معجزہ اور دلی سے کر لے تو اُسے کرامت کہتے ہیں۔

عقائد اہلسنت کے مطابق دلی کی کرامت برحق ہے جب کہ اس کا اظہار اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی ہوتا ہے۔ پاک سرزمین گورنہ شریف پنجاب کے بسیوں کی اصلاح اور بہتری کے لئے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جیسی مہستی کو پیدا فرمایا!

آپ نے خطہ پنجاب اور پوٹھوار میں رشد و ہدایت اور دین حق کی سربلندی کے لئے جو خدمات سرانجام دیں۔ وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ نے اپنے وعظ و نصیحت، بے ریا، عبادت و ریاضت اور اخلاقِ حسنہ کے ذریعے عباد و معبود کے ٹوٹے ہوئے رشتہ کو پھر سے استوار کیا۔ ہزاروں بے نور قلوب کو نور الہی سے منور فرمایا! اگر اہل کو راہ ہدایت دکھائی۔ مردہ دلوں کو زندہ کیا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا کرامت ہوگی۔ نبوت اور معجزات کا سلسلہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو گیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال مبارک کے بعد تبلیغ دین کی ذمہ داری علماء حق کے ذمہ ہے۔ ادبیاء اللہ نے اس مشن کو جاری رکھا۔ ان کے تبلیغی ثمرات سے مخلوق خدا آج تک مستفید ہو رہی ہے اور تاقیامت یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ ادبیاء اللہ سے جن کرامات کا ظہور ہوا۔ وہ ان کی ولایت کی صداقت کا ثبوت تھا۔

حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات کا سلسلہ اتنا وسیع ہے کہ احاطہ تحریر میں لانا ناممکن ہے۔ ہر روز ہزاروں دامن مقصود حاصل کرتے ہیں۔ یہاں کسی نے پکارا دستیگری کی، ہر آنے والا

خود اپنی کرامات دیکھتا ہے۔ آپ کی کرامات تو بے شمار ہیں۔ اگر میں تفصیل  
تحریر کروں تو ایک عیلہ کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ لہذا میں چند ایک  
مشہور کرامات کا اندر لچ کر کے انہی پر اکتفا کرتا ہوں۔

بلال بدر سے ہو وہ تیرا جہاں نہیں

کمال حسن خدا سے از کو زوال نہیں

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف فرماندے نے

کامل لوگ کرامت والے صاحب صدق صفایاں

مٹی نوں اکیر بناندے کھنڈاں نال رلایاں

طالب دعا، خلیفہ ملک محمد اشرف نقشبندی



# کرامات کا ظہور

کرامت نمبر

ایک انگریز نے اسلام قبول کر لیا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف کے ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر ہاتھ میں تیسخ لئے ہوئے گھوم رہے تھے اور در و وظائف کی منزل میں مشغول تھے گاڑی میں ایک انگریز سوار تھا جو دیکھ کر رہ نہ سکا۔ فوراً نیچے اتر آیا۔ جس نے اپنے گلے میں پستول لٹکایا ہوا تھا۔ آکر حضرت صاحبؒ پر سوال کرنے لگا۔ تیسخ کو ہاتھ لگا کر کہنے لگا۔ باباجی یہ کیا ہے؟ آپؐ نے ایک سیکنڈ کے لئے خاموشی اختیار کی، پھر اُس کے پستول کی طرف دیکھا، فرمایا یہ کیل ہے انگریز نے کہا۔ یہ میرا ہتھیار ہے۔ آپؐ نے فرمایا! یہ میرا ہتھیار ہے۔ انگریز کہنے لگا۔ باباجی یہ آپ کو کس نے دیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا! یہ ہمیں پیران پیر دستگیر، محبوب سبحانی، غوثِ صمدانی، شہباز لامکانی، قطب ربانی حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، شہنشاہ بغداد گیارہویں واسے پیر نے دیا ہے۔ انگریز نے کہا یہ کس کام آتا ہے۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا! یا اللہ تعالیٰ کا ذکر اذکار کرنے کے کام آتا ہے۔ مگر انگریز کو پھر بھی چین نہ آیا۔ نزدیک آکر تیسخ کو ہاتھ لگا کر کہنے لگا۔ باباجی! یہ ہتھیار کس کام آتا ہے۔ حضرت صاحبؒ

نے انگریز کے پستول پر انگلی رکھ کر فرمایا! یہ ہتھیار کس کام آتا ہے۔ انگریز نے پستول کھولا۔ گولی بھری پھر پیر مہر علی شاہ صاحب کو کہنے لگا۔ باباجی ذرا دیکھنا وہ سامنے درخت پر ایک فاختہ (گھگلی) بیٹھی ہوئی ہے۔ چہک رہی ہے۔ گلو گلو۔ یوسف کھوہ۔ کہنے لگا باباجی دیکھو۔ میرے ہتھیار کا کمال پستول نکالا۔ گولی بھری۔ نشست باندھی۔ اور فائر کر دیا۔ جو گولی ہواؤں فضاؤں اور خلاؤں کو چرتی ہوئی فاختہ (گھگلی) کے سینے میں جا لگی۔ گھگلی تڑپ کر زمین پر ٹھنڈی ہو گئی۔ انگریز نے کہا۔ دیکھا باباجی ہمارے ہتھیار کا کمال۔ ابھی زندہ تھی۔ ابھی مردہ ہو گئی۔

حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ گورکھ دی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی درود شریف والی تسبیح مردہ پرندے گھگلی کے ارد گرد تین بار پڑھ کر پھونک لگائی وہ اڑتی چلتی ہوا کی فضاؤں سے ہوتی ہوئی اُسی درخت کی اُسی ٹہنی پر جا بیٹھی۔ جہاں سے انگریز نے گولی مار کر گرائی تھی۔ حضرت صاحب نے فرمایا! دیکھا ہمارے ہتھیار کا کمال۔ مرے ہوئے پرندے کو زندہ کر دیا۔ حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ گورکھ دی اکثر فرمایا کرتے تھے۔ مجھے تسبیح جو ملی ہے۔ یہ شہنشاہ بغداد گیارہویں دالے پیر کا تحفہ ہے۔ ہاتھ میں تسبیح رکھا کرو اور کثرت سے درود شریف پڑھا کرو۔

انھم علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا

محمد و آل محمد

فقروں کی دعاؤں سے بدل جاتی ہیں تقدیریں  
جو ہر دل میں ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

## کرامت نمبر ۲

### حضرت دیوان صاحب پاپتن شریف کی عقیدہ و اولادِ نرینہ

موج میں جب آگئے قطرے سے دریا کر دیا  
 پڑ گئی جس پر نظر بندے کو مولا کر دیا  
 حضرت دیوان سید محمد کو پاک پتن شریف کی گدی سے زبردستی  
 محروم کر دیا گیا اور حضرت اعلیٰ قبلہ رضی اللہ علیہ کی دعا سے یہ کرامت ظاہر  
 ہوئی کہ ان کو دوبارہ گدی مل گئی۔ حضرت دیوان صاحب اولادِ نرینہ سے  
 محروم تھے اور عام مشہور تھا کہ آپ پر جادو کر دیئے گئے کہ اولادِ نرینہ  
 ہو۔ حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ کی نگاہِ کرم سے دیوان غلام قطب الدین  
 پیدا ہوئے۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے کیا خوب فرمایا ہے  
 مرد ملے تے درد گواوے او گن دے گن کر دا  
 کامل پیر محمد بخش اصل بناون پتھر دا

## کرامت نمبر ۳

### انگریز حکومت کے ارادہ پر بارگاہِ غوث میں فریاد

حضرت صاحب کو اطلاع ملی کہ آپ کو ملک سے جلا وطن کر دیا جائے  
 گا۔ اس کے بعد آپ نے جواب میں مسکرا کر فرمایا: جو حکومت مجھے جلا وطن



کرنا چاہتی ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ بفضل خدا خود ہی جلا وطن ہو جائیگی۔

### کرامت نمبر ۴

## حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ عالی میں استغاثہ

ان ہی ایام میں حضرت قبلہ عالم قدس سرہ نے بحضور جناب غوثِ پاک رضی اللہ عنہ پنجابی زبان کے مندرجہ ذیل اشعار میں استغاثہ پیش کیا تھا

رورو لکھئے چٹھئے درداں بھرے، پتہ بچھیں بُندا دے دسیاں دا  
دیہویں جاسنیہڑا دکھاں بھریا انہاں اکھیاں درس پیاسیاں دا  
آہیں سولاں بھریاں سینے مٹے دے وچوں نکلن حال ایہہ سدا دسیاں دا  
تیرے مڈھ قدیم دے بر دیاں نوں لوک دس دے خوف چڑیاں دا  
دستگیر کر مہرتوں مہر علی تے کون باجھ تیرے اللہ راسیاں دا

تو ہے غوث کہ ہر غوث ہے شیدائی  
تو ہے غیث کہ ہر غیث ہے تیرا

### کرامت نمبر ۵

## ایک نابینے کو نظر مل گئی

ایک روز حضرت صاحبِ سواری سے اتر کر مہمان خانے میں داخل ہوئے۔ دیکھا کہ وہاں ایک نابینا ارادت مند بھی موجود تھا۔ آپ نے دیکھا

تو فرمایا! کہ میں کل پاکپتن شریف کے سفر پر جا رہا ہوں۔ تم اب واپس وطن چلے جاؤ۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا۔ اس نابینا نے حضرت صاحب کی آواز پہچان لی اور کہنے لگا۔ آپ عبدالقادر (قادر مطلق کے بندے) ہیں خدا کے لئے مجھے بنیائی عطا کیجئے۔ حضرت صاحب نے فرمایا! نہیں ایسا مت کہو۔ کار ساز اور بنیائی عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ ہاں جب کوئی کام کرنا چاہتا تو اپنے خاص بندوں کا دل اس طرف متوجہ کر دیتا ہے۔ ہم دعا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گا۔ یہ فرما کر آپ چلے گئے۔ دوسرے روز جب وہ شخص واپس جانے لگا تو ریلوے اسٹیشن گولڑہ جاتے ہوئے اس کی بنیائی درست ہو گئی۔ بیٹے سے کہا کہ میری لاکھٹی چھوڑ دو۔ میری بنیائی ختم ہو چکی ہے۔ خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحب کی دعا سے اور خدا رسولؐ کے فضل و کرم سے نظر آگئی ہے اور مجھے سب کچھ صاف صاف دکھائی دے رہا ہے۔ میاں حیدر بخش صاحب چشتی کا بیان ہے کہ یہ واقعہ میرے سامنے پیش آیا تھا اور میں خود اس شخص کو ریلوے اسٹیشن تک جاتے دیکھا ہے۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف فرماندے نے یہ  
دودھ دجو تیرے دچہ شیریں روغن دار سمانی  
مرشد لاوے جاگ پر م دی تاں جہاد دودھ پانی

کرامت نمبر ۶

ایک پٹھان کو بیٹھا مل گیا

حضرت صاحبؒ کی بیماری کے دنوں میں ایک پٹھان اور اس کی بیوی

آئی۔ یہ دونوں میاں بیوی کمرہ کے باہر دروازے کی دہلیز پر بیٹھ گئے کچھ  
 دیر بعد بیوی نے خاوند سے کہا: ”پیر صاحب سے کہہ ناں کہ دعا کریں کہ  
 خدا ہم کو اولاد دے“ پٹھان نے جھڑک کر کہا ”چپ رہ“ دیکھتی نہیں ہے  
 پیر صاحب کتنی تکلیف میں ہیں اور تو کہتی ہے کہ اولاد کے لئے کہوں“  
 اس وقت کمرہ میں مولوی محبوب عالم اور سائیں نجت جمال صاحب  
 قوال بھی موجود تھے حضرت صاحب نے اپنی دھیمی آواز میں فرمایا کہ  
 محبوب اس سنگی کو بلاؤ۔ میری طویل بیماری میں ہر شخص اپنے لئے  
 ہی دعا کروا رہا ہے۔ آج میری تکلیف میں اس شخص کو رنج پہنچا ہے  
 آپ نے اجوائن دم کر کے دی اور دعا بھی فرمائی۔ اگلے سال جب یہ  
 دونوں میاں بیوی نوزائیدہ فرزند کو لے کر حاضر ہوئے تو سائیں نجت  
 جمال کہتے ہیں کہ اس وقت بھی اتفاق سے میں اور جناب مولوی محبوب  
 عالم صاحب ہی حضرت صاحب کے کمرہ میں حاضر تھے۔ حضرت صاحب  
 کی اجوائن دم کی ہوئی بہت زیادہ مشہور تھی۔ اکثر لوگوں کو آپ کی دم  
 کی ہوئی اجوائن پر از حد بھروسہ تھا اور شفا تھی۔

تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمتِ فقیروں کی  
 نہیں ملایا یہ گوہر بادشاہوں کے خزانوں میں

### کرامت نمبر

ایک لطیفہ اسی ضمن میں ملاحظہ فرمائیے

ایک متبّا پئے کئے بچپن کے دوست ملک پائندہ خان صاحب



جو کہ سن ابدال کے زمیندار تھے۔ آپ کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ اس وقت قیلولہ فرما رہے تھے۔ کمرہ کے باہر بچوں نے شور و غل مچا رکھا تھا۔ جنہیں ملک پائندہ خان نے بار بار جاکر منع کیا کہ شور نہ کرو۔ ایک مرتبہ حضرت صاحب نے بے چین ہو کر فرمایا کہ ملک! یہ کیسا شور ہے؟ تو پائندہ خان نے جنہیں بچپن کی دوستی اور اخلاص نے قدرے بے تکلف بنا رکھا تھا کہا۔

”جوان! ایسہ تینڈی جوائن پئی چیکدی اے“  
 ”یعنی یہ آپ کی اجوائن نے شور مچا رکھا ہے۔“  
 میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف فرماندے نے  
 قلم ربانی ہتھ دلیاں دے آئی لکھے جو من بھاوے  
 دلیاں نول رب طاقت بخشی پئی لکھے لیکھ مٹاوے

### کرامت نمبر ۸

### شاہی مسجد لاہور کے حجروں میں قیام

۱۳۰۱ھ میں حضرت چند روز کے لئے گولڑہ شریف آئے اور مختصر قیام کے بعد پھر واپس لاہور چلے گئے۔ اس مرتبہ شاہی مسجد کے حجروں میں مقیم ہوئے۔ مولوی محمد اسماعیل امام مسجد گولڑہ شریف، مولوی فقیر اللہ نور المعروف یکے والا ساکن تنادلی ضلع ہزارہ اور قاضی فیض عالم سکڑہ کینٹی مرزا تحصیل گوجر خان وغیرہ تحصیل علم کے سلسلہ میں آپ کے پاس پہنچ گئے۔ ان کے علاوہ دیگر مقامی طالبان علم بھی آپ سے درس حاصل

کرتے تھے۔ مولوی مجذوب عالم جو ابھی ابتدائی کتب پڑھتے تھے۔ گورۃ شریف میں ہی رہے۔ حضرت شاہی مسجد میں اعلیٰ کتب کا درس دیتے تھے اور جب جی میں آتا راوی کے جنگل میں یاد الہی میں جاملے ہوتے۔ اس جگہ پہلے طالبان علم کو کھانے کی بہت تکلیف ہوتی۔ کئی کئی وقت ناقر رہتا مگر اس کے باوجود ان لوگوں نے اپنا کام جاری رکھا۔ ایک روز مولوی محمد اسماعیل نے عرض کی حضرت! آپ کو تو اللہ اللہ کرنے کی وجہ سے روحانی تغذیہ کی فراوانی کے باعث جسمانی غذا کی ضرورت کم محسوس ہوتی ہے۔ لیکن ہم نفسانی لوگ بغیر غذا جسمانی کیسے وقت گزار سکتے ہیں۔ آپ نے متعجب ہو کر دریافت فرمایا کہ کیا آپ لوگوں کو کھانے کے لئے کچھ نہیں ملتا۔ انہوں نے عرض کی کہ نہیں آپ خاموش ہو گئے۔ مگر اسی روز سے لوگوں نے خود بخود ہر قسم کا کھانا وافر مقدار میں لانا شروع کر دیا۔ کھانا بھی اچھی قسم کا یعنی گوشت روٹی، پلاؤ، زردہ وغیرہ ہوا کرتا اور آئندہ اس ضمن میں طلباء کو کبھی کوئی شکایت نہ ہوئی۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے کیا خوب فرمایا ہے۔

ہر مشکل دی کنجی ادیار و ہمتہ مرداں دے آئی  
مرد نگاہ کرن جس دیلے مشکل رہے نہ کافی

## کرامت نمبر ۹

### ایک اور عاشق دیوانہ

حضرت کے جمال جاں نواز کا ایک اور عاشق بھی مجذوب ہو گیا تھا۔ یہ آپ کی مسجد کے باہر پڑا رہتا اور پانچ وقت جب آپ نماز کے لئے آتے تو

نظر اٹھا کر آپ کو دیکھ لیتا۔ اور کبھی کبھی آپ کے پیچھے سفر میں بھی پہنچتا۔ حضرتؐ کے سال بھر میں دو ہی سفر مقرر تھے۔ ایک سیال شریف کا اور دوسرا پکتین شریف کا۔ ایک مرتبہ پکتین شریف میں خاتقاہ معلیٰ کے شمالی دروازہ کی ٹیڑھیوں میں حضرت کی گزرگاہ پر پڑا ہوا تھا۔ جب حضرت کا معاذِ ہام خلق کے وہاں سے گزر ہوا تو اٹھ بیٹھا اور کہا: پیرجی، ہمارا اعتقاد آپ سے اٹھ گیا ہے حضرت نے ایک طویل آہ لے کر فرمایا: میاں دعا کرو کہ میرا اعتقاد تم پر سے نہ اٹھ جائے۔ اکثر اہل دل یہ بات سن کر بے اختیار رو دیئے کہ سسوک کا کتنا بڑا مسد کس آسان لفظی سے حل فرما دیا ہے۔

افسوس یہ لوگ ظاہر نہیں کرتے تھے کہ آپ ان کو کیا دکھائی دیتے تھے اور درحقیقت کیا تھے۔ حال کی بات قال میں کیسے سمجھنی جاسکتی ہے۔ یہ کام ہم ہی ظاہر بینوں کو کرنا پڑتا ہے جو مادی اقدار کی پابندیوں میں جکڑے ہوئے مورخ۔ مقنن یا مولوی بن کر رہ گئے ہیں۔ ان لوگوں کی لقائے الہی کے حسرت دارمان میں رونے والی آنکھیں شاید اشکوں کی عینک سے شیخ طریقت کے آئینہ جمال میں اس حسنِ حقیقی کا جلوہ دیکھ لیتی ہیں جس کی نسبت خود حضرت قبلہ عالم قدس سرہ نے فرمایا ہے۔

ایہ صورت ہے بے صورت تھیں بے صورت ظاہر صورت تھیں  
بے رنگ دے اس صورت تھیں وچ وحدت پھٹیاں جد گھڑیاں  
اور کسی اور صاحب نے بھی خوب کہا ہے۔

تیری جہیں سے آشکار پر توذات کا فروغ  
صلی اللہ علیٰ نورہ سلم قرآن کریم گواہ ہے کہ ان لوگوں کے دل آنکھیں ہوتی  
ہیں اور کون کہہ سکتا ہے کہ یہی ظاہری آنکھیں پر تو جمالِ حقیقی سے روشن تر



ہو کہ بشری قیود و حدود سے ورہی دیکھ لیتی ہوں۔ بہر حال اس زمانہ میں حضرت کی دید برق جہاں سوز سے کسی طرح کم نہ تھی جو آنکھ آپ کے چہرہ مبارک پر پڑ جاتی ہمیشہ کے لئے گریہ ہو جاتی خصوصاً نوجوان طبقہ پر آپ کی نظر کیما اثر کا نتیجہ یہ نکلتا کہ وہ گھر بار چھوڑ دیتے۔ شادی بیاہ کی تسبیہیں توڑ دیتے اور تمام علانی و دنیوی سے قطع تعلق کرتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق میں مبتلا ہو جاتے آپ کے نیاز مندوں کو کہتے ہی ایسے حضرات کا حال معلوم ہے جو بچپن میں ہی اس نگاہ خدا آگاہ کے تیر نیم کش سے گھائل ہو کر، جائیدادیں اور گھر بار چھوڑ کر آپ کی خدمت میں تجرید کی زندگیاں بسر کر گئے۔

### کرامت نمبر ۱۰

### ملا صاحب ہڈہ کی غزائیں نظر آنا

حاجی محمد دین صمان (پشاور) روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت قبلہ عالم قدس سترہ دیوان خانہ میں تشریف رکھتے تھے۔ ایک افغانی آیا اور پشتو میں باتیں کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا۔ اس سے پوچھو کیا چاہتا ہے۔ اس نے اپنا ایک جسم دیدہ ماجرا بیان کیا۔ میں نے اس کی پشت کو ترجمہ آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ کہتا ہے کہ انگریزوں کے ساتھ ملا صاحب ہڈہ کی غزائیں آپ کو میں نے مشی گھوڑے پر سوار دیکھا ہے۔ آگے آگے آپ تھے آپ کے پیچھے ملا صاحب تھے اور ان کے پیچھے غازی تھے۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ منشی صاحب یہ دیوانہ (دلو) ہے۔ اس کو چپ کراؤ۔ مگر وہ خدا کی قسم کھا کر کہتا تھا کہ میں نے آپ کو وہاں دیکھا ہے اور یہاں بھی آپ موجود ہیں۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے کیا خوب فرمایا ہے۔  
 کامل لوگ کرامت والے صاحب صدق صفایاں  
 مٹی نول اکیر بنا ندے کھنڈاں نال رلایاں  
کرامت نمبر ۱۱

## حل مشکلات کے لئے مدینہ منورہ سے ایک تار

حضرت سیدنا احمد عطاء مدنی دام فیضہ نے جن کے بعض مبارک حالات کسی پھیلے باب میں درج ہو چکے ہیں۔ ایک مرتبہ مدینہ شریف سے حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کے نام پر ارجنٹ ٹیلیگرام بھجوائی تھی۔ حالانکہ اس سے بہت پہلے حضرت کا وصال ہو چکا تھا۔ جب حضرت بابو علی مدظلہ العالی سے ملاقات ہوئی تو بیان فرمایا کہ ایک سخت مہم درپیش تھی جو تار کی روانگی کے بعد فضل تعالیٰ حل ہو گئی۔ اور فرمایا کہ عرصہ ہوا کہ ایک عرب سلطنت کا وزیر بادشاہ کے عتاب میں آگیا تھا جس نے حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پاک پر مدینہ شریف تار بھجوا یا تھا اور اپنے درجہ پر بحال ہو گیا تھا۔ ہمیں وہی مثال یاد تھی جس پر حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کے نام نامی پر تار بھجوانے کا خیال پیدا ہوا۔

## کرامت نمبر ۱۲

ایران میں اونگھتے مرید کو اشارہ کر کے لاری کے حادثہ بچایا

حاجی محمد ایوب صاحب سیٹھی (پشاور) رات کے وقت ایران میں سفر کر رہے تھے۔ نیند کے غلبہ میں اونگھ رہے تھے۔ خواب میں دیکھا کہ حضرت

قبلہ عالم قدس سترہ فرما رہے ہیں۔ "لاری کو روکو آگے گڑھ ہے" انہوں نے فوراً لاری کو روکوا یا اور اتر کر دیکھا تو صرف چند گز کے فاصلہ پر سامنے ایک بہت بڑا گڑھ موجود تھا۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف فرماندے نے  
مرد ملے تے درد گوائے او گن دے گن کرے  
کامل پیر محمد بخش اسل بناون پھرے

### کرامت نمبر ۱۳

#### مرید کو اشارہ کر کے ڈوبنے والے جہاز سے بندرگاہ پر اتر والیا

حضرت قبلہ عالم قدس سترہ کا دامن حفاظت آشناؤں اور مریدوں پر آسمان کی طرح ہرزین اور ہر مقام پر سایہ نگیں رہتا ہے۔ خان صاحب غلام رسول خاں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ مرکزی خفیہ پولیس برطانوی ہند کو بحری جہاز کے سفر میں خواب میں فرمایا کہ اگلے کولنگ اسٹیشن پر جہاز سے اتر جانا۔ چنانچہ جب جہاز اگلی بندرگاہ پر پہنچ کر کولنگ لینے لگا تو یہ اپنا سامان لے کر اتر گئے جہاز کی روانگی کے دو گھنٹے بعد ایس او ایس (sos) موصول ہوئی کہ جہاز ڈوب رہا ہے۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف فرماندے نے

بھر بھر پیالے رحمت والے دیوے مرد نیارا

لیون والا رہے نہ خالی سُن توں میسرا یارا



## کرامت نمبر ۱۴

### خواب میں اشارہ فرما کر قتل ہونے سے بچایا

اس سے کچھ عرصہ پہلے یہ خان صاحب یالکوٹ میں کچھ سکھ ڈاکوؤں کو بطور مشتبہ بٹھا کر تفتیش کر رہے تھے۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضرت قبلہؒ بٹہ فرماتے ہیں: اپنی حفاظت کرو یہ سکھ تمہیں قتل کرنا چاہتے ہیں! یہ اٹھ کر صحن مکان میں ایک گھنے درخت پر چڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوگ برہمیوں اور کلہاڑیوں سے مسلح ہو کر ان کے بستر پر آئے اور اسے خالی پا کر کمروں اور غسل خانوں میں تلاش کرتے رہے اور پھر مایوس ہو کر چلے گئے۔

ایہہ راتیں کرکری رازی روندے نینداکھیں تھیں دھوٹے  
نجدی ادگنگار سداون سب تھیں نیویں ہوندے

## کرامت نمبر ۱۵

### خواب میں اشارہ کر کے چوری برآمد کروادی

انہی خان صاحب نے ایک مرتبہ روس میں خواب میں دیکھا کہ حضرتؒ فرما رہے ہیں: "ہانگ کانگ میں تمہارے مکان پر چوری ہو گئی ہے" اسی روز سفارت خانہ کی معرفت وائٹریس پر دریافت کرنے سے اس کی تصدیق ہوئی اور چوری بھی مل گئی۔ محکمہ سفارت کے افسر دونوں جگہ حیرت کا اظہار کرتے تھے۔

میں نیواں میرا مرشد اچٹا میں اچٹیاں دے سنگ لائی  
صدقے جاواں ایہناں اچٹیاں توں جنہاں نیویاں نال نبھائی

## کرامت نمبر ۱۶

### سفر سے روک کر ریل کے حادثہ سے بچا لیا

حضرتؒ کے چھوٹے بھائی جناب پیر ولایت شاہ صاحبؒ ایک شادی میں شامل ہونے کے لئے بذریعہ ریل گاڑی سفر پر تیار تھے حضرتؒ نے بلوا کر فرمایا کہ اس گاڑی سے نہ جانا۔ انہوں نے عرض کیا کہ نکاح اور شادی کی تقریب ہے اور یہ آخری گاڑی ہے۔ اگر میں نہ پہنچا تو ان لوگوں کو سخت مایوسی ہوگی۔ مگر آپؒ نے تاکیداً منع فرما دیا اور یہ رک گئے۔ وہ گاڑی لالہ موسیٰ کے قریب ایک اور گاڑی سے ٹکرا گئی جس سے بہت جانی نقصان ہوا۔ ایسے واقعات میں تصرف تو دراصل اُسی کارساز حقیقی کا ہی ہوتا ہے مگر بوجہ اس کائنات کے عالم اسباب ہونے کے اس کا ظہور وہ اپنے مقبولوں کے ذریعہ کرتا ہے۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف فرماندے نے  
کانیاں نکل کمانوں دگیاں ایہناں پچھاں موڑ بھودایاں  
ایڈزور خدابخشیاں نے نالے شانناں تے دویایاں



## کرامت نمبر ۱

### اجابتِ دعا اور متوسلین کی دستگیری

حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی اجابتِ دعا اور مہمات میں اجاب کی دستگیری کے واقعات ضربِ امثال ہیں اور وصال کے بعد بھی بدستور ظہور پذیر ہو رہے ہیں جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ حضرت دیوان سید محمد صاحب پاکستان شریف کی سجادہ نشینی اور حضرت صاحبزادہ محمود صاحب تونسوی کے استقرارِ حق کے مقدمات پر یوی کونسل تک جا کر آپ کی دعا سے ان کے حق میں فیصلہ ہوئے۔ گورنر سردار محمد عظیم خان کی جائیداد کا مقدمہ چیف کورٹ تک گیا۔ اس گاؤں کے ایک فقیر صاحب نے پیغام بھیجا کہ آپ عظیم خان کے حق میں دعا نہ کریں۔ کچھ نائدہ نہیں ہوگا۔ میں نے لوح محفوظ میں دیکھ لیا ہے کہ جائیداد میرے مریدوں سے باہر نہیں جاسکتی۔ حضرت نے جواب فرمایا: فقیر صاحب کو میرا سلام دینا اور کہنا کہ مجھے لوح محفوظ تو نظر نہیں آتی مگر میں اس وقت تک اپنے اللہ کا دامن نہیں چھوڑوں گا۔ جب تک یہ ساری جائیداد عظیم خان کو نہیں مل جاتی۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آخر میں چیف کورٹ سے یہ ساری جائیداد عظیم خان کو مل گئی۔

امیر افغانستان، نواب صاحب بہاولپور اور والی ریاست انب در بند کی گدی نشینی میں حضرت کی توجہ اور اعانت کے واقعات بھی پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ میرا بادیر کے محمد حسین کو عین پھانسی کے تختے پر موت سے رہائی کا حکم ملا تھا۔ اس کی والدہ نے صرف ایک روز پہلے آکر فریاد کی تھی جب کہ رحم کی اپیل



مُتَرَد ہو چکی تھی۔ اس واقعہ کے متعلق اپنے ایک مکتوب گرامی میں استمداد  
اولیاء اللہ کے ضمن میں خود تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے اس نازک وقت میں  
حضور سرکار بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استغاثہ کیا تھا۔  
علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں  
جو ہو ذوقِ لقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

کرامت نمبر ۱۸

## ابتلا کے دُور ہونے کی بشارت

ملک شیر محمد صاحب ڈوانہ ولد ملک بخش خان صاحب ایک مقدمہ میں  
چھ سال قید ہو گئے تھے اور تمام اپیلیں مسترد ہو گئی تھیں۔ حضرت زقییہ علیہ السلام  
صاحب کو ملک صاحب کے خاندان کی تسلی کے لئے روانہ فرما کر بعد میں ایک  
نوازش نامہ بھی تحریر فرمایا جو مکتوباتِ طیبات میں شائع ہو چکا ہے کہ انہیں  
کہہ دو انشاء اللہ تھوڑے دنوں کے اندر یہ مصیبت ابتلا دُور ہو جائے گی۔  
اچانک ملکہ و کٹوریہ کا انتقال ہو گیا اور ان کے بیٹے کی تخت نشینی کی خوشی  
میں عام قواعد کے خلاف ملک صاحب کو رہائی مل گئی۔ اور کچھ عرصہ بعد پہلے  
سے بھی بڑی ملازمت پر چلے گئے۔



## کرامت نمبر ۱۹

### انگلوانڈین ریلوے گارڈ پر سماع کا اثر

رات کا وقت تھا۔ ریل گاڑی جنڈ بسال لائن پر ویران پہاڑیوں میں سے گزر رہی تھی۔ حضرت کا قوال بخت جمال، حضرت کی فرمائش پر پنجابی کے یہ اشعار ”جیتی گوری“ راگنی میں گارہا تھا۔

دیکھو نی کی کر گیا ماسی      ولڑی سے کے ہو گیا راہی  
(اے ہیلیو دیکھو میرے پی نے میرے ساتھ کیا کیا۔ وہ میرا دل لے کر چلتا بنا)  
ماہی دے سینہ ترے میگوں      کوکاں، کوک ستاواں کیوں  
(میں اپنے پی کو اپنا بیفام کیسے پہنچاؤں اور اپنی فریاد کیسے سناؤں)  
ہس دیاں گل وچ پے گئی پھاپی      دیکھو نی کی کر گیا ماسی  
(وہ مجھ ہنستی کھیلتی کے گلے میں پھندا ڈال گیا اے سکھیو میرے پی نے مہر ساتھ کیا کیا)  
گاڑی کا انگلوانڈین گارڈ اجازت سے کر آپ کے ڈبہ میں بیٹھ گیا قوالی  
سنتا رہا پنجابی کلام کا مطلب تو نہ سمجھ سکا۔ مگر حضرت کی کیفیت کے روحانی اثر سے بخود ہو کر دوتا رہا اور کہنے لگا۔ ”جی چاہتا ہے انسان سب کچھ چھوڑ کر پیر صاحب کے قدموں میں زندگی گزار دے۔“

## کرامت نمبر ۲۰

### اجمیر شریف کے قوال کا واقعہ

اجمیر شریف کے ایک قوال نے ایک موقع پر مشہور عربی نعت

الصُّبْحُ بَدَا مِنْ طُلُعَتِهِ وَاللَّيْلُ دَجَى مِنْ وَفْرَتِهِ  
 سنائی تو حضرت نے اسے قیمتی چُفے، کبل اور قالین بخش دیئے اور جب  
 کمرہ میں اُن سے بہتر کوئی چیز باقی نہ رہی تو اصطبل کے گھوڑوں تک نوبت  
 جا پہنچی کہتے ہیں کہ اس روز آپ پر ایسی وجدانی کیفیت طاری ہوئی کہ ہاتھ  
 پاؤں ٹیڑھے ہو کر بالکل سکر کی سی حالت پیدا ہو گئی تھی۔

## کرامت نمبر ۲

### ہندو جوگی کا قبول اسلام

موضع پنڈی سید پور، تھانہ جلال پور شریف ضلع جہلم کا ایک ہندو جوگی  
 لدھارام نامی۔ سدھ پور کے مقام پر حاضر خدمت ہوا اور قوالی سناتا رہا۔ پھر  
 سوال کیا کہ یہ سب تو رنگ ہے، بے رنگ کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا: تم  
 نے عقلمندی کی بات کہی ہے۔ میں بتاتا ہوں کہ رنگ بے رنگ کیا ہے پھر  
 آپ نے ہندی زبان کا یہ کبت پڑھا ہے

حد پٹے تے اولیا، بے حد پٹے تے پیر

حد، بے حدود ہیں سنگھے، اس کا نام فقیر

جوگی یہ پراسرار کلام سن کر پہلے رو پڑا۔ پھر کہنے لگا، حد، بیحد و دونوں ہی  
 پھلا نک جائے تو حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا غلام ہو جائے  
 اور کچھ عرصہ بعد اپنے کئی چیلوں سمیت مسلمان ہو گیا۔ حضرت نے اسے  
 قبول اسلام کے بعد درود شریف کا وظیفہ بتلایا۔



## کرامت نمبر ۲۲

### مولانا بخش قصوری بال بال بیچ گیا

مرکزی مسجد راولپنڈی شہر کے مشہور خطیب اور مذہبی و سیاسی لیڈر مولانا بخش قصوری صاحب بیان کرتے تھے کہ ہندوستان سے فارغ التحصیل ہو کر جب میں گھرا آیا تو اپنے شہر کے رئیس نواب زادہ فتح باز خان صاحب قصوری کے ہمراہ گولڑہ شریف حاضر ہو کر بیعت ہوا۔ واپسی پر گولڑہ ریلوے اسٹیشن سے باہر مسجد میں ظہر کی نماز کے لئے وضو کر کے نواب زادہ صاحب کے لئے آفتابہ بھر کر لے جا رہا تھا۔ کہ سامنے سے ایک تھرو گزر نے والی مال گاڑی آرہی تھی۔ میں جلدی جلدی گزرنے لگا کہ میرا پیر سگنل کی تاروں سے الجھ گیا اور میں پٹری پر گر پڑا۔ ابجن اس قدر قریب آ گیا کہ میرا اٹھ کر نہ نکلتا مشکل تھا۔ پلیٹ فارم پر ہمسراہیوں اور دیگر مسافروں کی ہائے کی آوازیں گونج رہی تھیں۔ میں نے محسوس کیا کہ اچانک ایک ہاتھ میری گردن کے پیچھے اور ایک ٹانگوں کے نیچے پڑا اور کسی نے مجھے اٹھا کر لائن سے باہر رکھ دیا۔ اور ایک آواز جو حضرت صاحب کی ہی تھی سنائی دی۔ ”ہا! ایسی غلطی چنانچہ ہم لوگ سفر ملتوی کر کے واپس حضرت صاحب کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئے۔ اور قدمبوسی کی۔ اور دعا کرائی۔“

جے اک ہاہ درد دی مارن ہوندا اے ملک ویرانی  
کوہ قاناں دے سترے ستر دے ندی ہے نہانی

## کرامت نمبر ۲۳

### حضرت صاحب اور مولانا محمد غازی حرم کعبہ

ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد غازی حرم کعبہ میں حضرت صاحب سے بحث کرنے آگئے تھے۔ اور بڑی تیاری سے آئے تھے۔ آپ کے چہرہ اقدس پر نظر پڑتے ہی ان پر گریہ طاری ہو گیا۔ باقی تمام عمر آپ کے ساتھ ہی ان کی بسر ہوئی۔

یہ اللہ ولے ہیں دیتے ہیں سب کچھ  
مگر چاچ لیتے ہیں دیتے ہیں بت کچھ

## کرامت نمبر ۲۴

### تلوار برہنہ

ایک اور شخص برہنہ تلوار لے کر آیا۔ آپ درختوں کے نیچے چارپائی پر لیٹے تھے مگر جاگ رہے تھے۔ شیخ الجامعہ اپنے مسودہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت فرماتے تھے جب اس شخص نے چارپائی کے برابر آکر تلوار اٹھائی تو میں نے خیال کیا۔ بس ابھی اس دردِ سر کا قصہ تمام ہوتا ہے۔ مگر وار نہ پڑا۔ میں نے اسے کہا کہ بھئی اپنا کام کیوں نہیں کرتے جس پر تلوار پھینک کر وہ میرے قدموں سے پیٹ گیا اور رونے لگا۔ معاف فرمادیں۔ ہم نے اسے معاف کر دیا۔

## کرامت نمبر ۲۵

### آپ کی پگڑی مبارک اور رنگساز

ایک دفعہ حضرت صاحبؒ نے اپنی پگڑی مبارک راولپنڈی ایک لٹاری (رنگساز) کو رنگنے کو دی۔ اس نے عقیدت و محبت سے خوبصورت اور پیارا رنگ چڑھایا دین دن بعد حضرت صاحبؒ پگڑی لینے تشریف لائے تو رنگساز نے اپنی کاریگری کا ثبوت دیتے ہوئے پگڑی مبارک دکھلائی حضرت صاحبؒ دیکھ کر بہت خوش ہوئے فرمایا: اس کی اجرت بتائیں رنگساز کہنے لگا یا حضرت میں آپؐ سے معاوضہ نہیں لیتا۔ تحفہ عقیدتاً نذرانہ پیش کیا ہے آپؐ ایسا کریں جیسا کہ میں نے آپؐ کی پگڑی کو رنگ چڑھایا ہے آپؐ ایسا روحانی رنگ مجھے چڑھا دیں۔ حضرت صاحبؒ نے مٹھلا منگوایا اور سجدہ ریز ہو کر بارگاہِ الہی میں سولی ہوئے۔ آپؐ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے رنگساز کی تقدیر بدل ڈالی۔ اس کی زندگی خوشحال ہو گئی۔

میں کُتّا تو صاحب داتا پاؤ کرم دا ٹوڑا  
کُتّا پیٹر بیکار مکش خدمت کم شکاروں  
راکھی چوکی باجھوں کھاواں خیر تیرے درباروں

## کرامت نمبر ۲۶

### حضرت مولانا غلام محمد شیخ خیر کرتے ہیں

حضرت صاحبؒ کی ایک ایسی کرامت بھی ہے جس کے متعلق



بہت کم لوگوں کو علم ہے۔ حضرت مولانا غلام محمد شیخ رحمۃ اللہ علیہ جامعہ بہاول پور نے تحریر کیا ہے کہ حضرت صاحبؒ نے ۳۰ برس تک عشا کی نماز پڑھ کر مراقبہ فرماتے تو نہ کہ خفی میں عضو بدن تو کجا سر کو بھی حرکت نہ ہوتی تھی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایت سے حضرت صاحبؒ برصغیر میں ولایت کبریٰ کے جس عالی ترین مقام پر فائز تھے۔ اس کی باطنی ہمت اور وسعت کے لئے ایسی ہی ہمت اور عظیم امور کی عملی تکمیل شایان شان تھی۔ آپ غور فرمائیں تو آپ کو بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ پاکستان کا دار الحکومت کراچی سے ہلام آباد منتقل ہونا اور براہ راست مقام ولایت کے سایہ میں آباد ہونا بھی ایک برکت ہی ہے۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف فرامدے نے  
 جہاں عشق نمازاں پڑھیاں اوکدی نہیں مردے  
 جے شک ہووی تاں آکے دیکھ لے قبر اے دیکر بلدے

## کرامت نمبر ۲۷

### گھوڑ سوار کا فریاد کرنا

روایت ہے کہ آپؐ ایک دن دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے ذکر کر رہے تھے۔ آپؐ کے پاس ایک گھوڑا سوار آیا اور پوچھا یا حضرت میں اس دریا سے گزر جاؤں۔ آپؐ نے فرمایا: ”تو کل اللہ کر کے گزر جا“ جب وہ دریا

میں سے گزرنے لگا تو آپ کو گھوڑہ سوار نظر نہ آیا۔ اس وقت آپ نے بغداد شریف کی طرف منہ کر کے عرض کیا۔ یا پیران پیر محبوب سبحانی غوث اعظم جیلانی میں ایک دفعہ کہہ بیٹھا ہوں۔ اب میری لاج آپ کے ہاتھ میں ہے جب آپ نے دوبارہ دریا کی طرف دیکھا تو وہ گھوڑہ سوار دریا کے دوسرے کنارے پر بٹھا ہے

جے تو چاہنا ایں قرب ربانی بن جاگ میراں دا  
شیراں اُتے شرف رکھیندا کتا پیر پیراں دا

کرامت نمبر ۲۸

## دہابی ٹولے کی آزمائش

روایت ہے کہ چند آدمیوں نے آپس میں صلاح مشورہ کیا۔ لاتعداد عقیدت مند لوگ دُور دراز سے آتے جاتے ہیں اور ہر ایک کی زبان سے یہی نکلتا ہے کہ ہم لوگ گولڑہ شریف خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحب کے پاس سلام کرنے، دعا کرانے چلے ہیں اور ہمیں کوئی پیغمبری سلام تک نہیں دیتا آوان کی آزمائش کریں۔ یہ واقعی ولی اللہ ہیں یا ویسے ہی شہرت حاصل کر رکھی ہے۔ اُن دنوں حضرت صاحب تقریباً روزانہ گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے گاؤں میں سے گزر کر سامنے والے پہاڑ کی چوٹی پر چلہ کشی کی منزل کرتے تھے۔ آخر ایک دن یہ ٹولہ راستے میں بیٹھ کر شدت سے انتظار کرنے لگا جب پیر صاحب کا ادھر سے گزر ہوا تو ہم میں سے ایک آدمی چادر اوڑھ کر چادر پانی پر لیٹ جائے تو ہم ان سے کہیں گے کہ یہ آدمی مر گیا ہے اس کا

جنازہ پڑھا دیں۔ اگر انہوں نے زندہ آدمی کی نماز جنازہ پڑھا دی تو پھر یہ ولی نہیں ہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد پیر صاحب اسی راستے سے گذر رہے تھے تو انہوں نے گھوڑا روک لیا اور کہنے لگے یا حضرت ہمارا ایک آدمی مر گیا ہے آپ اس کا نماز جنازہ پڑھا کر جائیں۔ آپ نے فرمایا اس کا نماز جنازہ اپنے امام مسجد سے پڑھوائیں۔ وہ کہنے لگے نہیں حضور یہ آدمی اپنی زندگی میں نصیحت کر گیا تھا کہ جب میں مروں گا تو میرا جنازہ مہر علی شاہ صاحب گورٹہ شریف والے ہی پڑھائیں گے۔ خیر آپ نے جنازہ پڑھا دیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر چل دیئے۔ جب ان لوگوں نے دیکھا تو جس کا جنازہ پڑھایا گیا اس کو مرا ہوا پا کر سب حیران ہو گئے۔ پھر پیر صاحب کے چھ دوڑے اور آوازیں دینے لگے۔ یا حضرت گھوڑا روکو ہم نے تو مذاق کیا تھا۔ آپ کی آزمائش کی تھی نگرالٹ ہو گیا ہے۔ اب یہ مرا ہوا آدمی زندہ کر دیں۔ آپ نے فرمایا: تم لوگ جب کوئی جانور ذبح کرتے ہو۔ تو کتنی تبکیں پڑھتے ہو۔ وہ کہنے لگے حضور تین۔ آپ نے فرمایا او بے وقوف ہم نے چار تبکیں پڑھی ہیں۔ چار تبکیں نماز جنازہ پڑھائی ہے۔ اب یہ زندہ نہیں ہو سکتا اور لوگ روزِ محشر کو اٹھیں گے۔ مگر یہ روزِ محشر کو بھی نہیں اٹھے گا۔ آئندہ کے لئے ولیوں کی آزمائش کرنی چھوڑ دو۔ یہ راز مخفی ہوتے ہیں۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے کیا خوب فرمایا ہے

کانیاں نکل کمانوں و گیاں اینہاں پچھاں موڑ بھو دایاں  
ایڈاز و ر خدا بخشیا نے فلے شانائے وڈیا یاں



## کرامت نمبر ۲۹

### گائے کی بچھڑی سے بچھڑا

روایت ہے کہ پیر سید غلام محی الدین بابو جی صاحبؒ کا بچپن کا زمانہ تھا تو انہیں گائے کے بچھڑے رکھنے اور اس کے ساتھ کھیلنے کا بڑا شوق تھا مگر گھر میں حضرات خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کے ہاں کوئی بچھڑا وغیرہ نہ تھا بلکہ ایک گائے شیردار ہونے والی تھی۔ اس دوران بابو جیؒ اپنے عملہ کے بچوں کے ساتھ کھیلنے جاتے۔ ایک دن بابو جیؒ کو چند مرید ہمراہ لے کر پیر صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض گزار یہ یا حضرت دعا فرمائیں۔ گائے شیردار ہونے پر بچھڑا دے تاکہ بابو جی صاحبؒ کا شوق پورا ہو جائے کیونکہ ان کو بچھڑا دوڑانے کا انتہائی شوق ہے۔ آپؒ نے بارگاہ الہی میں دعا کی اور فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ گائے شیردار ہونے پر بچھڑا ہی دے گی۔ قدرت خداوندی کہ چند دن بعد گائے شیردار ہو گئی تو بابو جی صاحبؒ چند خلفاء کو ہمراہ لے کر دیکھنے گئے۔ آیا بچھڑا ہے یا بچھڑی۔ دیکھا تو بچھڑی۔ خلفاء بابو جی صاحبؒ کو ہمراہ لے کر حضرت صاحبؒ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے یا حضرت گائے سردار ہو چکی ہے۔ بچھڑی دی ہے۔ آپؒ نے فرمایا۔ دوبارہ جا کر غور سے دیکھو۔ تم لوگوں نے جلدی سے دیکھا ہو گا۔ وہ تو بچھڑا ہے۔ خلفاء بابو جی صاحبؒ کے ہمراہ دیکھنے گئے تو واقعی بچھڑا ہی تھا۔ واہ سبحان اللہ! ۵

سچے مرد صفائی دل سے جو گل کہن زبانوں  
اللہ پاک اور مہربان اپنی خبر قراتوں

## کرامت نمبر ۳۰

### ایک اجرتی قاتل

ایک حاسد جان لینے کے درپے ہوا اور کئی جتن کئے مگر ع  
دشمن چہ کند چوں مہرباں باشد دوست  
یعنی حاسدین نے ایک اجرتی قاتل کو خنجر دے کر بھیجا جو موقعہ پا کر پٹنگ  
کے نیچے چھپ گیا۔ آپ مسجد میں عشاء کی نماز ادا کر کے واپس آکر پٹنگ  
پر لیٹ گئے لیکن اسے حملہ کی جرات نہ ہوئی۔ اتفاقاً کوٹ بدلتے وقت  
آپ کا بازو نیچے ٹٹک کر اسے جا لگا جس پر وہ پسینہ پسینہ ہو کر بھاگ کھڑا  
ہوا۔ کچھ عرصہ بعد یہ شخص کسی مقدمہ میں ماخوذ ہو کر قید ہو گیا۔ کہا کرتا تھا کہ  
اس معاملہ میں بے قصور ہوں۔ البتہ حضرت صاحب پر حملہ کرنے کے اقدام  
کا گہنگار ہوں۔ اور یہ منرا اسی قصور کی ہے۔

## کرامت نمبر ۳۱

### حضرت صاحب کی زلف مبارک اور مولانا غلام محمد

ایک دفعہ حبیب مولانا غلام محمد صاحب شیخ الجامعہ سے حضرت پیر  
صاحب کے کمالات پر سوال ہوا تو فرمایا اواللہ میں تو اس زلف گرہ گیر کا  
اسیر تھا۔ میری نظر تو عمر بھر اس جمال دلا راسے اٹھ کر کسی کمال کی طرف جا ہی  
نہیں سکی۔

## کرامت نمبر ۳۲

### حضرت صاحب اور عیسائی پادری

ایک دفعہ ایک عیسائی پادری فنڈ ریز نے حضرت صاحب کے ساتھ مناظرہ کرنا چاہا۔ مگر مجلس کے اختتام کے بعد اُس نے آپ سے تحریری معافی مانگ لی۔ عیسائی فنڈ ریز نے اس خزانہ کو علم لدنی قرار دیا تھا۔

بھر بھر پیلے رحمت والے دیوے مرد نیارا  
لیون والا رہے نہ خالی سُن توں میرا یارا

## کرامت نمبر ۳۳

### ملا اور درویش میں فرق

ایک بار ایک مولوی صاحب آپ کے پاس روحانی تعلیم کے حصول کے لئے تشریف لائے۔ انہیں دو سال کا عرصہ گزر گیا لیکن آپ نے اُن کی جانب کوئی توجہ نہ کی۔ آخر کار ایک روز مولوی صاحب نے شکایت کی۔ کہ یا حضرت! مجھے عرصہ ہو چکا ہے لیکن آپ کی توجہ سے محروم ہوں۔ فرمایا صبح ناشتہ کے بعد پہلا سبق پڑھاؤں گا۔ اس روز صبح مولوی صاحب کی خدمت میں بڑا مرغین اور لذیذ ناشتہ آپ نے بھجوا دیا۔ چار پانچ پراٹھے اور ان پراٹھوں میں ایک رات کی باسی روٹی بھی رکھ دی (جیسا کہ اکثر گھرانوں میں بہان کی ضیافت میں پراٹھوں کے ساتھ چند سادی روٹیاں بھی رکھی جاتی



ہیں) ابھی مولوی صاحب ناشتہ شروع نہ پائے تھے کہ ایک بد حال فقیر نے آکر مولوی صاحب کو سلام کیا کہ جناب! میں تین دن کا بھوکا ہوں۔ براہ کرم کچھ کھانے کو عطا کریں۔ مولوی صاحب نے بڑی سوچ کے بعد فقیر کو رات کی باسی روٹی نکال کر دے دی۔ اور خود پراٹھوں سے ناشتہ کر لیا اور پھر آپ کی خدمت میں دربار میں جا پہنچا۔ آپ نے دُور سے ہی مولوی صاحب کو دیکھ کر فرمایا کہ تم امتحان میں فیل ہو چکے ہو۔ تم روحانیت سے محروم ہو۔ تم جاؤ اور پراٹھے کھاؤ۔ اس منزل میں تو دوسروں کو کھلایا جاتا ہے اور خود بھوکا رہنا پڑتا ہے۔

مرد ملے تے درد گوا دے او گن تھیں گن کردا  
کامل پیر محمد بخش اصل بنا دن پتھر دا

### کرامت نمبر ۳۲

#### ایک مجذوبہ کی والہانہ صدا

ایک مرتبہ حضرت نے فرمایا کہ سہارنپور میں مسجد کے سامنے ایک مجذوب چھوٹی سی چھوٹی ٹیڑی میں پڑی رہتی تھی جس نے ذوق و شوق کے عالم میں ایک روز چلا کر صدا لگائی۔ ع  
میری ٹوٹی چھوٹی چھوٹی ٹیڑی میں کبھی جی چاہے تو آپا رہے  
آپ فرماتے تھے کہ اس صدا میں کچھ ایسی کیفیات دور و پہاں  
تھے کہ کئی روز تک بے خودی کا غلبہ رہا۔ پسح ہے یہ  
کہ صحبت بادل غم دیدہ اُلفت بیشتر گیرد!  
چراغے راہ کہ دُورے بہت در سوزد تر گیرد

## کرامت نمبر ۳۵

### حضرت باواجی فضل الدین کلیام شریف

حضرت باواجی فضل الدین رحمۃ اللہ علیہ چشتیہ، صابریہ سلسلہ کے بگند پایہ بزرگ ہیں۔ ان کے پیر طریقت حافظ محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ کا دریا بھی کلیام شریف ہے۔ حضرت باواجی وصیت فرما گئے تھے کہ میرا جنازہ حضرت قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف پڑھائیں گے۔

آنکھیں کھلی رہیں گی میری مرنے کے بعد  
عادت جو ہو گئی ہے تیرے انتظار کی

”مہر منیر“ میں روایت تحریر ہے کہ جب حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب جنازہ پڑھانے کے لئے کلیام شریف گئے تو کلیام شریف سے باہر حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ زندہ نظر آئے۔ جب آپ نے پوچھا باواجی آپ یہاں پھر رہے ہیں میں جنازہ کس کا پڑھاؤں گا۔ فرمایا مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ آل رسول میرے گھر آئیں اور میں ان کا استقبال نہ کروں۔ ایک مرتبہ حضرت قبلہ عالم قدس سرۃ العزیز ریل گاڑی پر سفر سے واپس آ رہے تھے۔ سخت سردی کا موسم تھا۔ جب گاڑی کلیام شریف کے قریب سے گزری تو فرمایا ! گاڑی کی کھڑکیاں کھول دو تاکہ باواجی کلیامی فضل الدین چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک سے عشق الہی کی ہوائیں آتی ہیں۔

کاہل لوگ کرامت والے صاحب صدق صفایاں  
مٹی نوں اکیسربنادے کھنڈاں مال رلایاں

## کرامت نمبر ۳۶

### صاحبزادی کون؟ صاحبزادہ کون؟ آپ کون؟

حضرت کے عالم استغراق کا ایک واقعہ حضرت بابو جی مدظلہ العالی بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب بڑی ہمشیرہ صاحبہ بغرض زیارت حاضر ہوئیں فرمایا کون ہو؟ عرض کیا غلام محی الدین کی ہمشیرہ۔ فرمایا غلام محی الدین کون ہے؟ عرض کیا آپ کا فرزند۔ فرمایا آپ کون ہیں؟ عرض کیا مائی صاحبہ کی ہر عرض پر اسی قسم کا جواب فرمایا۔ اس قسم کا ایک اور واقعہ حضرت کے بھتیجے سید عبدالقادر صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ دانتوں کے درد میں مبتلا ہوا۔ کوئی علاج کارگر نہیں ہوتا تھا۔ ایک دن حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر دم فرمانے کے لئے عرض کیا۔ فرمایا کون ہے؟ عرض کیا سید عبدالقادر ارشاد ہوا کون؟ عبدالقادر عرض کیا گیا۔ آپ کے برادر سید محمود شاہ صاحب کے فرزند۔ فرمایا کون محمود شاہ؟ یہ سن کر میں واپس آگیا۔ بعد میں ایک اچانک اس طرف توجہ فرمائی اور حافظ سراج دین صاحب کو بھیجا کہ جا کر سید عبدالقادر سے کہو کہ فلاں آیت سات دفعہ پڑھ کر دم کرے۔ چنانچہ اطلاع ملنے پر صرف تین مرتبہ آیت پڑھنے کے بعد یہ پرانی تکلیف بالکل رفع ہو گئی

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف فرامدے نے

دبر باجھوں کون لگا دے مرہم سینے چاکاں

کوئی نہیں سندا کوک محمد باجھوں مرداں پا کاں



## کرامت نمبر ۳

### امریکن پادری کے اس اعتراض کا جواب کہ قرآن مجید میں ہر شے کا ذکر نہیں

ایک امریکن پادری گورنر شریف آیا اور مجلس میں داخل ہوتے ہی سوال پیش کیا کہ مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ قرآن شریف میں ہر چیز کا ذکر موجود ہے۔ حالانکہ حضرت امام حسین علیہ السلام جن کی زندگی میں قرآن شریف چھ برس تک نازل ہوتا رہا۔ اُن کا نام تک قرآن مجید میں موجود نہیں حضرت امام حسین علیہ السلام نے اسلام کے لئے قربانی دی ہے۔ ایسے غلام اسلام کا ذکر تو قرآن مجید میں ضرور ہونا چاہیے تھا۔ حضرت خواجہ پیر مراد علی شاہ صاحب گورنری رحمتہ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا کہ پادری صاحب آپ نے قرآن مجید پڑھا ہے؟ پادری کہنے لگا میں نے قرآن مجید پڑھا ہے۔ اور اس وقت بھی میری جیب میں موجود ہے۔ آپ خواجہ صاحب فرمائیے کہاں سے پڑھوں؟ آپ نے اپنے علماء کی طرف دیکھا اور مسکرا کر فرمایا! سُبْحَانَ اللَّهِ! پادری صاحب کو بھی قرآن دانی کا دعویٰ ہے۔

یہاں عر عمر گزرا ہی ہے اس دشت کی سیاحی میں مگر اس دعوے کی مجال نہیں؟ پھر پادری سے مخاطب ہو کر فرمایا! اچھا پادری صاحب! قرآن مجید پڑھیے کہیں سے پڑھ دیجئے وہ مؤدب ہو کر بیٹھ گیا اور عربی لہجے میں تریل سے پڑھنے لگا: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ قبلہ عالم قدس سرہ العزیز نے اشارے سے فرمایا کہ بس۔ اَعُوْذُ تو قرآن مجید کا حصہ نہیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہے۔ اور بقاعدہ ابجد اس کے عدد ۷۸۶ ہیں۔ اب ذرا دیکھئے۔

## حُرُوفِ ابجد

۲۱۰	عدد ہیں	امام حسینؑ
۴	ہجری	سن پیدائش
۶۱	"	سن شہادت
۲۶۱		کرب و بلا
۲۰۰		امام حسنؑ
۵۰		سن شہادت

میزان : ۷۸۶

اسی طرح بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے بھی حروف ابجد نکالو تو پادری صاحب ۷۸۶ آئیں گے۔ لہذا قرآن پاک کا آغاز ہی امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے نام مبارک سے ہو رہا ہے آپ کیسے کہتے ہیں کہ نام ہی نہیں آیا۔ یاد رکھیے اعوز سے آپ نے شیطان کو دھور کیا۔ قرآن مجید کا آغاز ہی بِسْمِ اللہِ سے ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ پیر بہر علی شاہ صاحب نے فرمایا قرآن مجید کی جو پہلی آیت آپ نے پڑھی ہے۔ اس میں ہی حضرت امام حسین علیہ السلام کا نام سن پیدائش، سن شہادت اور دونوں بھائیوں کے نام ہونے کا ثبوت موجود ہے۔ اگے چلیئے تو شایدان کی زندگی کے کئی واقعات بھی مل جائیں۔ اس پر اس پادری نے کہا۔ عربوں کے علم ہندسہ اور جغزو وغیرہ کا ذکر مستشرقین یورپ کی کتابوں میں میری نظر سے گذرا ہے۔

لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ مسلمانوں نے ان علوم کے اندر اتنی گہری ریسرچ (تحقیق) کی ہوئی ہے۔

حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز نے فرمایا! جب مسلمان کہتا ہے کہ قرآن شریف کے اندر ہر چیز کا ذکر موجود ہے تو اس بات کا ایک ظاہری مفہوم یہ ہوتا ہے کہ ہر کس چیز کا ذکر موجود ہے۔ جو مذہب حقہ اسلام کی ضرورت میں داخل ہے۔ لیکن یہ کہنا بھی غلط نہیں کہ ہر وہ چیز جس سے اسلام کا ذرا سا اور دور کا تعلق ہے۔ قرآن مجید میں بیان فرمادی گئی ہے۔ ایسی چیزوں کے لئے اس ایک جلد کتاب کے اندر اظہار معنی کے طریقے لا محالہ متعدد تصور ہوں گے۔ آپ کو استاد نے بتایا ہوگا کہ حروف مقطعات کے اندر معانی اور مطالب کا ایک جہان پوشیدہ ہے۔ اسی قسم کی کیفیت دیگر حروف و الفاظ قرآنی کی بھی ہے۔ اگرچہ ان معانی پر انسان اپنی کوشش اور تحقیق سے پوری طرح مطلع نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید کے باطنی رموز اور معانی پر اطلاع تحقیق اور تفتیش سے زیادہ ذلئے قائل کے فضل و کرم اور انسان کے نیک عمل پر موقوف ہے۔ اللہ قائل ہی جسے چاہتا ہے حسب حاجت ان امور پر مطلع فرما دیتا ہے۔

سبحان اللہ اسلام کے اسی درخشندہ ماہتاب اور اسی زندہ جاوید شہید یعنی حضرت امام حسین علیہ السلام کے والد گرامی باب علم سیدنا مولائے علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا تھا کہ میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھنے بیٹھوں تو کئی ضخیم جلدوں میں ایک دفتر تیار ہو جائے۔

اللہ اللہ بانی بسم اللہ پدر

معنی توحید عظیم آمد پر

(مزید دیکھیے سورۃ آل عمران)

حضرت پیر غلام محی الدین المشہور بابو جی مدظلہ العالی ایک کتابی واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سواری سے



کھڑے اور اٹھ کر کچھ دیر سے پڑے ہوئے انہیں بند کر کے کھڑے رہے۔  
خادم نے پوچھا۔

حضرت اچوٹ تو نہیں آئی؟ فرمایا انہیں چوٹ نہیں آئی۔ میں غور کر رہا تھا۔  
میں وقت میرے سواری سے گرنے کا ذکر قرآن مجید میں کہاں آیا ہے چنانچہ اب  
علوم ہو گیا ہے کہ کہاں موجود ہے۔

## کرامت نمبر ۳۸

### ایک ہندو سادھو سے مسئلہ توحید پر گفتگو

حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ یہاں  
گوڑہ شریف میں ہندوؤں کا ایک بڑا سادھو وارد ہوا۔ ہندوؤں نے اس کی بہت  
تعظیم و تکریم کی۔ میں ایک دن باغیچہ میں طبعا کو سبق پڑھا رہا تھا کہ ناگاہ وہ سادھو  
اپنے چند حواریوں کے ساتھ آیا اور شہتوت کے درخت کے نیچے بہت دیر تک  
کھڑا رہا۔ جب میں فارغ ہوا تو میرے قریب آیا اور خود بخود توحید کے تعلق گفتگو  
شروع کر دی طرفہ یہ کہ یہ لوگ اہل اسلام کمان باتوں سے بے خبر جاتے ہیں۔  
جب وہ کلام سے فارغ ہوا تو میں نے کہا۔ جو کچھ تم نے کہا ہے اہل اسلام بھی ایسا  
کہتے ہیں۔ لیکن قابل توجہ سوال یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ بالاتفاق جہل اور لاعلمی  
سے مبرا اور منزہ ہے اور اس کی مخلوق دو فرقہ ہے۔ ایک سادھو اور دوسرا گزمتی  
ہندوؤں کی اصطلاح میں صاحب تجرید کو سادھو اور صاحب تعلق وغیری کو گزمتی  
کہتے ہیں۔

پس کیا وجہ ہے کہ سادھو میں تو اس سبحانہ و تعالیٰ کا علم ہے کہ غیر

نمیت ہمہ اوست اور غیر صادقوں میں اس کے ہمہ اوست ہونے کا علم نہیں ہے چاہیے تھا کہ ہر دو فرقہ کو اس امر کا شعور اور وقوف ہوتا اور نہ جہل لازم آتا ہے صادق و دریا کے حیرت میں غرق ہو کر لا جواب ہو گیا۔ بعدہ حضور نے فرمایا کہ اصل بات یہ ہے کہ یہ لاعلمی تنزل کی صفات سے ہے نہ کہ اطلاق سے جیسا کہ باقی لازم بشری۔

جیسے باقی لازم بشریہ مثل اکل و شرب وغیرہ سے سفید ہو کر اس سبحانہ تعالیٰ کی روئے تقدس آلودہ نہیں ہوتی۔ یہاں بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیے۔

## کرامت نمبر ۳۹

### کار کا حادثہ

ایک مرتبہ سواری کے دوران کار کو حادثہ پیش آیا۔ شاہراہ اعظم پر سنگ جانی کی طرف سے واپس آتے ہوئے۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ نماز مغرب کا وقت قریب ہے۔ کار کو روک کر کہیں نماز ادا کر لیں۔ ایک ہمراہی نے عرض کیا کہ ابھی سورج غروب نہیں ہوا۔ نماز کے وقت تک گولڑہ شریف کے موڑ پر واقع خانقاہ تک پہنچ جائیں گے۔ چنانچہ سفر جاری رکھا گیا۔ تھوڑی دور آگے چل کر جھنگی سیال کے قریب اچانک کار سڑک سے اتر کر الٹ گئی۔ حضرت صاحبؒ اور بابو جی تو باہر گر گئے مگر دیگر ہمراہی یعنی مولوی محبوب عالم صاحب اور لال خان ڈرائیور کار کے نیچے آ گئے۔ اس وقت بابو جی صاحب نے اکیلے ہی ان کو باہر نکالا۔ اور بال بال بچ گئے۔

حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ تکلیف نماز مغرب میں تاخیر کا خوف نہ کرنے پر غیرت الہی کے باعث پیش آئی ہے۔ اور انشاء اللہ مسودہ مندرجہ ثابت ہوگی۔

## هُوَ الْحَقُّ

اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ط

بہا میں آوزد مایز وال بروں

ما خلقت الانس الا ليعبدون

(مولانا روم)

تخلیق کائنات کے بعد ذات باری تعالیٰ اپنے بندوں کی ہدایت و راہنمائی کے لیے مختلف ادوار میں انبیاء و رسولان کرام علیہم السلام کو مبعوث فرماتی رہی جن کا کام انہیں یہ ذہن نشین کرنا تھا کہ موجد و خلاق عالم فقط ایک ذات حق تعالیٰ ہی ہے۔

جو ہر کمال کا منبع اور مخلوق کے لئے واحد مستحق عبادت و بزرگی ہے۔ یہ سلسلہ رسالت حضور پر نور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک پر اتنی انتہائی عروج و اختتام کو پہنچا۔ جو نہ صرف اس کا مظہر اتم تھی بلکہ کائنات الہیہ کا ایک ایسا آئینہ تھی۔ جس کی مثال اس کائنات میں ممکن نہیں۔ آپ کے ظاہر اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی آپ کی تعلیمات اور فیوض و برکات کی بدولت آپ کے نام لیواؤں میں سے ایسے جامع شریعت و طریقت با کمال حضرات و قبا فو قتا اس دنیا میں تشریف لاتے رہے۔ جو نہ صرف آپ کی امت بلکہ پوری انسانیت کی



رہنمائی اس منزل کی طرف فرماتے رہے جس کی نشان دہی آپ نے فرمائی تھی۔ اور جس تک مخلوقات کو پہنچانے کے لئے آپ کو مبعوث فرمایا گیا تھا۔

## حکایت

ایک شخص جس نے بے پناہ قتل کیے تھے اپنے ملائے کا مشہور ڈاکو اور رانہ بن تھا۔ کوئی جرم ایسا نہیں تھا جو اس نے نہ کیا ہو۔ رفتہ رفتہ اس کے دل پر ایسی سیاہی پھیل گئی کہ اس کے نزدیک گناہ گناہ نہ رہا۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب آدمی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہی کا نقطہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر وہ توبہ کرنے تو وہ نقطہ مٹا دیا جاتا ہے ورنہ وہ پھیل کر سارے دل کو گھیر لیتا ہے پھر مجرم کی نظر میں جرم جرم نہیں رہتا۔ یہی حال اس چور اور ڈاکو کا تھا اس کا دل بالکل مٹا ہوا ہو چکا تھا۔

ایک دن اس نے ایک مکان پر ڈاکہ ڈالا تو صاحب مکان نے اس کو کہا ہم غریب آدمی ہیں۔ ہمارے گھر سے تمہیں کیا ملے گا۔ گورڈہ جاوہاں پیر مہر علی ہیں ان کے گھر سے تمہیں بڑی دولت ملے گی۔ ڈاکو واپس آگیا اور گورڈہ شریف پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کرنے لگا۔

رحمت حق بہانہ می جوید بہر سامنی جوید  
ڈاکو اپنے ساتھیوں کو لے کر رات کی تاریکی میں گورڈہ شریف روانہ ہوا۔  
قطب وقت حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس وقت عبادت الہی میں مشغول تھے۔ ان لوگوں کے دن میام اور راتیں قیام میں گزرا کرتی ہیں۔  
وَالَّذِينَ يَبْتِغُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا وَلِلَّهِ عَلَيْهِمْ  
صَلَوَاتٌ مِّنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ

یہ لوگ سجدے اور قیام کی حالت میں راتیں گزارتے ہیں۔ ان لوگوں پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں۔

میاں محمد بخش عارف کٹری شریف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ  
ایہہ راتیں کر کر زاری زوندے نیندا کھیں تھیں دھوندے  
فجریں اوگن ہار سداون سب تھیں نیویں ہوندے  
اور سرکار گورۂ شریف وہ ذات ہے جن کی سنتیں قضا ہو جائیں تو سرکارِ دو  
عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں۔ یہ علی میری سنتیں قضا کر دی ہیں۔  
سُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَجْمَلُكَ مَا أَحْسَنُكَ مَا أَكْمَلُكَ۔

رکتے ہر علی رکتے تیری ثناء  
گستاخ اکھیں رکتے جا اڑیاں

آج سیک متراں دی دھیری اے  
کیوں دڑی اداس گھنیری اے  
لوں لوں دھہ شوق چنگیری اے  
آج نیناں لایاں کیوں جھڑیاں  
الغرض وہ ڈاکو جب گورۂ شریف کی حدود میں داخل ہوا قدم رکھا ہی تھا کہ  
دل کی حرکت تیز ہو گئی۔ وہ جان تھا کہ میں نے بڑے بڑے امراء کے گھروں پر  
ڈاکے ڈالے۔ مگر میرا دل کبھی نہیں دھڑکا۔ آج پتہ نہیں کہ دل کیوں بے قابو ہوا  
جا رہا ہے۔

وہ اند آگے بڑھا مگر حرکت اور تیز ہو گئی۔ آخر ایک ایسا نورِ ظاہر ہوا کہ اس کی  
آنکھیں چندھیا گئیں اور دل سے بے اختیار نکل گیا۔ معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی  
چھری سے دل کی رستیابی کھنچ کھنچ کر اُتار رہا ہے۔ تھوڑی دیر بعد ڈاکو

بے ہوش ہو گیا۔ ہوش آیا تو دیکھا کہ سر پر وقت کے غوث پیر سید مہر علی شاہ  
صاحب رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے کہہ رہے ہیں۔  
دل مُردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دو بارہ  
کہ یہی ہے امتوں کی مُسُرض کہن کا چارہ  
ڈاکو آپ کے قدموں پر گر گیا اور اس قدر عبادت و ذکر الہی میں مشغول ہوا  
کہ مقبول بارگاہِ قدس ہو گیا۔

## عالم اور ولی

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ علماء کی محفل میں زبانِ سنہال کرا در اولیاء کی محفل میں دل  
سنہال کر بیٹھنا چاہیئے۔

## سبق

ثابت ہوا کہ مقبولانِ بارگاہِ الہی کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے مگر نہایت ادب  
و احترام کے ساتھ۔

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف نے خوب فرمایا ہے۔  
بے ادباں مقصود نہیں حاصل نہ درگاہ ہے ڈھونڈی  
تے منزل مقصود نہیں پہنچا با بھجھ ادب دے کوئی  
دبا عجا۔  
دلیاں بزرگاں کول جا کے تے منتاں منیا تے ہتھ جوڑیا کر  
دلی علی کوہوں گل من لیندے یوہا دالی دا مسکو زیا کر  
صدق یقین دے نال سنگیا پیر گوڑے جاؤلی پھوڑیا کر  
مشکل علی ہو جاسی اشرف تیری ناں مہر علی شاہ دا لوریا کر



حضرت پیرستید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ اور

## معمرۃ قادیا نیت

سُكَلِّ فِرْعَوْنِ مَوْسٰی كے مطابق دنیا میں جب بھی کوئی باطل کا پرستار اُبھرے اللہ تعالیٰ نے اس کی سرکوبی کے لئے کسی حق آگاہ شخصیت کو مقرر فرمادیا۔ سرزمینِ قادیان سے نبوت کا جھوٹا مدعی اُٹھتا ہے اور کچھ لوگ دین کی بے خبری یا آنادی کی بناء پر اس کے درخیز غلام بن جاتے ہیں تو وہ سمجھتا ہے کہ میں واقعی مسندِ نبوت پر فائز ہو گیا ہوں اور دنیا میں کوئی میرے درمقابل نہیں جم سکتا۔ اتنے میں گولڑہ کی مقدس سرزمین سے ہر عالم تاب حضرت پیرستید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کی جبروتی آواز حق کی حمایت میں بلند ہوتی ہے۔ جس کی ہیبت سے خانہ باطل میں صفِ ماقم بچھ گئی۔ انگریز کے تیار کردہ مدعی نبوت پر کیفیتِ مرگ طاری ہو جاتی ہے۔ اور حق اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ جلوہ گر ہو جاتا ہے۔

۱۲۰۴ھ / ۱۸۹۰ء میں حضرت پیر مہر علی شاہ قدس سرہا حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے تو دل میں آیا کہ یہیں مستقل قیام کیا جائے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کی رحمۃ اللہ علیہ نے واپس جانے کا مشورہ دیا۔ اور فرمایا۔ ہند میں ایک بڑا فتنہ رونما ہونے والا ہے جس کا سد باب آپ کی ذاتِ گرامی سے ہوگا۔ چنانچہ آپ واپس تشریف لے آئے۔

۸۹۱ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے حیات مسیح علیہ السلام کا انکار کرتے ہوئے خود مسیح ہونے کا دعویٰ کر دیا اور علماء و مشائخ کو اپنی بیعت کے دعوت نامے جاری کئے۔ علماء حق تو اس کے دامِ قریب میں نہ آئے البتہ کچھ جھوٹا اور کچھ دنیا پرست اس کے جال میں پھنس گئے۔

مذہب باطلہ کو ہر محاذ پر شکست فاش دینے والے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گورڈی ان حالات میں کیونکر خاموش رہ سکتے تھے آپ نے شمس العدایہ فی اثبات حیات مسیح لکھی جس میں کتاب و سنت کے دلائل قاہرہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت کر کے بتایا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ مسیحیت محض نریب اور جھوٹ کا پلندہ ہے اس کتاب کے شائع ہوتے ہی ایوانِ مرزائیت میں زلزلہ آگیا اور مرزائی یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ اس کتاب کا ضرور کچھ تدارک ہونا چاہیے اس کا حل یہ نکالا کہ مرزا نے ایک اشتہار شائع کر کے پیر صاحب کو مناظرہ کا چیلنج دیا اور طریقہ یہ تجویز کیا کہ فریقین قرآن پاک کی چالیس آیات کی تفسیر عربی میں سات گھنٹوں میں لکھ کر پیش کریں۔ مجوزہ علماء جس کی تفسیر اور عبارت روح القدس کی تائید سے مؤید قرار دیں اس کی فتح ہوگی۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہ کی جلالت شان کا مرزا پر اس کا اس قدر اثر ہوا کہ اس نے نکھا کا گر پیر صاحب مناظرہ کے۔۔۔ رضامند نہ ہوں تو میں علماء کی ایسی جماعت سے مناظرہ کرنے کے۔۔۔ تیار ہوں جو چالیس کسی طرح کم نہ ہو۔ گویا مرزا نے تسلیم کر لیا کہ صرف پیر صاحب کی ذات گرامی چالیس علماء کے برابر ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا خیال تھا کہ پیر صاحب اللہ اللہ کرنے والے کثیر الشاغل بزرگ ہیں وہ میدانِ مناظرہ میں آنے کو پسند نہیں کریں گے تو ہمیں اپنی فتح کے شایانہ بجلانے کا زرین موقع مل جائے گا۔ لیکن مرزا کی تمام توقعات خاک میں مل گئیں۔ جب

حضرت پیر صاحب نے نہ صرف تحریری مقابلے کو قبول کر لیا بلکہ یہ بھی فرمایا کہ مرزا کے انفرادی عقائد پر گفتگو ہوگی اور پھر تحریری مقابلہ ہوگا اور مرزا کو بذریعہ اشتہار مطلع کیا گیا کہ ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء کو لاہور میں مناظرہ ہوگا اور اشتہار کے ملتے ہی منظوری یا نا منظوری کی اطلاع دینی لازم ہوگی۔ اس کے علاوہ متحدہ پاک و ہند کے مختلف مواقع کے ساتھ علماء نے ایک اشتہار جاری کیا کہ ہم ۲۵ اگست کو پیر صاحب کے ساتھ لاہور پہنچ رہے ہیں۔ اور ہمارے نزدیک پیر صاحب کی شرط بالکل بریل ہے کہ تحریری مقابلے سے پہلے تقریری گفتگو ہونی چاہیے۔

اب ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ مرزا نے قادیانی منظوری کا اعلان کر کے میدان مناظرہ میں نکل آتے لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا اور خاموشی کو امن و عافیت کا ذریعہ سمجھ کر چپ ہو رہے البتہ ان کے ایک مرید محمد احسن امر دہوی نے تاریخ مناظرہ سے چار دن پہلے ایک مطبوعہ خط گورنر شریف بھیجا جس میں لکھا کہ تمہیں تقریری مناظرہ کی شرط منظور نہیں۔ تقریری مقابلہ کرنا ہو تو پیر صاحب تشریف لے آئیں۔ یہ ان کی طرف سے شکست کا پہلا اعتراف تھا۔ اس کے جواب میں حضرت پیر صاحب کے ایک مرید حکیم سلطان محمود نے ایک اشتہار شائع کیا جس کی ایک کاپی بذریعہ حبشی قادیان بھیجی گئی۔ اس اشتہار میں اعلان کیا گیا کہ حضرت پیر صاحب مرزا کی شرائط کے مطابق تحریری مقابلہ کے لئے لاہور تشریف لے جا رہے ہیں۔ چنانچہ ۲۴ اگست کو حضرت پیر صاحب گورنر شریف سے عازم لاہور ہوئے پہلے اولپنڈی اسٹیشن سے پھر لالہ مٹی سے بذریعہ تار اپنی روانگی کی اطلاع مرزا کو بھجوا دی۔

حضرت پیر بہر علی شاہ گورنری قدس سرہ لاہور پہنچے تو عوام کے علاوہ علماء کا جم غفیر جمع ہو گیا جس میں اہل سنت و یو بندی۔ اہل حدیث اور شیعیہ ہر مکتب فکر کے افراد موجود تھے جو حضرت پیر صاحب کی قیادت میں بیسویں صدی عیسوی کے تنہی کے



ساتھ فیصلہ کن ٹکر لینے کے لیے تیار تھے۔ گویا صحابہ کرامؓ کے مقدس شکر نے جو حشر مسلمہ کذاب اور اس کے حواریوں کا میدان جنگ میں کیا تھا۔ آج ختم نبوت ایسے قطعی مقیدہ کے حامی وہی حشر مرزائے قادیان اور اس کی ذریت کا میدان مناظرہ میں کرنا چاہتے تھے۔

اہل اسلام اور مرزائی دونوں ہی بڑی بے تابی سے مرزا کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ لاہوری پارٹی کے بعض بااثر افراد نے انتہائی کوشش کی۔ مگر مرزائے قادیانی کسی صورت میں لاہور نہ آئے اور عذر پیش کیا کہ پیر صاحب اعلان کریں کہ میں تقریری مباحثہ کی شرط واپس لیتا ہوں تب میں لاہور آؤں گا۔ پیر صاحب نے فرمایا! محمد احسن امر وہی مطبوعہ مکتوب کے جواب میں ہمارے ایک رفیق حکیم سلطان محمود اس شرط کو واپسی کا اعلان کر چکے ہیں اب اگر مرزائے قادیانی اپنے دستخط سے اعلان کر دیں کہ میں تقریری مباحثہ نہیں کرنا چاہتا تو میں بھی اعلان کر دوں گا کہ میں تقریری بحث کی شرط واپس لے چکا ہوں لیکن اس طرف مکمل سکوت چھایا رہا۔

۲۵ اگست کا دن انتظار کرتے کرتے گزر گیا لیکن مرزا قادیانی کا دور دورہ تک کہیں نام و نشان نہ تھا بالآخر ۲۷ اگست کو شاہی مسجد لاہور میں عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں مختلف علماء نے اسلام کی سر بلندی اور مرزا کے دحل و فریب اور پسپائی کو تفصیلاً بیان کیا۔ اس دن حق اپنی تمام تر زیبائی کے ساتھ جلوہ گر ہوا اور باطل سرنگوں ہو کے رہ گیا۔

مرزائے قادیانی نے خفت مٹانے کے لئے کچھ اشتہار شائع کئے جن میں مناظرہ کے لئے میدان میں آنے کا عذر بیان کیا کہ پیر صاحب کے مریدین میں جوش و خروش حد سے زیادہ ہے۔ اس لئے مکمل حفاظتی انتظامات کے بغیر لاہور میں قدم رکھنا آگ میں کودنے کے برابر ہے۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار شائع کر کے ایک

اور چیلنج پیش کر دیا کہ میں فصیح عربی میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھ کر پیش کرتا ہوں۔ پیر صاحب بھی لکھیں۔ پھر علماء خود ہی فیصلہ کر لیں گے کہ کون حق پر ہے۔ چنانچہ ”اعجاز المسیح“ کے نام سے سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھ کر شائع کر دی۔ اس کے علاوہ مرزا کے ایک مرید محمد حسن امرہوی نے ”شمس الہدایہ“ کے جواب میں ”شمس بازغہ“ نامی ایک کتاب لکھی اور یقین کر لیا کہ مناظرہ میں شکست کا تدارک ہو گیا۔ حضرت پیر صاحب نے ان دونوں کتابوں کے جواب میں مشہور زمانہ کتاب ”سیف چشتیائی“ لکھ کر ۱۹۰۲ء میں شائع فرمادی۔ اس میں آپ نے ”شمس بازغہ“ کے شبہات کا دندان شکن جواب اور ”اعجاز المسیح“ کی ایک سو سے زائد غلطی کی نشاندہی کر کے مرزا کی عیاری کو طشت از بام کر دیا۔ حضرت پیر صاحب نے تفصیلاً بیان کیا کہ اس کتاب میں سرفہرے اور کہیں قواعد عربیہ کی خلاف ورزی ہے۔ اس لحاظ سے اس کتاب کو معجزہ کہتا تو کجا اسے تو قابل ذکر کتب میں شمار بھی نہیں کیا جاسکتا۔

”سیف چشتیائی“ کو اہل علم و فضل طبقہ نے سراپا کھول پر رکھا اور زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ آج تک فرقہ مرزائیت اس کا جواب نہیں دے سکا ہے۔ اس جگہ یہ امر قابل ذکر ہے کہ مناظرہ شاہی مسجد میں شکست فاش کے باوجود مرزائی اپنی مندر پر قائم رہے اور آج بھی جبکہ پاکستان کی نیشنل اسمبلی نے ان کے کفر و ارتداد پر مہر تعین ثبوت کر دی ہے اپنی مندر پر قائم ہیں اور کہتے ہیں کہ جب ہم مسلمان ہیں تو ہمیں کوئی اسلام سے خارج نہیں کر سکتا۔ وہ باقاعدہ اپنے غلط نظریات کا پرچار کر رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ ارباب اقتدار مسلمانوں کے منظور شدہ مطالبے کے مطابق ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کے لئے عملی قدم اٹھائیں اور فوری طور پر مرزائیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کریں۔

لڑی مرزائیت میں صوفیائے کرام کا حصہ

## دیگر معرکہ قادیانیت

اور حضرت پیر بہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

مرزا قادیانی نے عیسائیوں اور آریوں سے مناظرے کر کے غیر معمولی شہرت حاصل کر لی تو اس نے ملک کے مشہور مشائخ کو دعوت نامے ارسال کئے جن کا مضمون یہ تھا کہ ”میں مسیح موعود ہوں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے احیائے دین اور عروج اسلام کے لئے مامور کیا گیا ہوں۔ آپ اس مشن میں میری اعانت کریں۔“

جب یہ دعوت نامہ حضرت قبلہ عالم پیر بہر علی شاہ صاحب کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے یہ جواب لکھوایا کہ ”میں آپ کو مسیح موعود اور مامور من اللہ نہیں مانتا۔ آپ اپنی توجہ حسب سابق غیر مسلموں کے ساتھ مناظرت اور تبلیغ اسلام پر مرکوز رکھیں اور عند اللہ باجور ہوں۔“ جب یہ خط مرزا صاحب کو پہنچا تو وہ بہت بوکھلائے۔ کیونکہ ہر طرف سے یوں ہو کر ”ایام السلاخ“ میں مرزا نے مشائخ پر بہ طریق ذیل اپنا غبار نکالا۔

”ابن وقت زیر نیلوں بیچ متنفس قدرت نثار و کفایت برابری باہن زند من آشکاری گرم دہر گز باک ندام اے ایمان اسلام در میان شما جماعتے می باشند کہ گردن بدعویٰ محدثیت و منسویت برمی فرازند و طائفہ اند کہ اتناوش ادب پابر زمین نگذارند و ہے اند کہ دم بلند از خدا شناسی ز تند و خود را چشتی و قادی و نقشبندی



دھروڑی چہا چہلے گویندہ ایں جملہ طوائف را نزد من بیارید۔  
یعنی اس وقت آسمان کے نیچے کسی کی مجال نہیں جو میری برابری کی لاف مار سکے۔  
میں اعلانیہ اور بلا کسی خوف کے کہتا ہوں کہ اے مسلمانو! تم میں بعض لوگ محدثیت و  
مفسریت کے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں اور بعض ازراہ ناز زمین پر پاؤں بھی نہیں  
رکھتے اور کئی خدا شناسی کا دم بھرتے ہیں اور حشمتی اور قادری اور نقشبندی اور  
سہروردی اور کیا کیا کہلاتے ہیں۔ ذرا ان کو میرے سامنے تو لاؤ۔

جب مرزا صاحب کو زیادہ شہرت ہو گئی اور ظاہر بنیں اور کم علم لوگ متاثر ہونے  
لگے۔ تو علماء کی درخواست کو شرف قبولیت بخشے ہوئے حضرت قبلہ عالم گوڑویؒ اس  
نقٹے کی طرف متوجہ ہوئے اور ۱۳۱۸ھ بمطابق ۱۹۰۰ء ۱۸۹۹ء ماہ شعبان و رمضان  
المبارک میں اوراد و اشغال روزمرہ سے کچھ وقت بچا کر ایک رسالہ بعنوان ”شمس  
الہدایت فی اثبات المسیح“ تحریر فرمایا۔ جو رمضان شریف ہی میں زیور طبع سے آراستہ  
و پیراستہ ہو کر برصغیر کے علماء و مشائخ میں تقسیم ہوا۔ ایک کاپی بذریعہ جسطری مرزا صاحب  
کو بھی قادیان روانہ کر دی گئی۔

اس کتاب میں حضرت گوڑویؒ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ  
اٹھائے جانے اور قیامت کے قریب بجز عنصری زمین پر نازل ہو کر اسلام کی نصرت  
کا باعث ہونے کو قرآن مجید و صحیح احادیث سے ثابت فرمایا اور اس عقیدہ کو  
اُمت اسلامیہ کے اجماعی اور متفق علیہ عقائد میں سے قرار دیا۔ نیز ثابت کیا کہ ان کے  
مثیل کے دنیا میں بطور مسیح موعود آنے کے قادیانی عقائد غلط اور باطل ہیں۔ افسانہ  
کتاب میں آپ نے مرزا صاحب کی ”ایام الصلح“ والی تعلیٰ جس کا ذکر ہو چکا ہے کہ مقابلہ  
میں اُن سے کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے معنی دریافت کئے تھے۔

کتاب کا منصوبہ شہرود پر آتا تھا کہ قادیان میں تہلکہ مچ گیا خصوصاً کلمہ طیبہ کے معانی

کے سوال پر علمائے اسلام بھی انگشت بدندان رہ گئے اس کتاب کی مقبولیت اور قدروانی کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ ملک کے طول و عرض سے حضرت قبلہ عالم کو مبارکباد کے خطوط آنے لگے۔

مشہور اہل حدیث مولانا عبد الجبار غزنوی کا خط قابل ذکر ہے۔ لفظ لفظ سے حضرت قبلہ عالم سے عقیدت و محبت کا اظہار ہوتا ہے۔

اس کے بعد حکیم نور الدین نے ۲۰ فروری ۱۹۷۱ء کو حضرت قبلہ عالم کی خدمت میں بارہ سوالات بھیجے حضرت نے ان کے جوابات ارسال کر دیئے اور حکیم نور الدین پر ایک سوال کیا مگر وہ جواب نہ دے سکا حضرت صاحب نے یہ خط و کتابت بصورت اشتہار شائع کرا دی حضرت صاحب کے جوابات نے ملک کے گوشہ گوشہ سے پہنچ کر علماء و فضلاء سے تحریری خراج تحسین حاصل کیا۔ اس پر عوام کی طرف سے ”شمس الہدایت“ کے جواب کا مطالبہ زور پکڑ گیا تو میرزا صاحب نے جوش میں اگر حضرت کو مناظرہ کی دعوت دے دی کہ میرے ساتھ عربی زبان میں تفسیر نویسی کا مقابلہ کر لو۔

## تفسیر نویسی

تفسیر نویسی کا مقابلہ کر لو۔ چنانچہ مرزا صاحب نے ۲۲ جولائی ۱۹۷۱ء کو بذریعہ اشتہار مقابلہ تفسیر نویسی کی دعوت دے دی۔

گوڑہ شریف میں مرزا صاحب کی دعوت کا اشتہار ۲۵ جولائی ۱۹۷۱ء کو موصول ہوا حضرت نے اگلے ہی روز اس دعوت کا جواب ۵ ہزار کاپیوں کی صورت میں چھپوا کر ملک کے طول و عرض میں پھیلا دیا اور مرزا صاحب کو بھی بذریعہ رجسٹرڈ مسٹ ارسال کیا حضرت نے بمقام لاہور ۲۵ اگست ۱۹۷۱ء تاریخ مقابلہ مقرر کر دی ملک کے تمام علماء و مشائخ نے حضرت قبلہ عالم کی حمایت میں اشتہار شائع کئے اور تقریری مقابلے کا بھی مطالبہ کیا تاکہ فیصلہ واضح طور پر ہو سکے لیکن تقاضائی نہ مانے۔

جوں جوں مقابلے کا دن نزدیک آ رہا تھا ملک کے اطراف و اکناف سے مسلمان لاہور پہنچ رہے تھے۔ تمام فرقوں کے رہنماؤں نے حضرت کو اپنا قائد منتخب کر لیا۔ ۲۴ اگست کو حضرت لاہور پہنچ گئے اور آتے ہوئے راولپنڈی اور لالہ موسیٰ سے مرزا صاحب کو بذریعہ تار اپنی آمد کی اطلاع دے دی جب آپ لاہور تشریف لائے تو لاکھوں مسلمان دیدہ دل فرس راہ کئے ہوئے تھے۔ مباحثہ کا انعقاد شاہی مسجد میں قرار پایا۔ ۲۵ اگست کو پولیس نے حفظ امن کے تمام انتظامات کر رکھے تھے لیکن مرزا صاحب کو میدان میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ حضرت صاحب کو جب معلوم ہوا کہ مرزا نے قادیان سے باہر نکلنے سے انکار کر دیا ہے تو آپ قادیان جانے کے لئے تیار ہونے لگے مگر مسلمانوں کی کثیر تعداد کے منع کرنے سے ٹک گئے۔

مرزا صاحب نے یہ کہا کہ میں کسی قیمت پر بھی لاہور آنے کو تیار نہیں کیونکہ مولوی لوگ مجھے دعویٰ نبوت میں کاذب ثابت کرنے کے بہانے قتل کرانا چاہتے ہیں۔

جب قادیان کا یہ وفد پیغام لے کر لاہور پہنچا تو اس جماعت میں شدید انتشار پیدا ہو گیا۔ بعض لوگوں نے اُسی وقت توبہ کر لی اور بعض لوگ مایوس ہو کر خانہ نشین ہو گئے۔ جب مرزا صاحب کی آمد سے قطعی مایوسی ہو گئی تو ۲۷ اگست کو شاہی مسجد میں مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں ممتاز علماء نے ختم نبوت پر تقاریر فرمائیں۔ مقررین حضرت میں حضرت محدث علی پوری مفتی محمد عبداللہ ٹونگی پروفیسر اورینٹل کالج مولانا شاد امیر تہری اور مولانا عبدالجبار غزنوی قابل ذکر ہیں۔

حضرت قبلہ عالم ۲۴ اگست تا ۲۹ اگست لاہور میں قیام فرما کر واپس گورنمنٹ ٹریف چلے گئے تو ۳۰ اگست کو مرزا صاحب نے ایک اشتہار لاہور میں تقسیم کر دیا کہ پیر صاحب مقابلہ سے بھاگ گئے ہیں اور اٹکنا یہ مشہور کر دیا ہے کہ مرزا بھاگ گیا ہے اور میدان میں نہیں آیا۔ اگر اب بھی میری جان کے تحفظ کا بندوبست کیا جائے تو میں میدان میں آنے



کو تیار ہوں۔ ملک کے علماء و مشائخ اور عوام نے جو تکہ شاہی مسجد ولے واقعہ ہی سے مرزا صاحب کو مخاطب نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ لہذا حضرت نے مرزا صاحب کے اس اشتہار کا کوئی نوٹس نہ لیا۔ مورخہ ۵ اردو ستمبر ۱۹۰۰ء کو مرزا صاحب نے ایک اور اشتہار نکالا جس میں لکھا تھا کہ ”آج میرے دل میں ایک تجویز اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈالی گئی جس کو میں اتمام حجت کے لئے پیش کرتا ہوں اور وہ تدبیر یہ ہے کہ ”آج میں اُن متواتر اشتہارات کا جو پیر و ہر علی شاہ صاحب کی تائید میں نکل رہے ہیں۔ یہ جواب دیتا ہوں کہ میں اسی جگہ بجائے خود سورۃ فاتحہ کی عربی فصیح میں تفسیر لکھ کر اس سے اپنے دعویٰ کو ثابت کروں کہ اس کے متعلق معارف اور حقائق سورۃ مدوحہ کے بھی بیان کروں اور حضرت پیر صاحب میرے مخالف آسمان سے آنے والے صبح اور صمدی کا ثبوت اس سے ثابت کریں۔ یہ دونوں کتابیں دسمبر ۱۹۰۰ء کی پندرہ تاریخ سے ۱۷ دن تک چھپ کر تیار ہو جانی چاہئیں۔ تب اہل علم لوگ خود مقابلہ اور سوازہ کر لیں گے۔“

ساتھ ہی مرزا صاحب نے مبلغ پانچ صد روپیہ انعام رکھا کہ اگر حضرت کی تفسیر مقابلہ میں بہتر قرار دے دی جائے تو انعام ان کا حق ہو گا۔ حضرت کی ذات گرامی پر اس نئے چیلنج کا ذرہ بھر بھی اثر نہ ہوا۔

مرزا صاحب نے ۵ اردو ستمبر ۱۹۰۰ء کے متردن بعد اعجاز المسیح کے نام سے سورۃ فاتحہ کی تفسیر شائع کی۔ اس تفسیر نے مرزا صاحب کے تمام دعوؤں پر پانی پھیر دیا۔ اس تفسیر کی زبان محاورہ سے محروم۔ لغوی اور غوی اغلاط اور مسروقہ عبارات سے پر تھی اس تفسیر سے مرزا صاحب کی مراد بر نہ آئی اور مسلمانوں نے شدید مطالبہ کیا کہ مرزا صاحب حیلوں بہانوں کو چھوڑ کر حضرت قبلہ کی کتاب ”شمس الہدایت“ کا جواب دیں۔ چنانچہ مجبور ہو کر مرزا صاحب نے مولوی محمد احسن امروہوی سے شمس بازغہ لکھوائی۔

اس اشاعت کے بعد حضرت نے اعجاز المسیح اور شمس بازغہ کے جواب میں

اپنی شہرہ آفاق کتاب "سیفِ چشتیائی" تصنیف فرمائی جو ۱۹۰۲ء میں شائع ہو کر برصغیر کے علماء و مشائخ، دینی مدارس اور مذہبی اداروں میں مفت تقسیم کی گئی اس میں حضرت نے مرزا صاحب کی تفسیر پر تقریباً ایک سو اعتراضات فرمائے "سیفِ چشتیائی" کی اشاعت کے موقع پر حضرت نے ایک بیان جاری فرمایا جسے یہاں تبرا نقل کیا جاتا ہے۔ اس بیان سے تمام معرکہ کا پس منظر سامنے آ جاتا ہے۔

## قابلِ توجہ اہل اسلام

اس ہیچڈان خوشہ چیں علمائے کرام کو مطابق قول السلامۃ فی الواحدة گوشہ نشینی پسند رہی ہے۔ تصنیف و تالیف کا شوق نہیں کیونکہ یہ امور یا تو بغرضِ شہرت و نام آوری یا بغرضِ حصولِ دولت کئے جاتے ہیں۔ سو اس خاکسار کو ان دونوں امور سے نفرت ہے۔ آج کل کے اہل علم زمانہ اُن کے کمالات کو پسند کرتے ہیں جو مجملہ تعلیمات یورپ کے ہیں اور جس سے یہ عاجز ناواقف ہے اس طرزِ قدیم سے جس پر زمانہ سلف کے زندگان وین تصنیف و تالیف کرتے آئے ہیں اور جس سے اس ہیچڈان کو قد سے موافقت ہے نفرت رکھتے ہیں۔

باوجود ان موافقات کے چند احباب کے اصرار پر سالہ دو شمس الہدایت لکھا گیا ہے جس سے مراد نہ تو طلبِ شہرت نہ حصولِ دولت تھی بلکہ اصل غرض یہ تھی کہ اعلا رکلتہ الحق میں کوتاہی نہ ہو اور قیامت میں باز پرس سے بچ جاؤں تو عند اللہ مستحقِ ثواب ٹھہروں۔

اس رسالہ کے شائع ہونے سے کچھ مدت بعد مرزا صاحب قادیانی اور اُن کے مریدوں کی طرف سے بجائے کسی جوابِ مباحثہ کے لئے اشتہارِ شائع ہوئے۔ ہر چند مباحثہ کے لئے کل شرائط مرزا قادیانی نے خود ہی تجویز کی تھیں۔ اس

طرف سے نہ تو کوئی شرط پیش ہوئی اور نہ کسی شرط کی ترسیم کی درخواست کی گئی۔ اور یہ خادم  
الفقراد معہ علمائے کرام اور مشائخ عظام تاریخ مقررہ پر لاہور پہنچ کر کئی روز تک محمد بن  
ہالانجن اسلامیہ پنجاب لاہور میں بغرض منتظر مرزا صاحب قادیانی ٹھہرا رہا۔ مگر مرزائے  
قادیانی، قادیان سے باہر نہ نکلا۔ اس تمام واقعہ کی عوام نے بلا اطلاع میری کے تہنیر کر  
دی تھی اس لئے اس تشریح کی اب ضرورت نہیں۔

بہت دیر بعد ”شمس الہدایت“ کے جواب میں مرزا قادیانی کے امر وہی مرید  
نے ”شمس باز فہم“ لکھی اور مرزائے ”تفسیر فاتحہ“ چھپوائی تو دوبارہ اہل اسلام اور  
میرے احباب نے مجھے مجبور کیا کہ اس کے جواب میں قلم فرسائی کروں۔ گو بہت انکار  
کیا گیا اور کہا گیا کہ سہ

اں کسی کہ زقرآن وخیر زندہ رہی

اں است جوابش کہ جوابش نہ ذہی



## رباعی

حیران ہوئے پریشان ہوئے اس زگس بیمار نوں دیکھ کے جی  
بن پیتے شراب خراب پھرن اسی مست سرشار نوں دیکھ کے جی  
بن قید زنجیر بن چمن گئے اس زلف دی تار نوں دیکھ کے جی  
شالان زگس مست نوں بہر پوئے کرے مہر بیمار نوں دیکھ کے جی



## حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے معصراولیا

حضرت خواجہ پیر سیدنا مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے اُن معصراولیاء کا ذکر حاضر ہے جنہوں نے آپؒ سے ارادت رکھی یا ملاقات فرمائی۔

### ۱۔ حضرت باوا فضل دین صاحبِ کلیائی حشتی نظامی

(دصال ۱۸۹۲ء) دربار عالیہ حشتیہ، نظامیہ کلیام شریف  
حضرت کے معاصرین کرام میں حضرت باوا فضل دین صاحبِ کلیائی  
بڑے پائے کے بزرگ گزرے ہیں۔ کلیام آوان راولپنڈی سے قریب  
پندرہ سولہ میل دور لاہور کی سڑک کے قریب واقع ہے۔ باوا صاحب کا  
سلسلہ حشتیہ صابریہ تھا۔ آپ کے پیر طریقت حافظ محمد شریف خان ہدی  
بابر بادشاہ کی اولاد سے تھے اور ان کا مزار بھی کلیام شریف میں بکثرت جذب  
وسکر کے باعث حضرت باوا صاحب سے ظاہری طور پر نماز چھوٹ  
گئی تھی۔ ایک دفعہ مقامی علماء نے کہا کہ ہم آپ کا جنازہ نہیں پڑھیں گے  
فرمایا۔ میرا جنازہ علم شریعت کا آنا بڑا شیر آکر پڑھا لے گا کہ تم لوگوں کو مجبوراً  
شامل ہونا پڑے گا۔ آپ نے بہت عرصہ پہلے حضرت قبلہ عالم قدس سے  
کہہ رکھا تھا کہ یہ مولوی لوگ میرے حال سے بے خبر ہیں اور کہتے ہیں تمہارا  
جنازہ نہیں پڑھائیں گے چنانچہ آپ کو آکر میرا جنازہ پڑھانا ہو گا۔ ادھر اپنے  
خدا کو بھی وصیت کر دی تھی کہ میرا جنازہ پیر صاحب پڑھائیں حضرت  
فرماتے تھے کہ جس رات ان کا انتقال ہوا۔ انہوں نے خواب میں آکر مجھ سے

فرمایا: پیرجی! میں مر گیا ہوں۔ اگر جنازہ پڑھا جاوے۔ چنانچہ علی الصبح حضرت نے گھوڑا سواری کے لئے تیار کرایا۔ اور ایک خادم حافظ فضل دین کو ہمراہ لے کر ریلوے اسٹیشن گولڑہ شریف پہنچے مگر گاڑی چھوٹ جانے کے باعث بسواری گھوڑا راولپنڈی جا کر ریل گاڑی میں سوار ہوئے۔ گولڑہ شریف ریلوے اسٹیشن پر بادا صاحب کے انتقال کے متعلق آگیا رکھا تھا۔ اور راولپنڈی کے قریب یہی خبر پہنچانے کے لئے کلیم شریف کا ایک سوار بھی آتا ہوا ملا جسے احتیاطاً بھجوا یا گیا تھا کہ مبادا تا وقت پر نہ ملے۔ جنازے میں اس قدر اذہم نام خدائی تھا کہ حضرت کو گھوڑے پر سوار ہو کر صفیں درست کرانی پڑیں۔ چنانچہ معترض مولوی صاحبان بھی با چشم پر ہم جنازہ میں شریک ہوئے۔ بلکہ ان میں سے بعض حضرات اس اثنا میں بادا صاحب سے بیعت بھی کر چکے تھے۔ ویسے بھی متعدد متشرع علماء آپ کے سلسلہ ارادت میں شامل تھے اور چند ایک حضرات کے علاوہ جو آخری عمر میں مجذوب ہو گئے۔ آپ کے تمام خلفاء اور خدام پابند صوم و صلوة اور وظائف و اوراد چشتیہ صابر یہ پر کار بند تھے۔ آپ کے مشہور خلفاء کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

- ۱۔ سید امیر علی شاہ صاحب۔ کلیم (وصال ۱۹۱۸ء)
  - ۲۔ سائیں محمد حسین صاحب سنگھوڑی والے (وصال ۱۹۲۰ء)
  - ۳۔ جناب مولوی عبدالستار صاحب۔ کلیم (وصال ۱۹۴۲ء)
- حضرت بادا فضل دین صاحب کا وصال یکم جنوری ۱۸۹۲ء کو بروز جمعہ ہوا۔ آپ کے دربار کے موجودہ سجادہ نشین جناب سائیں مولا بخش صاحب ہیں سید احمد شاہ صاحب ساکن پنڈ پراچہ داخلی جھنگی سیال، حضرت قبلہ عالم گولڑ دی قدس سرہ کے مرید ہیں۔ حافظ فضل دین صاحب مرحوم کی زبانی

روایت کرتے ہیں کہ میں جناب بادا صاحب کی نماز جنازہ کے لئے حضرت قبلہ عالم قدس تیرہ کے ہمراہ گیا تھا۔ جب بادا صاحب کو قبر میں رکھا گیا تو آپ کی وصیت کے مطابق آپ کا قوال سازگی بجاتا رہا جس پر ہمارے قبلہ عالم گولڑوی قدس تیرہ کو خوب وجد ہوا۔

روایت ہے کہ حضرت قبلہ عالم قدس تیرہ کو جناب بادا صاحب بستی کلیام کے باہر زندہ بھی نظر آئے تھے جب آپ نے پوچھا کہ باوا جی آپ تو یہاں پھر رہے ہیں میں جنازہ کس کا پڑھاؤں گا؟ فرمایا کہ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ آل رسول میرے گھر میں آئے اور میں ان کا استقبال نہ کروں۔

کہتے ہیں حضرت بادا صاحب وصیت فرما گئے تھے کہ ہماری موت پر کوئی نہ روئے بلکہ گاؤں کی عورتیں شادی بیاہ کی طرح خوشی کے گیت گائیں۔

بادا صاحب سے حضرت قبلہ عالم قدس تیرہ کی راہ و رسم زمانہ طالب علمی سے تھی۔ اس زمانہ میں ان کے بعض ظاہر بین مرید حضرت سے سوال کرتے تھے کہ بادا صاحب کی آپ پر اس قدر توجہ سے تو آپ کی نماز ابھی تک کیوں نہیں چھوٹی؟ حضرت جواب میں فرماتے تھے کہ اگر بادا صاحب خود بھی مجھے ترک نماز کے لئے کہیں تو میں تعمیل نہ کروں گا اور نہ ان لوگوں کی بات ہی مانوں گا جو ان کی ملاقات پر اعتراض کرتے ہیں۔

حضرت فرمایا کرتے تھے کہ جہاد نفس میں انہیں بلند مقام حاصل تھا۔ چنانچہ ایک روز حضرت سے فرمایا: پیر جی! درویشی مجاہدہ کا نام ہے۔ کئی برس سے نفس ٹھنڈا پانی مانگتا ہے۔ لیکن میں اسے گرم پانی دیتا ہوں میں نہیں جانتا کہ کس پھل کا ذائقہ کیسا ہوتا ہے اور میٹھا کسے کہتے ہیں خوراک کے طور پر وال کے چند گھونٹ دوسرے تیسرے وقت پی لیتے تھے۔



بادا صاحبؒ نفس کشی میں اپنی مثال نہیں رکھتے تھے۔ گرمیوں کی دھوپ میں پتھر کی سل پر پڑے رہتے اور سردی میں سقے کو چھت پر کھڑا کر کے ٹھنڈے پانی کی دھارا اپنے سر پر ڈالتے اور عشق الہی کے سوز میں ہائے کرتے رہتے۔ ایک رات کمرے میں سو رہے تھے۔ پاس ہی چار پانی پر ستار رکھا تھا ایک چوہا جو اوپر سے گزرا تو آروں سے ایک جھنکار نکلی تڑپ کر چار پانی سے دور جا کر بے کھتے تھے۔ ہائے سڑی گئیں۔ ہائے بلی گئیں۔ یعنی ہائے جل گیا۔ سماع کا شوق نہایت غالب تھا۔

حضرت قبلہ عالم قدس تیرہ فرماتے تھے کہ مجھے حالت حیات بابرکات بادا فضل الدین صاحبؒ کلیامی میں گاہے گاہے ان کے پاس جانے کا اتفاق ہوا ہے جس قسم کی ریاضات شاقہ نفسانی راحت کو توڑنے والی انہوں نے کی ہیں اہل زمانہ نے ان کی نظیر نہیں دیکھی۔ اہل ظاہران کے اندرونی درد اور شغل باطن سے بے خبری کے باعث ان پر معترض ہوتے تھے۔ ان کا کوئی نفس اسم ذات کے ذکر سے عالی نہ گزرتا تھا اور کمال استغراق حال سے اشتغال ظاہری کی طرف توجہ کرنے سے معذور تھے۔

ایک دن بادا صاحبؒ کی مجلس میں کسی شخص نے پڑھا۔ قمریاں جبین فرید فرید، تو آپ کی ہڈیوں سے تڑاق تڑاق کی آواز آئی۔ اگر اس مجلس میں کوئی وجد کا منکر شخص ہوتا تو وہ بھی حیران ہو جاتا۔ بادا صاحبؒ کی نظر میں ناموس ظاہری کی کچھ وقعت نہ تھی۔ لوگوں سے بے نیاز ہو کر مظاہر صوری میں جمال مطلق کا مشاہدہ کرتے تھے فرماتے تھے۔ نیت مستقیم چاہیے۔ قوال کو وصیت فرمائی تھی کہ میری نعش قبر میں رکھ کر میرے کان کے قریب چنگ خوب زور سے بجانا اور کسی کے منع کرنے سے ہرگز نہ رکنا۔ جب قوال یہ وصیت بجالا یا تو سب عافین میں

بے حد ذرق و شوق کی کیفیت پیدا ہوئی۔  
 حضرت فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں اور بادا صاحب پاک پتن شریف  
 کے عرس پر اکٹھے گئے تھے۔ جب بہشتی دروازہ کے کھلنے کا وقت قریب آیا  
 تو بادا صاحب نے کہا پیر صاحب! دیکھنا جب بہشتی دروازہ کھلے گا تو حضرت  
 گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ پر جو کلس ہے وہ گھوم جائے گا چنانچہ  
 میں نے دیکھا تو واقعی کلس گھوم گیا۔ حضرت نے ۱۳۲۶ھ ہجری (۱۹۰۸ء) میں  
 دروازہ کھلنے سے پہلے ایک مجمع کے سامنے یہ راز ظاہر فرمایا۔ چنانچہ بے شمار  
 لوگوں نے جن میں نواب محمد حیات صاحب قریشی اور حضرت شیخ الجاموس صاحب  
 بھی شامل تھے) اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اس قول کی تصدیق کی۔ اس روز حضرت  
 نے کلس کے گھوم جانے کی حکمت یہ بیان فرمائی تھی کہ اس وقت حضور سرور انبیا  
 صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کبار اور مشائخ عظام تشریف لاتے ہیں اور یہ سلامی،  
 ایک سال بادا صاحب پاک پتن شریف کے عرس پر دیوان صاحب کی  
 حسب فرمائش ان کے لئے ایک قیمتی چیز تحفہ لئے جا رہے تھے۔ اثنائے  
 سفر میں ایک سید زادہ صاحب مصر ہوئے کہ مجھے دے دیں۔ انہوں نے عذر  
 کیا کہ دیوان صاحب نے یہ چیز منگوائی ہے۔ وہ حضرت گنج شکر کی اولاد ہیں  
 میں انہیں ناراض نہیں کر سکتا۔ شاہ صاحب نے کہا کہ اگر دیوان صاحب حضرت  
 گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد ہیں تو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے  
 ہوں۔ یہ سن کر بادا صاحب تڑپ گئے اور وہ چیز اسی وقت ان کے حوالے  
 کر دی۔ پاک پتن شریف پہنچے تو دیوان صاحب سخت ناراض ہوئے۔ رات کو  
 خواب میں حضرت گنج شکر نے حکم دیا کہ بادا صاحب سے معافی مانگو۔ انہوں  
 نے جو کچھ کیا ٹھیک کیا۔

ایک مرتبہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ بذریعہ ریل گاڑی سفر سے واپس آ رہے تھے سخت سردی کا موسم تھا۔ صبح سویرے جب کلیام شریف نزدیک آیا تو فرمایا ادھر کی کھڑکیاں کھول دو کہ باوا افضل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ سے عشق الہی کی ہوائیں چلتی ہیں۔

پنجمہ ضلع شاہ پور کے مشہور عالم اور قاری جناب قاضی عبدالحکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب میں چھاؤنی راولپنڈی میں امام مسجد تھا تو اکثر کلیام شریف حاضر ہوا کرتا تھا۔ باوا صاحب کے ایک مرید مولوی صاحب انہی دنوں حج اور مدینہ منورہ کی زیارت کر گئے اور واپس آکر باواجی سے عرض کیا کہ مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں زیارت سے مشرف فرما کر ارشاد فرمایا کہ اپنے بدعتی پیر کو ہمارا سلام کہنا۔ یہ سن کر باوا صاحب کو بڑی کیفیت ہوئی اور عرصہ تک اس پر وجد کرتے رہے۔

باوا صاحب پر توحید اور ربوبیت کا ایسا غلبہ تھا کہ غیر مسلموں تک سے نہایت مہربانی کے ساتھ پیش آتے تھے اور ان کے لئے دعائے خیر فرماتے تھے۔ کلر کا ایک ہندو زرگر آپ کا مرید تھا۔ اس نے یہ کہہ کر بمع اہل و عیال مسلمان ہونا چاہا کہ قیامت کے دن بھی آپ کے دامن سے وابستہ رہیں۔ فرمایا۔ ”میں نے تمہیں مسلمان کر لیا۔ قیامت کے روز اگر میں کسی قابل ہوا تو تمہیں پہچان لوں گا۔“

اس میں شک نہیں کہ یہ امور علم ظاہر کی دسترس سے باہر ہیں اور کسی اور ہی عالم کی خبر دیتے ہیں۔ علاوہ برآں یہ شرع شریف میں حجت بھی نہیں کہ ان کا تعاقب کیا جائے۔ تاہم جب اس قسم کی باتیں حضرت قبلہ عالم گولڑوی، حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی یا حضرت مولانا جلال الدین رومی جیسے بلند پایہ بزرگان اور



عالمات شریعت کی زبان اور قلم سے نکل جاتی ہیں تو دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگتی ہیں۔ "نفحات الانس" میں حضرت معشوق طوسی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مذکور ہے کہ ان سے نماز چھوٹ گئی تھی۔ علمائے وقت کے اصرار پر آپ نے نماز شروع کی اِنَّا لَنَعْبُدُکَ پہنچنے پر ربُّنَا سے خون جاری ہو گیا۔ فرمانے لگے اب تو مجھے معذور سمجھو گے۔

بعض کتابوں میں ایک مجذوب کے متعلق یہ روایت ملتی ہے کہ وہ بھاڑ جھونکتے تھے۔ ایک سالک راہ برقیہ ارشاد باطنی ان سے یہ دریافت کرنے گئے کہ اللہ تعالیٰ سے کیا مانگوں؟ فرمایا، کل آنا۔ اگلے روز جب وہ پہنچے تو بھنیارن نے افسوس کے ساتھ بتایا کہ بے چارہ جاسوسی کے الزام میں قتل کر دیا گیا ہے اور لاش کے ٹکڑے فلاں جنگل میں پھینکوا دیئے گئے ہیں کہ جانور کھالیں۔ یہ وہاں پہنچے اور کہا: واہ صاحب! خوب ایفائے وعدہ کیا! آواز آئی کہ میاں! یہی تو تمہارے سوال کا جواب ہے۔ سرکار کا ہمارے حال پر بڑا کرم تھا، مگر عمر بھر ہم سے بھاڑ جھونکوا یا۔ بھوکا پیاسا رکھا۔ نماز روزہ اور ارکان اسلام سے محروم رہے اور اب یہ حال کیا جو دیکھ رہے ہو پس اس سے درد اور عشق نہ مانگنا اور جو چاہو مانگ لو۔

دی شب ز سر صدق و صفائے دل من  
در میکدہ آں روح فزلے دل من  
جامے بمن آورد کہ بتان و بنوش  
گفتم نخرم گفت برائے دل من  
شرائع سابقہ میں اس کی نظیر حضرت خضر علیہ السلام کے واقعات میں موجود ہے۔ لیکن آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ میں

بسلامتی عقل و حواس ایسے قطعی خلافِ شرع امور کے ارتکاب کے لئے کوئی جوازِ شرعی نہیں۔ تاہم بعض مستانِ بادہ توحید اہلِ جذب و سکرسے ایسے واقعات کا ظہور ایک امر واقع ہے جن کا ثبوت کتبِ سیرت میں بکثرت ملتا ہے۔ ہاں اصلی اور بناوٹی مجذوب کے درمیان امتیاز نہایت ضروری ہے۔ اسی لئے عوام کے حق میں اربابِ ارشاد و اصحابِ صحو و تمکین ہی کی صحبت مفید ہو سکتی ہے ورنہ غلط فہمی اور غلط روی کا سخت اندیشہ ہے۔

## ۲۔ حضرت خواجہ احمد صاحبِ میروی (وصال ۱۹۱۲ء)

حضرت خواجہ احمد صاحبِ میروی (وصال محرم ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۲ء) حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ آپ کا اصلی وطن بلوچستان تھا۔ تجرد کی زندگی بسر فرمائی۔ زہد و اتقا میں سلف صالحین کا صحیح نمونہ اور وسیع حلقہ ارشاد کے مالک تھے۔ خلفاء کی تعداد چالیس کے قریب بتائی جاتی ہے آپ کے بعد حضرت فقیر احمد صاحب ثانی سجادہ نشین ہوئے اور موجودہ جانشین جناب فقیر عبداللہ صاحب ہیں۔

حضرت خواجہ احمد صاحبِ میروی رحمۃ اللہ علیہ کا ہمارے حضرت صاحب کے ساتھ ارتباط تھا۔ باہم آمد و رفت اور خط و کتابت بھی تھی حضرت کے اثنائے گفتگو میں آپ کو بڑے پیارے انداز میں ”لاؤ کہہ کر بلا تے، جو زبان پنجابی بھائی کے مترادف ہے۔ ایک دو مرتبہ گولڑہ شریف بھی تشریف لائے۔ قاضی عطاء الرسول صاحب سکنہ بدھو بیان کرتے ہیں کہ خواجہ صاحب بابو جی مدظلہ العالی کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے جو اس وقت کم سن تھے اور صرف کی ابتدائی کتابیں پڑھ رہے تھے۔ صرف قاری عبدالرحمن صاحب جو پوری کے درس میں

بابو جی سے قرأت سن کر اس قدر متاثر ہوئے کہ انہیں بازو سے پکڑ کر حضرت قبلہ عالم قدس تیرہ کے پاس لے گئے اور فرمایا: لا لوجی! توجہ فرمائیے کہ یہ کچھ ہو جائے۔ حضرت نے فرمایا: آپ دعا کریں کہ یہ کچھ نہ ہو۔ اس پر خواجہ صاحب ہاتھ ہلا کر منع کرنے لگے کہ نہیں لاؤ نہیں۔ ایسا نہ کیئے۔ دعا کیجئے کہ یہ بہت کچھ ہو۔ بہت اچھا ہو۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ اگر کچھ نہ ہوگا تو بہت کچھ ہوگا۔ کیونکہ اس کو چہ میں کچھ نہ ہونا ہی سب کچھ ہونا ہے۔

تو مباحث اصل کمال میں است و بس

رودر و گم شو وصال این است و بس

پھر دونوں حضرات نے ہاتھ اٹھا کر بارگاہ الہی میں ان کے حق میں دعا فرمائی جس نے قبولیت کا اثر آج ایک عالم پر آشکارا ہے۔

پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ قادریانی معرکہ لاہور کے بعد حضرت خواجہ صاحب میری فرمایا کرتے تھے کہ اگر مرزا قادریانی حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف کے روبرو آجاتا تو پیر صاحب اپنی کرامت کے زور سے اس خناس کو جو گونا گوں وساوس کا باعث ہو رہا ہے زمین کے اندر دھنسا دیتے۔

### ۳۔ حضرت مولوی اکبر علی صاحب میانوالی (وصال ۱۹۵۶ء)

حضرت مولوی اکبر علی صاحب خطیب میانوالی (وصال ۲۷ جمادی الاول ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۹ دسمبر ۱۹۵۶ء) حضرت خواجہ احمد صاحب میروی کے اعظم خلفاء میں سے تھے اور ہمارے حضرت کے ساتھ ان کا گہرا روحانی رابطہ تھا۔ مستند عالم تھے تصوف، کشف اور روحانیت میں بلند مقام رکھتے تھے جو دہری اور نگذیب صاحب ڈپٹی کمشنر سے حضرت قبلہ عالم قدس تیرہ کے دامن گرفتہ ہیں۔ ان کے



نہوھی تعلقات تھے اور ان سے بعض اوقات خاص اسرار کی باتیں بھی بیان فرمادیتے۔ مثلاً یہ کہ آج سبت کے دوران فلاں بزرگ کی روح تشریف فرما ہوئی گورٹہ شریف عرس کے موقع پر بھی کبھی کبھی حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک دفعہ عرس کی مجلس ختم ہوئی تو چودھری صاحب سے فرمایا کہ آج روحانی مجلس میں آواز بلند ہوئی کہ غوث کی عمر ایک برس اور بڑھادی گئی ہے۔ چنانچہ پورے ایک سال بعد حضرت قبلہ عالم قدس تیرہ کا وصال ہوا۔ ان کے صاحبزادے مولوی غلام جیلانی صاحب اب میانوالی کے خطیب اور اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ کی مستند پرستہ کن ہیں۔

### ۳۔ حضرت خواجہ امیر احمد صاحب بسالوی (وصال ۱۹۲۹ء)

حضرت خواجہ امیر احمد صاحب بسالوی (وصال ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ ۱۹۲۹ء) حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب تونسوی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ مجاز تھے۔ کچھ عرصہ تک ان کے صاحبزادہ حضرت خواجہ محمود صاحب کے پاس امامت کی خدمت پر سرفراز رہے۔ ایک مرتبہ صاحبزادہ صاحب موصوف کے ہمراہ گورٹہ شریف آئے تو حضرت قبلہ عالم قدس تیرہ کی مجلس میں صفِ نعال میں بیٹھ گئے حضرت کی دریافت پر بتایا گیا کہ حضرت صاحبزادہ محمود صاحب کے ہمراہیوں میں سے ہیں۔ فرمایا اس شخص سے اللہ اللہ کی خوشبو آرہی ہے۔ بعد میں جب بسال شریف میں آکر مندار شاد پر رونق افروز ہوئے تو اکثر گورٹہ شریف آمد و رفت رہی و بارِ عالیہ گورٹہ شریف کے موجودہ امام مسجد مولوی اللہ بخش صاحب کچھ عرصہ بسال شریف میں ان کے پاس بھی امامت اور تدریس پر قیام پذیر رہے نہیں فرمایا کرتے تھے کہ میں نے حضرت قبلہ عالم قدس تیرہ سے اجازت لے کر آپ کو اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔ صاحب کشف و کرامات اور صاحب ارشاد بزرگ تھے

جنگ کے سادات کا ایک گھرانہ ان کی تعلیم اور توجہ سے راہ راست سے ہمنار ہوا حالانکہ ان لوگوں کی اہلسنت والجماعت کے ساتھ دشمنی اور اصحاب کرام کی شان میں علانیہ تبرائی اس نواح میں مشہور ہو چکی تھی ان میں سے سید محبوب شاہ صاحب نے حضرت خواجہ امیر احمد صاحب بساوی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں منسلک ہو کر علم دین حاصل کیا اور اہلسنت والجماعت کی تبلیغ کو اپنا شعار بنالیا۔

حضرت صاحب بساویؒ کا حلقہ ارشاد پشاور سے بلوچستان تک پھیلا ہوا ہے اور ملک کے اندر متعدد خلفاء ان کے انوار ہدایت پھیلانے میں سرگرم ہیں سلیمان آباد (بسال شریف) میں ان کے جانشین جناب میاں محمد صاحب اس وقت سجادہ نشین ہیں۔ کثرت مراقبہ اور شغل کے باعث حضرت اعلیٰ بساویؒ آخر عمر میں چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے تھے۔ مگر حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کے وصال پر پشگورے میں بیٹھ کر گولڑہ شریف کا سفر اختیار فرمایا اور وصال کے بعد اگلی ہی رات مزار شریف پر حاضری دی۔ مزار شریف کی طرف دیکھ دیکھ کر مٹکراتے تھے۔

۴۔ حضرت سلطان نور احمد صاحب دربار سلطان العارفين باہو

سلطان العارفين حضرت سلطان باہو صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سجادہ نشین حضرت سلطان نور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے حضرت کے تعلق اور روحانی نسبت کے متعلق ایک روایت ہے کہ سلطان صاحب موصوف نے ایک سید زادہ کو ان کے سوال پر ایک گھوڑا عطا کرنا قبول فرمایا ان شاہ صاحب نے اصطبل میں حضرت موصوف کی ذاتی سواری کے پیش قیمت

گھوڑے پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا کہ اگر لیا تو یہ گھوڑا لوں گا۔ چونکہ سلطان صاحب سید کا سوال رد فرمانا نہیں چاہتے تھے اس لئے آپ نے وہی گھوڑا اُن کو دے دیا۔ کچھ عرصہ بعد یہی سید صاحب سیال شریف کے عرس میں ہمارے حضرت کی جلو میں اژدہام خلق دیکھ کر سوال کے ارادہ سے لپک کر آپ کی طرف آئے آپ نے اُن کے سوال سے پہلے ہی کچھ رقم جیب سے نکال کر حوالے کی اور سلطان صاحب کے گھوڑے کا ذکر فرما کر بطور تنبیہ فرمایا کہ سیادت اعلیٰ شرف ہے لے حقیر دنیا کے لئے استعمال کرنا زیب نہیں دیتا۔ سید صاحب سخت متعجب ہوئے کہ انہیں کیسے معلوم ہو گیا۔

حضرت قبلہ عالم قدس تیرہ کا حضرت سلطان باہو صاحب کے ساتھ جو روحانی تعلق تھا اس کے متعلق میرے والد مرحوم یہ چشم دید واقعہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ غلام رسول خان کھر سپرنٹنڈنٹ پولیس کی دعوت پر حضرت قبلہ عالم قدس تیرہ کروڑ ضلع مظفر گڑھ تشریف لے گئے۔ وہاں قاضی فقیر محمد صاحب سکنہ بستی قاضیاں آپ کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ انہیں دیکھتے ہی حضرت تعظیماً کھڑے ہو گئے اور معانقہ فرمایا۔ چونکہ قاضی صاحب موصوف حکمت کا کام کرتے تھے اور اس نواح میں کسی غیر معمولی حیثیت یا شہرت کے مالک نہیں سمجھے جاتے تھے اس لئے حاضرین کو اس بات پر تعجب ہوا چنانچہ ایک ذی وجاہت آدمی نے عرض کیا کہ حضرت یہ تو اس علاقہ کے ایک طبیب ہیں اس پر آپ نے قدرے جوش کے لہجے میں فرمایا کہ ”میں طبیب وغیرہ نہیں جانتا میں صرف اس قدر جانتا ہوں کہ یہ حضرت سلطان العارفین (سلطان باہو) رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں۔“ قاضی صاحب کو اس سے پہلے حضرت کے ساتھ کوئی تعارف حاصل نہیں تھا۔



۴۔ حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب (وصال ۱۹۵۱ء)

حافظ جماعت علی شاہ صاحب علی پوری (وصال ۱۹۳۹ء)

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب (وصال ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۹۵۱ء)  
اور حضرت حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب لاثانی (وصال ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹۳۹ء)  
علی پور شریف ضلع سیالکوٹ خاندان عالیہ نقشبندیہ کے مشہور بزرگان طریقت کی  
حضرت قبلہ عالم قدس تبرہ کے ساتھ راہ درسم کی روایات موجود ہیں۔ ہمارے  
ایک برادر طریقت شیخ فضل قادر صاحب سکنہ علاقہ حضور بیان کرتے تھے کہ  
۱۹۱۰ء میں یہ دونوں حضرات جناب بابو جی تذللہ العالی کی شادی کی تقریب میں  
شریک ہوئے تھے حضرت کے وصال پر جناب پیر جماعت علی شاہ صاحب  
اور جناب حافظ جماعت علی شاہ صاحب کے بعد دیگرے فاتح خوانی اور زیارت  
مزار کے لئے گولڑہ شریف آئے تھے اور اول الذکر نے فرمایا تھا کہ مجھے حضرت قبلہ  
عالم قدس تبرہ کی شاگردی کا شرف حاصل ہے۔ حضرت موصوف قادیانی معرکہ  
لاہور میں ہمارے حضرت کے ناصرین و معاونین میں شامل تھے اور حلقہ شاہی  
مسجد میں تقریر بھی فرمائی تھی۔

دونوں حضرات نے خلافت حضرت بابا جی خواجہ فقیر محمد صاحب فاروقی نقشبندی  
تیراہی، چوڑہ شریف ضلع کیمیل پور سے پائی تھی۔ حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب  
حسنی شیرازی اور حضرت حافظ جماعت علی شاہ صاحب حسینی جعفری سید تھے  
حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب برصغیر ہند و پاکستان کی ایک  
مشہور شخصیت ہیں۔ آپ نے ایک سو دس برس کی عمر پائی۔ ساٹھ حج کیے۔

کئے۔ ۱۹۰۸ء میں بمقام لاہور مزار صاحب تادیانی کو مبارک کی دعوت دی اور انکار ہوئے پر برسرِ عام مزار کی سورت کی پیشین گوئی کی جو ایک ہفتہ کے اندر صحیح ثابت ہوئی۔ حجاز ریلوے، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، خلافت فنڈ، سمرنا فنڈ، اگر فنڈ میں دل کھول کر چندہ دیا۔ تحریک ہجرت کی مخالفت کی۔ اگرہ میں آریوں نے فتنہ ارتداد کھڑا کیا تو اٹھ اضلاع میں تبلیغ کروائی بے شمار مساجد تعمیر کروائیں اور درس جاری کروائے۔ علمائے اہلسنت اور ان کی جمعیوں اور کانفرنسوں کی جا بجا رہنمائی فرمائی۔

شیعہ اور غیر مقلدین کے ساتھ مناظرے کیئے اور کرواتے اور کتابیں لپیٹ کروائیں۔ آپ خلفاء اور مریدین کا ایک بڑا سلسلہ چھوڑ گئے ہیں جو خدمت اسلام میں مصروف ہیں۔

حضرت قبلہ حافظ صاحب نسبتاً ایک گوشہ نشین بزرگ تھے جن کی زیادہ تر توجہ باطنی تزکیہ نفس اور ذکر و اذکار پر مبذول رہی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

## ۵۔ حضرت میاں شیر محمد صاحب شہر قیوری (۱۹۶۳ء تا ۱۹۲۹ء)

کتاب "خزینہ معرفت" تذکرہ مشائخ نقشبندیہ میں درج ہے کہ حضرت میاں شیر محمد صاحب شہر قیوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ پشاور سے واپسی پر گڑھ شریف اتر کر حضرت قبلہ عالم قدس تبرہ سے ملاقات کی۔ اس کے علاوہ پاک پتن شریف میں حضرت بابا صاحب کے عرس پر باہم ملاقاتوں کی بھی روایت ملتی ہیں چنانچہ شیخ فضل قادر صاحب بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ حضرت میاں صاحب شہر قیوری، حضرت بابا صاحب کے مزار شریف کے قریب تشریف فرما تھے حضرت قبلہ عالم قدس تبرہ تشریف لائے تو میاں صاحب تعظیماً اٹھ کھڑے

ہوئے۔ حضرتؒ کے فرمانے پر کہ آپ یہ تکلیف نہ کیا کریں۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ میں تو یہاں حضرت بابا صاحب کی زیارت کے علاوہ آپؒ کی ملاقات کی غرض سے بھی حاضر ہوتا ہوں۔ آپ اپنے زمانہ میں خاندان عایشان نقشبندیہ کے ایک مشہور بزرگ گذرے ہیں۔ آپ نے سلسلہ مجددیہ معصومیہ کے ایک شیخ حضرت خواجہ امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت پائی تھی جن کا آستانہ کوٹلیہ جو بیگ نزدیک پٹوہ کا ضلع شیخوپورہ میں مرجع خلافت ہے۔

حضرت میاں صاحبؒ طریقت کے ایک بڑے شیخ شریعت کے علمبردار اور سنت نبویؐ کی پیروی پر انتہائی تاکید فرمانے والے بزرگ تھے آپؒ کی زینہ اولاد نہ تھی۔ آپؒ کے بھائی حضرت میاں غلام اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے، اور ۱۹۵۷ء میں ان کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادگان جناب میاں غلام احمد اور جناب میاں جمیل احمد صاحبان سجادگان سے، طریقت اور شریعت کا یہ مقدس سلسلہ سلوک شریعہ میں اور دیگر خلفائے کرام کے ذریعے پاکستان میں جاری و ساری ہے۔ آپ کے خلفائے کرام میں سے حضرت سید اسماعیل صاحب کراں و سابق ضلع ماہیوال اور حضرت خواجہ محمد عمر صاحب بیربل ضلع سرگودھا کے کمالات علم و فقر کا کافی چرچا ہے۔

حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ اپنے ایک مخلص مولوی محمد ابراہیم صاحب قصوری سے سوال کیا کہ کلمہ طیبہ میں لفظ ”لا“ غیر اللہ کی نفی ہے یا عین اللہ کی نفی ہے یا عین اللہ کی؟ عرض کیا غیر اللہ کی نفی کی جاتی ہے فرمایا۔ پھر حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کے کیا معنی ہوئے کہ جب اللہ اللہ کا ذکر کرے ہے تو کسی نے کہا لا اِلٰهَ اِلَّا اللہ کیوں نہیں کہتے تو نعرہ مار کر فرمایا کہ اس خوف سے کہ مبادا ”الا“ کہنے پر ہی میری زبان بند ہو جائے اور دم نکل جائے۔



ہمارے حضرتؒ نے بھی ایک سفر میں اسی قسم کے سوال پر فرمایا تھا کہ درویش کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ عشق ہوتا ہے۔ وہ اپنے محبوب کا نام لینے میں ”لَا إِلَهَ إِلَّا“ کے الفاظ کی تاخیر برداشت نہیں کر سکتا اور جذباتی کے اس لمحہ بھر کو بھی گھٹا دینا چاہتا ہے۔

حضرت شبلیؒ کو وصال کے وقت کلمہ طیبہ کی تلقین کی گئی تھی جس پر فرمایا کہ جب غیرے ہی نہیں تو نفی کس کی کروں؟ اور حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی قدس سرہ العزیز نے بھی آخری وقت میں یہ شعر کہا تھا۔

غبارِ خاطر عشاق مدعا طلبی ست  
نخلوتے کہ منم یاد دوست بے ادبی ست

رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

## ۶۔ حضرت خواجہ عبدالعزیز صاحبؒ و فرہ (وصال ۱۹۵۴ء)

حضرت خواجہ عبدالعزیز صاحب تادری المعروف حضرت صاحب ڈفرہ والے رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۱۳۶۴ھ۔ نومبر ۱۹۵۴ء) جن کا مزار زراعت فارم راولپنڈی مری روڈ کے پاس ہے، ہمارے حضرتؒ کے ساتھ عقیدت رکھتے تھے اور آپ سے اکتسابِ فیض بھی فرمایا۔ عالمِ طفولیت سے ادھیڑ عمر تک ممالک اسلامیہ میں سیر و سیاحت کر کے اولیاء اللہ مشہورین و مستورین اور سابقہ بزرگانِ دین سے فیض حاصل کیا۔ گولڑہ شریف میں اپنی پہلی حاضری کے متعلق ملک غلام فرید خان ٹوانہ سے بیان فرمایا کہ میں بچپن میں گولڑہ شریف جاتا تھا۔ راستہ میں کچھ سوار آتے ہوئے نظر آئے اور میں اس ڈر سے ایک کھد میں چھپ گیا کہ شاید کسی پولیس افسر کی سواری آرہی ہے لیکن ایک

سوار اپنا راستہ چھوڑ کر میرے پاس آگیا جس کی دریافت پر میں نے بتایا کہ  
 پیر صاحب کی زیارت کے لئے گوڑہ شریف جا رہا ہوں۔ وہاں پہنچ کر معلوم  
 ہوا کہ وہ سوار خود حضرت قبلہ عالم پیر صاحب ہی تھے۔ آپ نے بڑی مہربانی سے  
 رات سگریں ٹھہرایا اور صبح کئی وظائف عطا فرمائے۔ حزب البحر پڑھنے کا طریقہ  
 بتایا اور اس کی اجازت بھی عطا فرمائی۔

ملک غلام فرید خان صاحب سے یہ روایت بھی ہے کہ فرمایا جب میں نے  
 راولپنڈی میں سکونت اختیار کر لی تھی تو ایک دفعہ تریاق دماغ کی ایک مجرب  
 معجون تیار کر رہا تھا کہ ایک رات حضرت قبلہ عالم قدس سرہ نے خواب میں  
 فرمایا کہ اس معجون میں ہمارا حصہ بھی رکھیں۔ چنانچہ جب تیار ہو گئی تو میں نے کچھ  
 حضرت کی خدمت میں پہنچا دی۔ پھر فرمایا کہ دورانِ سیاحت بعض اوقات پہاڑوں  
 کی جڑی بوٹیاں اپنی تاثیر سے مجھے خود آگاہ کر دیتی تھیں اور میں انہیں استعمال  
 میں لے آتا تھا۔

خواجہ صاحب مختلف امراض کے لئے شوقیہ طور پر ادویات تیار کرتے  
 رہتے تھے جو ہمیشہ مفید اور زود اثر ثابت ہوا کرتی تھیں۔ اس چیز کو آپ نے  
 خدمتِ خلق کا ظاہری سبب بنایا ہوا تھا۔

اُن کے ایک مُرید قاضی عزیز الرحمن صاحب سکنہ قاضیاں علاقہ گوجران  
 انسپکٹر مدارس بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مولوی صاحب کے ساتھ جو کشف  
 قبور کا ملکہ رکھتے تھے، ایک مرتبہ سیال شریف حاضر ہوا جب روضہ شریف  
 سے باہر آئے تو ان مولوی صاحب نے بتایا کہ حضرت اعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری  
 بیعت کے متعلق دریافت فرمایا تھا کہ کہاں ہے۔ جب میں نے لاعلمی کا اظہار  
 کیا تو معا ایک بزرگ ہوا میں دو زانو بیٹھے ہوئے آگئے اور حضرت کے پاس

جائیٹھے اور مولوی صاحب نے اس بزرگ کا حلیہ اور وضع قطع، لباس اور طریقہ نشست بعینہ وہی بیان کیا جو حضرت خواجہ صاحب ڈفرہ والوں کا تھا۔

ملک محمد نواز نوشہروی کا بیان ہے کہ کوہ مری میں ایک شخص نے اُن کے سامنے حضرت خواجہ صاحب ڈفرہ والوں سے بیعت کے لئے درخواست کی۔ آپؑ نے پوچھا۔ پہلے تو کہیں بیعت نہیں ہوئے۔ کہا پیر صاحب گورہ شریف سے بیعت تھی مگر اُن کا وصال ہو گیا ہے۔ خواجہ صاحب نے سخت ناراضی کے عالم میں فرمایا۔ ادبے نصیب تو نے حضرت قبلہ عالم قدس سے بڑھ کو مُردہ سمجھ لیا ہے۔ اس مرتبہ و شان کے ادیاء اللہ ہمیشہ زندہ اور باقی بالند ہوتے ہیں۔

## ۷۔ حضرت حافظ عبد الکریم صاحب عید کا شریف اولپنڈی

حضرت حافظ عبد الکریم صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ حضرت بابا جی فقیر محمد صاحب تیراہی چورہ شریف کے خلیفہ تھے۔ عرب البحر کا وظیفہ ہمارے حضرتؑ سے حاصل کیا تھا جس کی روایت مولوی عبد اللہ صاحب کنجاہی آپ کی زبانی اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ایک اجنبی بزرگ کی رہنمائی میں حضرت قبلہ عالم قدس سے کہا کہ اسے عرب البحر کی اجازت دیجئے اور اس کا طریقہ بھی سمجھا دیجئے۔ یہ کہہ کر وہ بزرگ چلے گئے۔ اگلے روز حضرت نے اجازت دی اور طریقہ درد عطا فرمایا اور معلوم ہوا کہ یہ بزرگ خود حضرت علیہ السلام تھے۔



## ۸۔ حضرت مخدوم صدق الدین شاہ صاحب گیلانی ملتان

ہمارے حضرت کے ساتھ ملتان کے مشہور پیر طریقت حضرت مخدوم صدق الدین شاہ صاحب قادری گیلانی سجادہ نشین دربار حضرت سید جمال الدین موسیٰ پاک شہید (رحمۃ اللہ علیہما) کی دوستی عقیدت کی حد تک بڑھی ہوئی تھی۔ حضرت کا پاک پتن شریف کا سفر عموماً ملتان کی راہ سے ہوتا اور ہر سال باہم ملاقات رہتی۔ اختلافی مسائل میں مخدوم صاحب کا مدار آپ ہی کے مسک پر ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اطلاق لفظ بشر اور حاضر ناظر کے مسائل پر ان کے استفتاء کے جواب میں حضرت کا ایک مکتوب گرامی باب "مکتوبات" میں درج ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مخدوم صاحب کو ملتان اور نواحی اضلاع میں روحانی قیادت اور عظمت عطا فرما رکھی تھی۔ قطع نظر اس تقدس اور احترام کے جو اس آستانہ عالیہ قادریہ کو حاصل ہے اور جس کی وجہ سے اس نام دربار پیر پڑ گیا ہے اور اس کے دو قریبی شہر پناہ کے دروازوں کو بھی دس صدیوں سے "پاک دروازہ" اور "حرم دروازہ" کہتے چلے آ رہے ہیں خود حضرت مخدوم صاحب کی ذات کے ساتھ عوامی عقیدت کا یہ حال تھا کہ جب ۱۹۲۴ء میں آپ فریضہ حج سے واپس آئے تو اس خطے کے لوگوں نے ایسا شاندار استقبال کیا کہ ملتان میں شاید کسی بادشاہ کو بھی نصیب نہیں ہوا ہو گا۔ جب ریلوے اسٹیشن کے وسیع اور طویل پلیٹ فارموں پر تل دھرنے کو جگہ نہ رہی تو لوگ لائن کے کنارے دونوں طرف پھیلتے گئے اور یہ قطاریں سگنل کے قریب تک چلی گئیں۔ بہت پہلے جب ایک دفعہ ملتان میں ہندو مسلم فساد کا خطرہ پیدا ہوا اور بازار بند ہو گئے تو یہیں کہ مخدوم صاحب خود سوار ہو کر آ رہے ہیں۔ دوکاندار کیا ہندو، کیا مسلمان خود بخود

دریا نہیں کھول کر بیٹھ گئے۔

## ۹۔ حضرت مخدوم الشہنشاہ صاحب گیلانی ملتان

حضرت مخدوم الشہنشاہ صاحب گیلانی بھی حضرت جمال الدین موسیٰ پاک شہید کی اولاد سے ہیں۔ دربان پیر ملتان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور حضرت مخدوم کے بڑے صاحبزادے کی اولاد سے بیان ہوتے ہیں جن کو اپنے والد کی اہلک تفریق ہوئی تھی اور چھوٹے بھائی کے حصہ میں آپ کا سجادہ طریقت آیا تھا۔ گوڑہ شریف حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر استفادہ فرمایا اور حضرت نے انہیں تحفہ میں بٹھا کر کلمہ طیبہ کی تلقین فرمائی۔

## ۱۰۔ حضرت سید غلام عباس سجادہ نشین مکہ شریف

مکہ شریف کے خاندان قادریہ کے مشہور سجادہ نشین حضرت غلام عباس شاہ صاحب حسنی جیلانی کے دو خطوط دربار عالیہ گوڑہ شریف میں محفوظ ہیں جو حضرت کے ساتھ ان کے تعلقات پر روشنی ڈالتے ہیں۔ ایک پر ۲۲ مئی ۱۹۱۲ء کی تاریخ ہے۔ اس میں حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کو شیعہ سنی مناظرہ موضع جند ضلع کیمیل پور میں شرکت کی دعوت دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۴ مارچ کو وہاں شیعہ اور اہل سنت جماعت کے درمیان خلافت کے موضع پر بحث ہونے والی ہے۔ اہل سنت کی طرف سے مناظر مولوی سلطان محمود گنجوی مدرس ڈیرہ غازی خان ہیں۔ اور شیعہ صاحبان کی طرف سے مخدوم صاحب بلوٹ والے مہتمم ہیں۔ نیاز مند کو بھی اہل سنت کی طرف سے مجبور کیا

کیا جبار ہے کہ اس بحث میں شریک ہوں۔ فقیر چاہتا ہے کہ جناب والا بھی شریک ہوں اور سب اہل سنت کی رائے بھی یہی ہے لیکن اس خط و کتابت کا علم محض فقیر تک محدود ہے۔ دوسرے خط میں جو، رمی ۱۹۱۲ء کا ہے۔ فرماتے ہیں :-

نوازش نامہ نے فخر و مباہت بخشی..... امید ہے کہ جناب توجہ تام کو مبذول فرمائے رکھیں گے۔ فقیر نہایت ہی جناب کی اس مہربانی کا شکریہ ادا کرتا ہے جو کہ آپ نے اپنی خونی شفقت سے بندہ کو ان امور سے آگاہ فرمایا جو فقیر کے لئے مناسب امور تھے.....

یہ امر ہویدا ہے کہ آج کل مسلمانوں کی جو نازک حالت ہے وہ ہرگز اس امر کے قابل نہیں کہ خانہ جنگیاں شروع رہیں مگر آفرینش سے انسان طینت سے ایسا پیدا کیا گیا ہے کہ وہ اپنی عمر کا ایک حصہ انہی کاموں میں گزارنا چاہتا ہے۔ معرکہ شیوہ کے خیال حضور پیر محبوب سبحانی قدس سرہ العزیزہ کے حق میں بہت ہی بُرا اثر پیدا کرنے والے ہوتے ہیں۔ گویا آپ کے جد کی برکت ہے کہ کسی کو اس ملک میں حضور کی نسبت گفتگو کا موقع نہیں ملتا۔ اور انشاء اللہ نہ ملے گا۔ مگر تاہم احتیاط امر لا بدی ہے۔ مولوی صاحب (سلطان محمود گنجوی) کے خط سے معلوم ہوا کہ حافظ صاحب سید جماعت علی شاہ صاحب بھی شریک ہوں گے۔ فقیر کا ارادہ اس صورت میں جلنے کا ہو سکتا ہے۔ جب جناب بھی تشریف لائیں مخدوم بلوٹ والوں کی طرف سے بڑی گوشش ہو رہی ہے یہ امر



لایدی ہے کہ اگر بندہ یا حضور اس موقع پر حاضر نہ ہوئے تو دین اللہ کی کمزوری کے ماسوا دشمنان دین ... سے ایک محل طعنہ کا ضرور ہوگا۔ فقیہ نے ابھی تک بغیر جناب کوئی پختہ رائے لینے کسی استفسار کنندہ کے آگے ظاہر نہیں کی۔ جیسے رائے ہو اس سے آگاہ فرمایا۔ دوئم امر اگر یہ خیال بھی کیا جاوے کہ ہمارے منصب اس امر کے متقاضی ہیں کہ کسی شخص کا دل رنجیدہ نہ کریں لیکن بعض گروہ ایسے ہیں کہ وہ کسی حال میں شکر گزار نہیں رہ سکتے مزید خیال فرما کر اور ساری وجوہات پر نظر ڈال کر اپنی رائے مبارک سے سرفراز فرمادیں گے کہ اسی کے مطابق طرز عمل رہے۔

اس مضمون سے حضرت قبلہ عالم قدس تیرہ کے جواب کی منشاء پر واضح اشارات ملتے ہیں کہ حضور اُن فرقہ دارانہ مناظرات کو پسند نہیں کرتے تھے لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے پیر صاحب مکھڑ شریف کے اصرار اور حالات کے تقاضوں کو مدنظر رکھ کر بالآخر شمولیت پر آمادگی کا اظہار فرما دیا تھا کیونکہ حسب روایات جب حکومت نے اس مناظرہ کی مخالفت کر دی تو آپ نے فرمایا۔

مُراداں من دیاں من وق رہیاں

شیعہاں نوں من دیاں باتاں نہ کہیاں  
حضرت بابو جی مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ انہی ایام میں جب کہ چند میں مناظرہ کے متعلق باتیں ہو رہی تھیں ایک سید محمد عالم شاہ نامی جو کبھی کبھی حضرت قبلہ عالم قدس تیرہ کی خدمت میں آیا کرتے تھے اور شیعہ خیالات رکھتے۔ آپ کی خدمت میں آئے اور علین اس وقت جب کہ ہم سبق پڑھ رہے تھے حاضر ہو کر باتوں

باتوں میں یہ سوال کیا کہ اصحابِ ثلاثہ کی خلافت کے خلاف شیعہ علماء یہ دلیل پیش کرتے ہیں۔

وَإِذْ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ نَّاتِمَةٍ طَقَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ  
إِمَامًا طَقَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي طَقَالَ لَا يَتَّخِذُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ۝ (البقرة ۱۲۴)

ترجمہ :- اور جس وقت آزمائش فرمائی ابراہیمؑ کی اُس کے پروردگار نے  
ساتھ کئی باتوں کے پس پورا کیا (ابراہیمؑ نے) اُن کو فرمایا (اللہ تعالیٰ  
نے) بے شک میں تجھے انسانوں کے لئے امام بنانے والا ہوں بعض  
کیا اور میری اولاد سے بھی فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔  
پس معلوم ہوا کہ ظالم عہد امامت کے لائق نہیں اور قرآن مجید نے شرک  
کو ظلم عظیم فرمایا ہے (إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ) اور اصحابِ ثلاثہؓ اسلام لانے  
سے پہلے مذہبِ بت پرستی پر تھے حضرت ”یسن کر مسکراتے اور فرمایا کہ شاہ جی!  
جو لوگ یہ دلیل پیش کرتے ہیں انہیں شاید ”ایسا غوجی“ بھی نہیں آتی۔

انہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ یہ قضیہ مشروطہ عامہ ہے جس میں موضوع پر حکمِ تاوقت  
وصف ہوتا ہے۔ لہذا جب تک وصفِ ظلم رہے گا حکم رہے گا۔ ”والا فلا“ شاہ  
صاحب یسن کر حیران رہ گئے اور واپس جا کر شیعہ علماء سے ذکر کیا اور یہ بھی  
جا کر کہا کہ اگر یہ شخص مناظرہ میں شریک ہوا تو تمہاری خیر نہیں۔ بابو جی فرماتے ہیں  
کہ یہ مناظرہ بعض وجوہ کی بناء پر ملتوی ہو گیا تھا۔

تعجب ہے کہ جن لوگوں نے اس مناظرہ جند کی تحریک کی تھی اور شیعہ  
حضرات کے قائد تھے۔ وہ اپنا شجرہ نسب حضرت سیدنا میراں محمد شاہ موج دریا

لے ”ایسا غوجی“ علم منطق کے ایک ابتدائی رسالہ کا نام ہے۔ (فیض)

مُجھاری (لاہوری) رحمۃ اللہ علیہ (۹۴۰ تا ۱۰۱۳ ہجری) تک پہنچاتے تھے حالانکہ

آنجناب کے متعلق تاریخ شارح لاہور اور کئی دیگر معتبر کتب میں یہ واقعہ درج ہے کہ کسی شیعہ نے آنجناب کے اہلسنت والجماعت ہونے پر طعن کیا تھا کہ کاٹھ دی گئی نہیں اور سید سنی نہیں۔ اور آپؑ نے اس تحدی کو قبول فرما کر "کاٹھ دی گئی" (لکڑی کی دیگی) بنوائی اور شیعہ سنی کے ایک بڑے مجمع کے اندر اس میں چادر لپکا کر کھلا دیئے تھے۔

### احضرت پیر قطب شاہ صاحب سندیلوی (وصال ۱۹۲۶-۲۷ء)

حضرت پیر سید قطب شاہ صاحب قادری (سندیلہ شریف ضلع لاہور) (وصال ۱۹۲۶-۲۷ء) بھی ہمارے حضرت کے ساتھ تعارف اور عقیدت رکھتے تھے جس سال حضرتؒ نے اس علاقے کے مخلصین کی درخواست پر بغداد علاقہ تکبہ اور حضرت صوفی علی حیدر شاہ صاحبؒ کے مزار قاضی غالب کا سفر فرمایا تھا تو جناب پیر قطب شاہ صاحبؒ کی دعوت پر سندیلہ نوالی میں بھی ان کے یہاں ایک روز مقام فرمایا تھا۔ ان کے دو مشہور خلفاء حضرت مولوی شیر محمد صاحب فتح پور ضلع ساہیوال) اور حضرت میاں اللہ یار صاحب کملانہ (ضلع جھنگ) سے ان علاقہ جات کے اکثر لوگوں کی عقیدت و ایستہ ہے۔ ایک کتاب بعنوان "اسرار معرفت" اور ایک رسالہ "حیات النبی" حضرت پیر قطب شاہ صاحبؒ کی تصانیف سے یادگار ہیں۔ شاہ صاحب قبلہ کے سلسلہ کے ایک درویش جناب سائیں غلام محمد صاحب کے مخطوطات مطبوعہ میں حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کا کافی تذکرہ ملتا ہے اگرچہ بعض روایات کی نسبت حضرتؒ کی طرف درست معلوم نہیں ہوتی۔



## ۱۲۔ حضرت خواجہ عبدالرحیم صاحب باغدرہ حسن ابدال

حضرت خواجہ عبدالرحیم صاحب سابق باغ درہ حال ساک آباد علاقہ حسن ابدال موہڑہ شریف والوں کے خلیفہ اور خاندان نقشبندیہ میں ایک بڑے حلقہ کے پیشوا ہیں۔ انہیں حضرت قبلہ عالم قدس سترہ کے ساتھ ہمیشہ بہت عقیدت رہی۔ حضرت قبلہ عالم قدس سترہ کے متعلق ایک سائل کی دریافت پر فرمایا: ”ہر شخص کو اپنے پیر کی تعریف کرنی چاہیئے۔ لیکن سچی بات یہ ہے کہ حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف چاند ہیں اور باقی ستارے“

## ۱۳۔ حضرت خواجہ عبدالرحمن صاحب چھوہرہ شریف ہری پور

حضرت خواجہ عبدالرحمن صاحب قادری (چھوہرہ شریف ضلع ہزارہ) حضرت قبلہ عالم قدس سترہ کے ہم عصر تھے اور غالباً باہم ملاقات بھی تھی ان کے متوسلین میں سے کسی صاحب نے ایک رسالہ ”موسومہ صلوٰۃ الرسول“ شائع کیا ہے جس میں انہیں غوث اعظم کہا گیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت قبلہ عالم گولڑہ شریف قدس سترہ نے انہیں ایک وظیفہ بتایا تھا جس کا مقصد حصول مال و زر تھا مگر انہوں نے پڑھنے سے انکار کر دیا تھا جب یہ رسالہ نظر سے گزرا تو راقم الحروف نے موجودہ سجادہ نشین صاحب زادہ محمود صاحب کی خدمت میں مندرجہ ذیل خط ارسال کیا جس پر انہوں نے ازراہ نوازش اپنے صاحبزادے کو حضرت بابو جی مدظلہ العالی کے پاس بھیج کر اپنی لاعلمی اور ان غیر واقعی تحریرات کی اشاعت پر معذرت کا اظہار فرمایا۔

## نقل خط متعلق بعض اندراجات رسالہ صلوٰۃ الرسول

مکرمی واجب الاحترام جناب صاحبزادہ محمود صاحب زید مجدہم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد از تحیات مسنونہ گزارش بخد متعالیہ اینکہ کچھ روز ہوئے کتاب مجموعہ صلوٰۃ الرسول کے مطالعہ کا اتفاق ہوا ابتداً کتاب میں آپ کے حضرت علیہ الرحمۃ کے مختصر حالات بھی کسی متوصل نے تحریر کر دیئے ہیں۔ میری ناقص رائے میں غوث اعظم ہونا تو ایک ایسا مقام ہے جسے حضور سرکار بغداد قدس سیرہ کے بعد کسی کے لئے ثابت کرنا سواہی ہے۔ فقط آنجناب کا ارادت مند ہونا وہ کمال ہے جس کے سامنے بڑے بڑے مدعیان فقر و ولایت کے کمالات یسج ہیں جیسا کہ قصیدہ عالیہ غوثیہ سے واضح ہوتا ہے۔ اسی لئے تو کہا گیا ہے۔

سگ درگاہ جیلاں شروحوں خواہی قرب ربانی

کہ بر شیراں شرف وارد سگ درگاہ جیلانی

بہر حال کسی متوصل کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اپنے شیخ کی تعریف و توصیف ایسے انداز میں کرے جس سے کسی دوسرے خدارسیدہ و خدارساں کی توہین کا پہلو نکلتا ہو۔ کیونکہ جب فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی ذات بابرکات نے اپنے متعلق یہ ارشاد فرمایا کہ لَا تَقْضُوا فِی عَلٰی یُونُسَ ابْنِ یثْرِ کہ مجھے حضرت یونس علیہ السلام پر فضیلت متادو۔ حالانکہ دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ۔ اَنَا سَيِّدُ دُلْدِ اَدَمَ وَلَا فَخْرَ کہ میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں جس کی تطبیق علمائے کرام نے بیان یہ فرمائی ہے کہ پہلے ارشاد سے آنجناب کی وہ فضیلت ہے جس سے کسی دوسرے پیغمبر کی قرین کا پہلو نکلے تو پھر کسی اور انسان

کو ایسی مدح و ثناء جس سے دوسروں کی تنقیص مترشح ہوتی ہے کہاں درست ہوگی۔

بندہ خاص طور پر آپ کی توجہ اس روایت کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہے جو کتاب مذکور کے صفحہ دس پر موجود ہے جس میں ابنوں نے تصریح کی ہے کہ حضرت اقدس گولڑوی قدس سرہ نے حضرت صاحب پھوروی کو ایسا وظیفہ پڑھنے پر اصرار فرمایا تھا جس کا مقصد حصول مال و زر تھا۔ جس پر حضرت موصوف نے پڑھنے سے انکار فرمادیا۔ حالانکہ جن لوگوں کو حضرت گولڑوی علیہ الرحمۃ کے مسلک سے ذرا بھی واقفیت ہے وہ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ حضور علیہ الرحمۃ کسی بھی مسلمان کے لئے کلام الہی اور وظائف و اوراد کا بغرض حصول مال و زر پڑھنا نہایت ہی معیوب فرماتے تھے چنانچہ آنجناب کے ملفوظات مطبوعہ کے متعدد مقامات اس امر کی بین دلیل ہیں خصوصاً صفحہ ۱۵۳ پر عبارت ذیل ملاحظہ ہو۔

شیوۂ فقر محمدی کفایت شعاری است و ترک تکلف فرمودند اے اوراد و خوان وظائف و سورہ قرآنی محض برائے حصول اغراض دنیاوی کا بہ خوب نیست، بلکہ نقاق است و ازیں سبب فائدہ حاصل نہیں شود و ہمہ عمر ضائع مے شود کلام اللہ را محض برائے غرض ثواب و رضائے حق خواندہ شود و خود خدا کے عز و جل مسبب الاسباب کا رساز است۔ در حدیث آمد است ( مَنْ كَانَ لِلَّهِ كَانَ لِلَّهِ ) چہ طور تسلیم کردہ شود کہ بندہ



ہر گاہ بندہ خدا باشد باز در ہمہ حالات مطیعین نا باشد۔ حافظ علیہ الرحمۃ  
در دیوان مے فرماید

تو بندگی چوں گدایاں برائے مزد مکن !  
کہ خواہی خود روش بندہ پروری داند  
پس جب آنجناب کے نزدیک کسی بھی مسلمان کا اور ادووظا  
بغرض مال و زر پڑھنا اتفاق ہے تو ایک سہتی کو جن کے متعلق کتاب  
مذکور میں غوثیت عظمیٰ کا منسب اعلیٰ تک ثابت کیا گیا ہے۔ کس  
طرح آنجناب ایسا وظیفہ پڑھنے پر اسرار فرما سکتے ہیں جس کا مقصد  
ہی حصول مال و زر کر ہو۔

امید ہے آپ اس غلط روایت کے متعلق خود ہی کوئی مناسب  
اقدام فرما کر ہم متوسلین در گاہ عالیہ کو لڑا شریف کو مطیعین فرمائیں گے  
وہ نہ مجبوراً ہمیں خود کسی قدم اٹھانے پر معذور تصور فرمائیں گے۔  
نیز اسی کتاب میں صفحہ ۱۶ پر ایک صاحب حال ستار بجانے  
والے شخص کا واقعہ مذکور ہے جس کے خلاف ایک مولوی صاحب  
نے کفر کا فتویٰ صادر کیا ہوا تھا تنگ آکر صاحب حال ستار نواز  
مذکور نے حضرت صاحب چھوردی اور آپ کے رفیق سفر ایک پیر  
صاحب سے امر مذکور کی شکایت کی۔ جسے سن کر پیر صاحب نے  
ستار بجانے والے کو اس فعل سے روکنا چاہا۔ مگر حضرت چھوردی  
نے ایسا تصرف کیا کہ خود مولوی صاحب نے ستار بجانی شروع کر دی  
بعینہ اسی واقعہ کو آپ کے متعلقین میں سے کسی شخص نے  
ایک اخبار میں شائع کیا۔ اور پیر صاحب سے مراد حضرت اقدس

گوٹڑی علیہ الرحمۃ کی ذات لی گئی۔ حالانکہ یہ روایت بھی سابقہ روایت کی طرح حضرت گوٹڑیؒ کے مسلک کے خلاف ہے۔ کیونکہ مشائخِ نبشت کے نزدیک سماع وغیرہ اہل حال کے لئے بلا اتفاق درست ہے پھر آپ کس طرح ایک صاحبِ ذوق کو منع فرما سکتے تھے اور طرفہ یہ ہے کہ روایت مذکورہ حضرت چھوڑوی کے مسلک کے بھی خلاف معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ کسی قادرِ سلسلہ کے بزرگ کے یہ شایانِ شان نہیں کہ وہ تصرف کر کے کسی کو طریقہ عالیہ قادرہ کے خلاف عمل پر یعنی ساز بجانے پر پابند کرے۔

امید ہے ان شکوک کے جوابات سے مشرف ذرا کر شکریہ کا موقع دیں گے۔

## ۱۴۔ حضرت مولانا وحی احمد صاحب محدث سورتی پبلی بھیت

حضرت مولانا وحی احمد صاحب محدث سورتی پبلی بھیتی ہمارے حضرت کے ہم سبق اور ہم مشرب بزرگ تھے۔ بہارن پور میں حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث کے درس میں حضرت کے ساتھ ان کے ہم درس ہونے کا ذکر ابتدائی ابواب میں گزر چکا ہے۔ وہاں اکثر دوسرے طلباء غیر مقلدانہ خیالات رکھتے تھے اور باہمی عقائد کی بحث میں ان دونوں حضرات کا پلہ ہی ہمیشہ بھادی رہتا تھا۔ دسمبر ۱۹۱۲ء میں دارالعلوم نعمانیہ لاہور کے اجلاس میں حضرت کی تقریر کے بعد ان کی تقریر کا وقت مقرر تھا۔ منبر پر جا کر صرف ایک حدیث شریف پڑھی اور یہ کہہ کر اتر آئے کہ حضرت پیر صاحب کی تقریر کے بعد منہ کھولنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ لیکن تعمیل امر میں ایک حدیث شریف پڑھ دی ہے حضرت مولانا احمد رضا

خان صاحب بریلویؒ کا مولانا موصوف سے گہرا رابطہ تھا اور انہیں الاسد  
یعنی اہلسنت والجماعت کا شیرازا کرتے تھے۔

## ۱۵۔ حضرت سید عل شاہ صاحب دندہ شاہ بلاول۔ اٹک

حضرت سید عل شاہ صاحب نقشبندی (دندہ شاہ بلاول ضلع اٹک)  
قدوة السالکین حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاری کے خلیفہ مجاز اور  
حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب موسیٰ زئی شریف کے پیر بھائی تھے۔ حج کے  
موقع پر مکرّمہ میں آپ کا حضرت قبلہ عالم کے متعلق رئیس احتجاج ہونے کا کشفی  
مشاہدہ باب چہارم میں گزرتا ہے۔

## ۱۶۔ حضرت شاہ سلیمان شاہ پھلواروی

پھلوارہ شریف صوبہ بہار کے حضرت شاہ سلیمان صاحب شاہیر بزرگان  
ہند سے ہوئے ہیں۔ آپ گیلانی سید اور حضرت میراں شاہ قادر قمیضؒ کے دوسرے  
صاحب زادہ کی اولاد سے ہونے کی وجہ سے ہمارے حضرت کے یک جدی بھائی  
ہیں۔ حضرت قبلہ عالم گولڑویؒ سے آپ کا تعلق اس اعلامیہ سے واضح ہوتا ہے  
جو حضرت کے وصال پر جناب سجادہ نشین صاحب پھلوارہ شریف نے حضرت  
خواجہ حسن نظامی صاحب کو ارسال کیا تھا اور ان کے رسالہ منادیؒ جون ۱۹۳۶ء  
میں شائع ہوا۔ اس کی نقل یہاں دی جاتی ہے۔

تعمیّت۔ پھلوارہ شریف میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ  
گولڑہ شریف کی فائزہ

گزشتہ جمعہ صبح کو حضرت مولینا سید شاہ محی الدین صاحبؒ



کا ایک تار بنام حضرت مولانا سید شاہ حسین میاں صاحب  
سجادہ نشین کے پہنچا جس میں یہ منحوس اطلاع درج تھی کہ شیخ  
الشاخ حضرت مولانا پیر سید عہد علی شاہ صاحب نے اس جہان فانی  
سے رحلت فرمائی۔ اس خبر وحشت اثر کو سن کر حضرت سجادہ نشین صاحب  
صاحب کے علاوہ خاتقاہ شریف کا ہر شخص تصویر الم بن اور اس کی  
خاص وجہ یہ ہے کہ حضرت قبلہ مولانا قاری سید شاہ سلیمان صاحب  
اور غفران مآب حضرت پیر صاحب کے درمیان باہمی گہری محبت تھی اور

حضرت شاہ صاحب پھلواری، حضرت پیر صاحب کے علم و فضل  
وسعت نظر ان کے زہد و اتقا اور بالخصوص علم تصوف پر ان کے  
غایت عمورہ کو اکثر اپنی مجلسوں میں بیان فرمایا کرتے تھے۔ جامع  
مسجد پھلواری شریف میں نماز جمعہ سے پہلے حضرت مولانا شاہ حسین  
میاں صاحب سجادہ نشین مدظلہ نے پیر صاحب کے اوصاف اور  
ان کی اسلامی خدمتوں کو بیان فرمایا۔ لوگوں نے فاتحہ پڑھی۔ پھر  
بعد نماز بھی دعائے خیر کی گئی۔ پھلواری شریف کے لوگوں کو اس  
حادثہ کا رنج و الم ہوا۔ والسلام



## ۱۔ حضرت سید سید علی شاہ صاحب سجادہ نشین سہارہ دہ سال ۱۹۰۳ء

حضرت سید سید علی شاہ صاحب چشتی سجادہ نشین سہارہ تحصیل  
 بانع ریاست پونچھ کو حضرت مولوی محمد فاضل صاحب چشتی سلیمانی  
 دگرہی افغاناں سے خلافت حاصل تھی۔ لیکن آپ حضرت قبلہ  
 عالم گولڑہ دی قدس سترہ سے بھی عقیدت رکھتے تھے۔ متعدد بار  
 ملاقات ہوئی اور خط و کتابت کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ ان کے  
 پوتے اور موجودہ سجادہ نشین سید نظیر حسین شاہ صاحب کی  
 بیعت ہمارے حضرت قبلہ عالم قدس سترہ کے ساتھ ہے۔ وہ  
 فرماتے ہیں کہ جب حضرت قبلہ عالم کے خادم خاص محمد خان  
 برادر مولوی غلام محمد خان نذرہ برادر نے اپنے گاؤں دھیر کوٹ  
 تحصیل بانع میں بیمار ہو کر وفات پائی تو حضرت نے میرے دادا  
 صاحب کو خط لکھا کہ محمد خان کی لاش وہاں امانت ہے اسے  
 نکلوا کر گولڑہ بھجوادیں۔ چنانچہ اس ارشاد کی تعمیل کی گئی اور یہ  
 نامہ مبارک ہمارے یہاں بطور تبرک رکھا ہوا ہے۔ حضرت  
 سید علی شاہ صاحب نے بحالت سجدہ وصال فرمایا۔ ان کے  
 انتقال پر حضرت قبلہ عالم قدس سترہ نے جو تعزیت نامہ ان  
 کے فرزندوں کو لکھا تھا اس کی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے:

سیادت و شرافت پناہ ثناء علی شاہ صاحب و مخدوم شاہ  
 صاحب و فیروز شاہ صاحب سلامت باشند و علیکم السلام  
 ورحمۃ اللہ۔ انا بعد از ملاحظہ خبر انتقال جناب شاہ صاحب

مرحوم و مغفور ہر چند تشنت و قلق عارض حال گردیدہ اما  
الحمد للہ و مننتہ کہ بحالت اقرب الاوضاع شربت وصل  
پیشیدند۔ بر این چنین وضع انتقال بحق نمودن نعمتے است  
کہ از باب سعادت ازلیہ راضی بخشند۔ درد فراق و ہجر  
مقبولان حق مزید بر این بحیثیت ابود و قومیت حادثہ  
ایست جانکاه واقعہ ایست ہوش رہا اما بجز استرجاع  
و اصطبار چارہ نہ۔

”باید کہ اھدار ثواب ختمات و صدقات روح مبارک  
اوشاں را مسرور دارند و این کمینہ ترین عباد اللہ الصمد  
را دعا گوئے و خیر خواہ خاندان تصور فرمایند۔ ز جمیع  
بر خور داران را سلام و دعا۔  
الراقم الملتجی الی اللہ الصمد المدعو بہ ہر علی شاہ از گولڑہ۔  
مودخہ ۲۷۔ شوال ۱۳۲۱ھ





## ۱۸۔ حضرت مولانا عبد الباقی قرنگی محلی

صاحب

جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا محمد قیام الدین عبد الباقی قرنگی محلی لکھنؤ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ اپنے دور کے علماء و مشائخ میں ایک امتیازی شان کے مالک تھے۔ مولانا محمد علی جوہر آپ کے ہی مرید تھے۔ تحریک خلافت کے دوران میں اس کے بعض شرعی پہلوؤں پر ہمارے حضرت کے ساتھ خط و کتابت فرمائی تھی جس کی تفصیل باب "مسند ارشاد" میں گذر چکی ہے۔

## ۱۹۔ حضرت دیوان غیاث الدین اجمل شریف

صاحب  
دو سال ۱۹۲۲ء

## ۲۰۔ حضرت دیوان سید محمد صاحب پاکستان شریف

دو سال ۱۹۲۲ء

## ۲۱۔ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دربار حضرت سلطان المشائخ دہلی

یہ تینوں حضرات حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کے مستفین کی سلک میں شامل ہیں۔ تاہم چونکہ ان حضرات کا تعلق حضرت صاحب کے مشائخ کرام کے مبارک خاندانوں سے ہے۔ اس لیے انہیں حضرت صاحب کے معاصرین کرام میں شامل

## کیا جاتا ہے۔ ۲۲۔ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسہ شریف صاحب (۱۸۲۳ء تا ۱۹۰۱ء)

حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت کی ملاقات اور باہمی تعلقات کا ذکر بھی پہلے گزر چکا ہے۔ تونسہ شریف میں حضرت سے اس ملاقات کے کچھ عرصہ بعد ہی ۱۹۰۱ء میں خواجہ صاحب دصال فرما گئے۔ اس عرصہ میں باہم خط و کتابت بھی ہوتی رہی۔ چنانچہ ”مہرِ چشتیہ“ میں خواجہ صاحب کی طرف حضرت کے ایک خط کی نقل درج ہے جس میں اسراہیل سلوک پر گفتگو کے علاوہ مرزا صاحب قادیانی کے اس عدالتی اقرار نامہ کا ذکر بھی فرمایا ہے جو ۲۲ فروری ۱۸۹۹ء کو بدیں پابندی لیا گیا تھا کہ آئندہ کسی مخالف کے حق میں ہلاکت یا عذاب کی پیشگوئی نہیں کی جائے گی۔ خط کا متن عربی اور فارسی میں ہے اس کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔

حضرتی و مولائی۔ اللہ تعالیٰ کا ہر حال میں شکر ہے کیونکہ دراصل وہی مقصودِ حقیقی ہے۔ گمراہی کے صحر اور غیرت کی رات کی تاریکی سے رہائی پانے کا اور اس ہستیِ مومن کے جہنم کی پستیوں سے نجات حاصل کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ہے عنایتِ ازلیہ کی رہبری اور ہدایت۔

ولولا شذاها ما اهتديت لجانها ولولا سناها ما تصورناها الوهم  
 اگر اُس کی خوشبو نہ ہوتی تو اُس کے میتخانہ کی طرف راہ نہ  
 پاتا۔ اور اگر اُس کے جلوے نہ ہوتے تو اُس کا تصور  
 بھی وہم میں نہ آتا۔

اسی طرح مندرجہ ذیل اشعار میں بھی اُسی عنایت کے ساتھ  
 تعلق اور برزخ کے احوال کی طرف اشارہ ہے :-  
 ایں طائفہ مطلق انداز قید سوم فارع شدہ اندیشہ احوال و علوم  
 دیہ طائفہ مقبولان خدا قید سوم سے آزاد اور احوال و علوم  
 کے اندیشہ سے فارع ہے۔

بر ظاہر شدن لوا مع نور ہدی للذین نجوم للشیاطین رجوم  
 (نور ہدایت کی ضیا پاشی پر یہ حضرات دین کے ستارے اور  
 شیاطین کے لیے رجم اور ہلاکت بن جاتے ہیں)  
 نظر کر دن بدر ویشاں منافی بزرگی نیست  
 سلیمان با چنینی حشمت نظر ما بود بامورش  
 (درویشوں پر نظر کرنا بزرگی کے منافی نہیں حضرت سلیمان  
 علیہ السلام اتنی شان و شوکت کے باوجود چوہ نٹی پر مہربان  
 تھے۔)

قابل اعتماد لوگوں سے پتہ چلا ہے کہ مرزا صاحب سے  
 آئندہ کے لیے کسی کے بارے میں پیش گوئی نہ کرنے کے  
 متعلق اقرار نامہ لیا گیا ہے۔ الحمد للہ۔ شاید یہ اُسی جرأت  
 کا اثر ہو جو اپنی کتاب "ایام الصلح" میں ظاہر کی تھی۔



ایک ماہ سے مزاج مبارک کی کیفیت سے بے خبر ہوں۔ اگر  
مشرف فرمائیں تو ذرہ لڑائی سے بعید نہ ہو گا۔

### ۲۳۔ حضرت خواجہ محمد دین صاحب سیال شریف (سال ۱۹۱۱ء)

حضرت خواجہ محمد دین صاحب، جن کا ذکر خیر اس کتاب میں حضرت  
ثانی صاحب سیالوی کے لقب سے جا بجا آچکا ہے۔ حضرت قبلہ  
عالم قدس سرہ کے مرشد زادہ تھے اور اوائل ہی سے باہمی رابطہ  
محبت استوار ہو کر عشق کی نوبت کو پہنچ گیا تھا کہ حضرت اس  
طرف سے

آکھیں خواجہ شمس دین دے لعل نول  
گوڑھے نیناں والے لے لچ پال نول  
قسم کے فراقیہ اشعار موزوں فرماتے رہتے تو اس طرف حضرت ثانی  
صاحب قبلہ، قوال کو اس شعر سے

پیت کا وعدہ کر کے پیانے پیت بھانا چھوڑ دیا  
فہر کی اکھیاں پھیر لیں دم دم کا آنا چھوڑ دیا

میں اصلاح دیتے کہ بھوڑ

فہر نے اکھیاں پھیر لیں دم دم کا آنا چھوڑ دیا  
حضرت شیخ الجامعہ صاحب کے مستودات سے معلوم ہوتا ہے  
کہ حضرت ثانی صاحب سیالوی کے ارشاد ہی پر ہماری حضرت  
تونسہ شریف گئے تھے، انہی کے ایماء پر ابتداً پاک پتن شریف  
کا سالانہ سفر اختیار فرمایا اور انہی کے فرمان کی تعمیل میں

جناب دیوان غیاث الدین صاحب اجمیری کی معادنت و تائید میں بمقام پشاور سرحدی علماء کے ساتھ سماع کے موضوع پر مناظرہ فرمایا۔ حضورؐ کے ”ملفوظات طلیات“ مکتوبات شریفہ ”موسومہ“ مہرچستیہ“ اور منظوم کلام میں حضرت ثانی صاحبؒ کے ساتھ آپ کے اس خاص تعلق کے واضح نشانات ملتے ہیں۔ حضرت ابوعلی قلندر پانی پتیؒ کے متعلق روایت مشہور ہے کہ آپ نے حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الہی قدس سرہ سے نعمت ولایت سلب کر لی تھی۔ حضرت ثانی صاحبؒ سیالوی کے ارشاد پر حضرت قبلہ عالم قدس سرہ نے اس مسئلہ پر محققانہ بحث سے یہ ثابت فرمادیا کہ مذکورہ روایت خلاف واقعہ ہے بلکہ ایسا ہونا غیر ممکن ہے۔ مفصل بحث مکتوبات مطبوعہ میں درج ہے۔

حضرت ثانی صاحبؒ سیالوی ہمارے حضرتؒ سے عمر میں چالیس برس بڑے تھے۔ کتاب ”الواہشمیہ“ میں آپ کی ولادت ۱۲۲۵ھ، سجادہ نشینی ۲۲۔ صفر ۱۲۳۰ھ اور وصال ۲۔ رجب ۱۲۴۰ھ (۱۹۰۹ء) درج ہے۔ آپ کا شمار اپنے زمانہ کے کثیر الکرامات اور وسیع الفوائد اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ آپؒ کی بیماری کے ایام میں حضرت قبلہ عالم قدس سرہ بیمار پڑسی کے لیے اکثر حاضر ہوتے رہے۔ چنانچہ ۷۔ جمادی الاول کے خط میں سیال شریف سے حضرت بابو جی مدظلہ العالی کو تحریر فرماتے ہیں:-

”شب جمعہ قریب دو بجے خوشاب اُتر کر اُسی وقت  
دریا کو عبور کر کے آرام کیا۔ علی الصبح وہاں سے نماز  
پڑھ کر سواری بگھی فوراً چھاؤنی پہنچے۔ حضرت صاحبِ غم  
فیوضہم اس قدر خوش ہوئے کہ تحریر سے باہر ہے آپ کو  
کئی روز کا سخت انتظار تھا۔ ہر ایک شخص اس انتظار کی  
عجیب کیفیت بیان کر رہا ہے۔ بالخصوص میرے اشعار  
متعلق فارضیہ۔

مُجلد سے نہیں ادہ بول مٹھڑے ڈھول دے  
بول سالول یا رہو ہی رول دے

نہایت رقت طاری کیے ہوئے تھے۔ پہنچتے ہی میں نے  
انتظام سیال شریف لے جانے کا کیا۔ اس روز آپ کو لب  
دریا کنارہ خوشاب سے کشتی پر سوار کیا۔ علی الصبح بروز شنبہ  
سیال شریف پہنچے۔ سب کو از حد خوشی ہوئی اور دعائیں  
دینے لگے۔ حضرت صاحب کو ضعف از حد ہے۔ غذا نہیں  
مجھ کو ایک لحظہ آنکھوں سے غائب نہیں چاہتے۔  
پیش آنے والی جدائی کے احساس اور تصور نے جو کیفیات  
دل میں پیدا کر رکھی تھیں انہیں حضرت ابنِ فارض مکی کے دو  
فراقیہ اشعار کی اُد تفسیمیں میں اس طرح ثبت فرمایا ہے کہ  
آج بھی ان کی غم انگیز و پُر درد اداسی، بے بسی اور بے چارگی  
دلوں میں ہجران پیدا کر دیتی ہے۔

سَابِقَ الْأَطْعَانِ يَطْوِعُ الْبَيْدَ طَيِّئُ مَنِعًا عَزِيزٌ عَلَى كُتُبَانِ طَيِّئُ



ساربانان! ہربانان! راہیا!  
 اکھیں جا آئیں ہاں پیاریاں دلجانیان  
 لاپرتیاں دے کے لائے اوہ گئے  
 سارا عالم صدقے اکھاں بول توں  
 بن تسادے ہک گھڑی نو سال دی  
 اک پھوڑا دوجھے طعنے جگ دے  
 بالدی ڈیوے سی خانقاہاں تے  
 چشماں فرش دچھاواں خاطر ڈھول تے  
 پہنچیں جد توں سوہنیاں دی بھوک تے  
 جاسینہڑا دیوے انہاں جانیان  
 شالا جیویں خیر تھیوی ماہیا!  
 گوڑھے نیناں والیاں متانیان  
 اوہ گئے اوہ دل دے پائے اوہ گئے  
 واراں سر میں اُس انوکھے ڈھول توں  
 بہہ ٹھکانے پی تسادے بھال دی  
 پیراں تھیں سر تک المیے اک دے  
 آوند دیکھاں ڈھولا انہاں راہاں  
 مرحبا! مرحبا پیٹی بول دی  
 خیر ہووی انہاں نوں ذرا رک تے  
 گوڑھے نیناں والیاں متانیان

لَسْتُ أَشَى بِالْمَثْنَا يَا قَوْلَهَا

كُلُّ مَثْنٍ فِي الْحَيَاةِ أَسْرَى فِي يَدَيْهِ

بھلے نہیں اوہ بول مٹھے ڈھول  
 رات ساری گزری تائے گزیاں  
 بول سا نول یا رہی رولے  
 یاد کر کر قول میزاں منڈیاں  
 دراصل محبت ہی حضراتِ چشت اہل بہشت کا اصل خزانہ  
 اور متاع ہے اور ان کے حال کے مطالعہ کے وقت اپنی کا  
 مقولہ بار بار یاد آتا ہے کہ

درضمن کائنات چوں کر دیم نگاہ  
 یکہ دانہ محبت است باقی ہمہ گاہ

۲۴۔ حضرت صاحبزادہ محمد امین <sup>صاحب</sup> سیالوی

۲۵۔ حضرت صاحبزادہ محمد سعد اللہ <sup>صاحب</sup> سیالوی

حضرت ثانی صاحب کے سب سے چھوٹے صاحبزادے جناب  
خواجہ محمد سعد اللہ صاحب سلمہ اللہ ہمارے حضرت کو نہایت عزیز  
تھے اور اس پیار میں دونوں جانب سے کبھی فرق نہیں آیا۔

۲۶۔ حضرات پیر حیدر شاہ صاحب جلالپور

۲۷۔ خواجہ محمد امین صاحب چکوری شریف

۲۸۔ خواجہ معظّم دین صاحب (مرولہ شریف)

۲۹۔ خواجہ افضل دین صاحب (چاچڑاں شریف)

رحمۃ اللہ علیہم

## بیماری اور ضعف بیماری کا آغاز

### خواب و خور سے بے نیازی

یہ حقیقت ہے کہ کم خوردن، کم خفتن و کم گفتن ابتداء ہی سے حضرت کے معمولات سے رہا ہے۔ دائمی ذکر اور باکس انفاس کے شغل نے آپ کو خواب و خور سے بے نیاز کر دیا تھا۔ خود فرمایا کرتے تھے کہ طالب علمی کے زمانے میں بھی کئی دنوں تک کچھ نہ کھاتا تھا۔ لیکن بھوک کی چنداں تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی۔ غالباً اسی وجہ سے آخر عمر میں معدے نے کام کرنا چھوڑ دیا اور ہچکی شروع ہو گئی تھی یہ بے چین کر دینے والی مرض کبھی کبھی دورہ کرتا اور بعض اوقات ہفتوں پیچھا نہ چھوڑتا۔

### ارادت مندوں کے دکھ درد کا احساس

با ایں ہمہ اکہتر بہتر سال کی عمر تک حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحت ابھی خاصی رہی مگر ۱۹۲۸-۲۹ء سے ضعف کے آثار پڑھنے لگے اس کا باعث محض بیماری ہی نہ تھی۔ کثرت مشاغل اور لوگوں کے دکھ درد کے روز افزوں احساس کو بھی اس میں کافی دخل تھا۔ گوارہ جنگش پر کوئی گاڑی ایسی نہیں آتی تھی جس میں دس بیس زائرین دروازے نہ پہنچتے ہوں۔ اور نواحی علاقہ جات سے تو ٹانگوں، سائیکوں



موٹر کاروں سے آنے والے ارادت مندوں کا تانا بٹھنا رہتا تھا  
 ہر شخص کچھ امید لے کر حاضر ہوتا اور فیض یاب ہو کر جاتا۔ کوئی  
 غم دنیا پیش کر رہا ہے تو کوئی فنکے عقبتے، اس سے کہیں  
 زیادہ تعداد دکھ بھرے خطوط روزانہ موصول ہوتے۔ جو من و عن  
 پیش کر دیئے جاتے۔ وحدت الوجود کے مسلک کے باعث مخلوق  
 کے مصائب ذاتی مصائب بن کے رہ گئے تھے۔ کسی کی بے وقت  
 موت یا غم و اندوہ کی کہانی پیش کی جاتی تو طبع مبارک بے چین  
 ہو جاتی اور بار بار سرود آہیں بھرتے رہتے۔

## منظہر رحمت عالم

حضرت اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ  
 ابتداء میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحت بہت اچھی تھی  
 آخر میں اُمت کے غم نے اس قدر نڈھال کر دیا تھا کہ بیٹھ کر نوافل  
 پڑھنے لگے تھے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ رات کی نماز میں یہ آیت پڑھتے  
 اور روتے رہتے۔

إِنْ تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ  
 تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ <sup>سورہ بقرہ (۱۱۸)</sup>  
 ترجمہ:- اگر تو ان کو عذاب کرے تو یہ تیرے ہی بندے ہیں۔ اور اگر  
 تو ان کو معاف کر دے تو بے شک تیری ذات عزیز و حکیم ہے۔  
 وَلِلَّهِ دُرُّ الْعُتَابِ جو اس غمخواری کو مد نظر رکھ کر کہتا ہے۔

تو غسنی از ہر دو عالم من فقیر  
روزِ محشر عذر ہائے من پذیر  
در حسابم را تو بیستی تا گیر  
از نگاہ مصطفیٰ<sup>۲</sup> پنہاں بگیری

(اقبال)

آخری عمر میں حضرتؐ کی کیفیت قلبی حضورِ رحمتِ دو عالمؐ کی محبتِ امت کا کامل مظہر تھی۔

## انسرونی مشاہدہ

حضرتؐ کا بن شریف جوں جوں بڑھ رہا تھا مشاہدہ تیز تر ہوتا جا رہا تھا۔ ۱۹۲۵ء میں یہ حالت ہو گئی تھی کہ خلوت ہو یا جلوت ایک وجدانی کیفیت طاری رہتی۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ایک آہ بھر کہ سر اٹھالیتے اور باطنی کیفیات کے ورود کے باعث چہرہ مبارک کا رنگ کبھی زرد، کبھی سبز اور کبھی سُرخي مائل ہو جاتا اور پھر وہی کیفیت طاری ہو جاتی۔ اپنے نظام اوقات کے تحت مجلس خانہ میں بدستور گھنٹہ دو گھنٹہ کے لئے ضرور تشریف لاتے مگر محفلِ خاموشی طاری رہتی۔ حاضرین میں سے بعض پر یہ کیفیت دیکھ کر کہ یہ طاری ہو جاتا اور بعض حسرت بھری نگاہ سے دیکھتے اور سوچتے رہ جاتے کہ خدا جانے کیا ہونے والا ہے۔ اُن دنوں اکثر یہ شعر فرماتے تھے۔

نہ مقام گفتگو ہے نہ محلِ جستجو ہے  
دل بے نوانے میر جہاں چھاؤنی ہے چھائی۔

نوروزِ دُراثرین کے لیے حضرت چپ چاپ اپنا دست مبارک مصافحہ کے لیے بڑھا دیتے۔ البتہ سلام کا جواب دیتے اور کبھی کبھی اپنا یہ پیارا دستوری فقرہ فرما دیتے کہ خیر آئے وے۔ آپ خیریت سے آئے ہیں۔

## بشارات

اس زمانہ میں بعض صاحبِ عرفان مخلصین اور محبتین کو خوابوں میں آپؐ کی اس کیفیت کے بارے میں تسلی دلائی گئی چنانچہ ملتان میں ایک سید صاحب نے استنارہ کے بعد کہا کہ انہیں حضورِ غوثِ اعظمؒ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ جنہوں نے حضرتؒ کے متعلق فرمایا کہ وہ ایک ایسا مقام طے کر رہے ہیں جہاں مشائخ کی امداد نہیں پہنچتی۔ مگر اس مرحلہ پر بھی ایک ایسا شخص ہے جو برابر اُن کی مدد اور رہنمائی کر رہا ہے۔ اس سے مراد اُن کی ذاتِ مقدس تھی جن کا فرمان قَدْ هِيَ هَذِهِ عَلَى رَقَبَةٍ كُلِّ وَلِيٍّ اَللّٰهُ هُوَ۔ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِمَا وَعَلَيْهِمُ اَجْمَعِينَ

## طبی مشورے پر ہوا خوری کا التزام

اس زمانہ میں ضعفِ جسمانی کے باعث سواری ترک ہو چکی تھی مگر ڈاکٹروں کی تاکید تھی کہ تفریح اور ہوا خوری کا التزام ضروری ہے۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے لیے نمازِ عصر کے بعد تھوڑی دور چیل قدمی فرمانے لگے مگر جب اس میں بھی دشواری ہوئی تو حضرت ثانی سید غلام محی الدین المعروف



جناب بابو جی صاحب مظلہ العالی نے طبی مشورہ کے تحت موٹر کار خرید لی جس میں ہوا خوری کے لیے روزانہ دس بارہ میل باہر تشریف لے جایا کرتے

## عرض و عرض کی کیفیات

ابتدا میں جب حالت صحو کے وقفے طویل ہوتے تھے حاضر ہونے والوں کی معروضات سن کر ہاتھ اٹھا کر دعا فرما دیا کرتے تھے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ مصاحب خاص جناب مولوی محبوب عالم صاحب عرض کرتے حضور فلاں صاحب حاضر ہیں ان کے مقصد کے لیے دعا فرمائیے اور یہ کہہ کر خود دعا مانگ کر بلند آواز سے آمین کہتے اور حضرت بھی آمین فرمادیتے۔ بسا اوقات یوں بھی ہوتا کہ صاحب حاجت کچھ عرض کرتا آپ اسی جملے کو دہرا دیتے اور اس کی حاجت پوری ہو جاتی، چنانچہ ایک شخص کو ناف کی تکلیف تھی جسے اس علاقے میں گھن کہتے ہیں اس نے حاضر ہو کر عرض کیا گھن دالکھ دیو ہک تعویذ یعنی گھن کا ایک تعویذ لکھ دیجیئے آپ نے تین دفعہ ہی الفاظ دہرا کر دم فرما دیا اور وہ شخص فوراً ٹھیک ہو گیا۔ اس طرح سید ابام شاہ صاحب (بہر آباد تحصیل لودھراں) دانتوں کے درد میں مبتلا تھے حاضر ہو کر عرض کیا "ڈاڈھی پڑ ہے" یعنی سخت درد ہے حضرت نے ڈاڈھی پڑ ہے کے الفاظ تین دفعہ فرما کر دم کر دیا تو درد جاتا رہا۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود  
اس کا کہا ہوا اللہ کے کہے ہوئے کا حکم رکھتا ہے اگرچہ اللہ کے بندے کے حلق سے ادا ہوتا ہے۔

## مجازیب اور اہل سک کی کثرتِ حاضری

زمانہ استغراق میں اربابِ سلوک اور صاحبِ منزل حضرات طے مقامات کے لیے دور دور سے کھینچے چلے آتے تھے ان میں مجازیب اور اہل سک کی کثرت ہوتی تھی۔ بیشتر حضرات حجبہ شریف میں جو عشق آباد کے نام سے مشہور ہو گیا تھا داخل ہو کر پلنگ کی پائنتی کو بوسہ دیتے کچھ دیر چپ چاپ آپ کو دیکھتے رہتے اور پھر خود ہی دعا مانگ کر رخصت ہو جاتے بستر مبارک پر باریک جالی کی پھردانی ہوتی تھی اور جبین مبارک سے عرفانِ الہی کی تجلیات کا عکس اس میں سے چھن چھن کر آ رہا ہوتا تھا۔ نہ سوال ہوتا تھا نہ جواب

اے لقائے تو جواب ہر سوال مشکل از تو حل شود بے قیلت قال  
اے محبوب تمیر دیدار ہی ہر سوال کا جواب ہے تجھے دیکھ لینے سے ہی کچھ کہے  
سننے بغیر ہر مشکل حل ہو جاتی ہے۔

## گمشدگی سایہ کی اطلاع

حضرت مولانا غلام محمد صاحب شیخ الجامعہ بہاول پور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی یادداشت میں لکھا ہے کہ حضرت کے ابتدائے استغراق کے زمانہ میں ایک روز میں ایک غیر معروف راستہ سے جامعہ کی طرف جا رہا تھا ایک سنسان گلی میں ایک مجذوب لیٹا ہوا تھا۔ اُس نے اچانک سر اٹھا کر مجھے مخاطب کر کے کہا "مولوی جی، تمہارے پیر کا کیا حال ہے؟" میں نے جواب دیا حضرت کی طبع مبارک آج کل کچھ

ناساز ہے۔ کہنے لگا تمہارا پیر مکر کرتا ہے دراصل اس کا سایہ  
گم ہو گیا ہے اور اس بات کو چھپانے کے لیے وہ چاربیائی لے کر  
حجرہ میں پڑ گیا ہے بیماری وغیرہ کچھ نہیں۔ مقام فنا فی الرسولؐ پر  
ہونے والے حضرات کے لیے ایسے آثار کا پایا جانا کچھ مستبعد نہیں  
بسیار دیدہ ام کہ یکے را دو کر تیغ

تلوارِ عشق ہیں کہ دو کس را یکے کند (حافظ)  
میں نے اکثر دیکھا ہے کہ تلوار ایک چیز کے دو ٹکڑے کر دیتی ہے  
لیکن تلوارِ عشق کا تماشا دیکھو کہ دو کو ملا کر ایک کر دیتی ہے  
"تفريح الخاطر" کے مقدمہ میں حضرت بلالؓ اور حضرت اویس  
قرنیؓ کے بے سایہ ہو جانے کے متعلق بھی ثبوت ملتا ہے

# وظائف اولیاء

از قلم

ادیب سخن ممتاز الشرا ملک محمد اشرف نقشبندی اُپشتی قادری  
ساکن کلریا لہ گجراں ڈاک خانہ سید کسراں تحصیل گوجران  
ضلع راولپنڈی

منگوانہ کا پتہ: شمع یکا اینسی ۸، یوسف بازکیٹ، غزنی ٹریٹ  
اردو بازار لاہور



## ایک صاحب کشف فقیر جو بوجہ ریش علی گمراہ ہو گیا۔

یہاں گولڑہ میں ایک سفید ریش شخص ایک درخت کے نیچے بیٹھا رہتا تھا وہ ایسے مقام پر تھا کہ حضرت اسماء کا مشاہدہ کر کے واقعات کونیہ سے مطلع ہو جاتا تھا مگر بوجہ ریش دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا تھا۔ اور کہتا تھا جو کچھ ہے ہی عالم ہے نہ اس سے پہلے کچھ تھا نہ پیچھے کچھ ہو گا۔ میں اس سے کہتا تھا خدا تجھے ہدایت دے اور اس مقام سے خارج کرے تیری نظر ارادۃ الہی اور فعال لِّمَا یُرِیدُ پر نہیں وہ ایک روز میرے پاس آکر کہنے لگا "ہن دیکھ کے ہوندا ہے یعنی اب دیکھ کیا ہوتا ہے" تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ قوم کلال کے درمیاں سخت لڑائی اور جنگ و جدل واقع ہوئی۔ چونکہ حضرت اسماء کے درمیاں تنازع مشاہدہ کیا تھا اس لیے قبل از وقت آگاہ ہو کر اطلاع دی۔ میں نے کہا تمہیں اس سے کیا فائدہ ہوا تم اور وہ شخص جو اس چیز پر قبل از وقوع مطلع نہیں ہوا برابر ہو۔

## عبادت سے ملائکہ کی تولید

ایک روز میں باہر آ رہا تھا مجھے راستہ میں جاتا ہوا ملا۔ جب قریب آیا تو آہستہ سے کہنے لگا "آج تھوڑے نظر آندے ہن"

یعنی آج تھوڑے نظر آ رہے ہیں۔ یہ ملائکہ کی طرف اشارہ تھا۔  
میں نے اُس دن اسمائے جلالیہ کا ورد کیا تھا جن سے ملائکہ کا تولد  
اجمالی ہوتا ہے لہذا اُسے پہلے کی نسبت تھوڑے نظر آ رہے تھے  
اور وہ کہہ رہا تھا کہ آج تمہاری عبادت سے ملائکہ کم پیدا ہوئے ہیں۔

## ترکِ اشغال بمعنی عدمِ تحتِ نشینی

پھر فرمایا یہاں ایک مجذوب رہتا تھا جو افیون پانی میں  
گھول کر پیا کرتا تھا اور درجہ میں متذکرہ بالا سفید ریش سے  
اُونچا تھا وہ ایک روز میرے پاس آیا اور کہنے لگا "آج تحتِ تول  
اہ کے تلے بیٹھے ہو" یعنی آج تحت سے اتر کر نیچے بیٹھے ہو  
اُس روز میں اپنے اشغال ترک کرنے بعض آدمیوں سے باتیں کرنے  
میں مصروف ہو گیا تھا۔ پھر فرمایا کہ ایک اور درویش یہاں رہتا تھا  
اور منگرو کے برتن صاف کیا کرتا تھا وہ ان دونوں کی نسبت بلند پرانہ  
تھا ایسے لوگوں کو طرف کسی شخص کی توجہ نہیں ہوتی اور حقیقت  
میں وہ بڑے روحانی مرتبوں کے مالک ہوتے ہیں۔

خاکسارانِ جہاں را بختارت منگر  
تو چہ دانی کہ دیریں گورد سوارے باشد

## مولویت کے لیے چار کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے

پھر اپنے ایک درویش کو مخاطب کر کے فرمایا کہ علمِ حقیقت میں اسے کہتے

نہ وہ جو تم پڑھتے ہو۔ اور یہ علم حاصل نہیں ہوتا جب تک چار کتابیں نہ پڑھی جائیں۔ پہلی کتاب ہے خود حضرت انسان دوئم عالم یعنی عالم کو اپنے وجود میں مشاہدہ کرنا، سوئم حضرت اسماء یعنی ہر اسم کا ارتباط اعیان ثابتہ کے ساتھ اور چہارم ذات بحت اگر یہ چار کتابیں پڑھ لے تو انسان مولوی کہلانے کا مستحق ہوتا ہے ورنہ نہیں

مولوی گشتی و آگاہ نیستی خود کجا واذ کجا وکستی  
لے عالم وانا کہ بدیں علم غروری نزدیک بمطلوب نئی بلکہ تو دودی  
تاخسانہ دل را نہ کنی مخزن توحید حق را نہ شناسی تو بدیں کنز و قدری

## ایک مجذوب جو اپنے تئیں تلاش کرتا تھا اور نہیں پاتا تھا

ایک روز فرمایا کہ خوشاب میں ایک فقیر شادا نامی دیکھا گیا جس پر ایسی حالت تھی کہ از خود رنہ ہو چکا تھا اپنے آپ کو تلاش کرتا تھا مگر نہیں پاتا تھا۔ چنانچہ اپنے تئیں آواز دے کر پکارتا تھا کہ ”اوشادا اوشادیا“ پھر کچھ دیر بعد خود ہی جواب دیتا تھا کہ شادا نہیں شادا نہیں۔

## سخن در فضیلت اہلبیت کرامؑ

ایک روز اہلبیت کرامؑ کی شان میں سخن جاری ہوا تو فرمایا حضرت شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث کی روایت کی ہے کہ مَنْ اَمِنَ بِمُحَمَّدٍ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالْاِہِ فَلَيْسَ بِمُؤْمِنٍ۔ جو محمد صلی اللہ



علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا مگر آپ کی اکل کو نہ مانا وہ مومن نہیں اور  
شیخ عطار وہ بزرگ ہیں جن کی شان میں مولانا رومؒ کا ارشاد ہے  
ہفت شہر عشق را عطار گشت

ماہنوز اندر خم یک کوچہ الیم

## حسینؑ کے ابناء رسول اللہؐ نے کافر کی ثبوت

فرمایا بنی امیہ میں سے کسی نے ایک روز تعریفنا حضرت امام حسینؑ  
سے سوال کیا کہ آپ کو ابن رسول اللہؐ کیوں کہتے ہیں ابن علیؑ کیوں نہیں  
کہتے؟ آپ نے جواب دیا کہ ہمارا یہ لقب قرآن سے ثابت ہے  
تمہیں چونکہ قرآن کی سمجھ نہیں اس لیے یہ اعتراض لائے ہو۔  
آیت مباہلہ **وَمَنْ تَبَايَعُوا لَكَ فَرَأَيْتُمْ آلَ مُوسَىٰ** (کیسے آؤ ہم اپنے بیٹوں کو لاتے ہیں تم اپنے بیٹوں کو لاؤ) ابناءؑ  
رہائے بیٹے، کون تھے؟ کیا اُس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کی سلک میں میرے اور میرے بھائی حسینؑ کے سوا کسی اور کو میدان  
مباہلہ میں لے گئے تھے؟

## دتیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے

فرمایا ایک روز حضرت امام حسنؑ گھوڑے پر سوار جا رہے تھے  
ایک مبتلائے غربت یہودی نے سوال کیا کہ آپ کے عظیم المرتبت نانائے

نے فرمایا تھا الدُّنْيَا سَجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ  
 دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت۔ لیکن اس دنیا  
 میں آپ مومن کہلا کر شاندار لباس میں ملبوس اور قیمتی گھوڑے پر  
 سوار ہیں اور میں آپ کے نزدیک کافر ہو کر ذلت اور مسکنت میں مبتلا  
 ہوں پس یہ دنیا مومن کے لیے موزخ اور کافر کے لیے جنت کیوں کہ  
 ہوئی؟ حضرت امام نے فرمایا کہ میرے جَدِّ پاکؑ کا ارشاد عین حق ہے  
 لیکن تجھے کفر اور جہالت محیط ہے اور فہم اور علم نصیب نہیں۔  
 اب اس ارشاد کا بیان میری زبان سے سن۔ تو جس فنا پذیر آسودگی  
 میں مجھے دیکھ رہا ہے یہ اُن نعمات الہیہ کے مقابلہ میں جو آخرت میں  
 میسر لیے تیار کی گئی ہیں یعنی انواع و اقسام کے مقامِ کریم جنات الفردوس  
 اور دیدارِ پروردگار کی لذت، گویا زندانِ کا حکم رکھتی ہے اور تیرے لیے  
 جو درکاتِ آخرت میں تیار ہیں یعنی عذابِ شدید اور مایہِ صدید اور  
 غضبِ خدا اور حرمانِ دیدارِ اُن کے مقابلہ میں تیری یہ موجودہ زندگی بھی  
 جنت کا حکم رکھتی ہے۔

ایک روز فرمایا کہ جب خارجی حدیث شریف اَنَا مَدِينَةُ  
 الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا (میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا  
 دروازہ ہے) کی صحتِ لفظی سے انکار نہیں کر پاتے تو کہہ دیتے  
 ہیں کہ یہاں علیؑ کے معنی ہیں بلند یعنی علم کے شہر کا دروازہ بہت  
 بلند ہے۔

## حضرت مولا علیؑ کا انبیائے کرام سے تعلق

ایک روز تمثیل کے پیرایہ میں فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اقلیم نبوت کے شہنشاہ ہیں اور دیگر انبیاء علیہم السلام نبوت تامہ میں حضورؐ کی طرف سے ذمہ دار اور جواب دہ ہیں اور ان کی مثال بادشاہوں کی ہے۔ حضرت امیر المومنین علی کریم اللہ وجہہ کا تعلق حضور نبی کریمؐ کے ساتھ گویا وزیر دربار اور میر منشی کا ہے اور اگرچہ بادشاہ مرتبہ میں وزیر اور میر منشی سے فوقیت رکھتے ہیں لیکن چونکہ شہنشاہ کے ساتھ ان کے رابطہ میں وزیر دربار کا رابطہ رہتا ہے لہذا بادشاہوں کو بھی اس کی ذات کے ساتھ خاص رابطہ اور تعلق رکھنا پڑتا ہے اور ان کے دلوں میں اس کے لیے ایک امتیازی وقعت اور توقیر پیدا ہو جاتی ہے۔

کیا جانیں گے لے ذوق بجز خواص عوام  
اعلیٰ جو علیؑ کی امامت کا ہے مقام  
جو لوگ صف اول میثاق میں تھے  
پوچھے کوئی ان سے کہ وہ کیسا تھا امام

## ابدال اور نقباء کی منازل اور کیفیات کا بیان

ایک روز فتوحات مکیہ کے سبق میں ابدال کے متعلق فرمایا کہ ہر زمانہ میں سات ابدال موجود رہتے ہیں جو اقلیم سبعہ کے قطب



ہوتے ہیں۔ صاحبِ اقلیم اول برتسم خلیل علیہ السلام، دوم برتسم کلیم علیہ السلام، سوم برتسم ہارون علیہ السلام، چہارم برتسم ادریس علیہ السلام پنجم برتسم یوسف علیہ السلام۔ ششم برتسم عیسیٰ علیہ السلام اور ہفتم برتسم آدم علیہ السلام۔ اور شیخ اکبرؒ فرماتے ہیں کہ کبھی نقباء کو ابدال بنایا جاتا ہے اور وہ تعداد میں بارہ ہیں نہ کم ہوتے ہیں نہ زیادہ اور ان کی خاصیت برج افلاک میں کواکب کے خواص اور اسرار اور تاثیرات کے مطابق ہوتی ہے وہ انسانی افکار اور احوال کو متاثر کرتے ہیں۔ شیطان ان کے سامنے مکشوف ہوتا ہے اور وہ اس کے حالات سے اس قدر باخبر ہوتے ہیں کہ شیطان کو خود اپنے نفس میں اس کی خبر نہیں ہوتی۔ وہ سعید اور شقی کے نقش قدم کو شناخت کرتے ہیں اور کبھی رجیون ابدال کہلاتے ہیں۔ اور ان کی تعداد چالیس ہے۔ اور یہ سارا سال سفر میں رہتے ہیں مگر رجب کے مہینے میں قیام اختیار کرتے ہیں۔ رجب آتا ہے تو ان پر ثقل عظیم وارد ہوتا ہے جس میں پہلے روز وہ ایک انگلی تک نہیں ہلا سکتے۔ دوسرے روز ثقل کم ہونے لگتا ہے اور تیسرے روز بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ اس ماہ میں ان پر خاص کشف وارد ہوتا ہے۔ جو بعض اوقات سال بھر باقی رہتا ہے۔

حضرت شیخ اکبرؒ فرماتے ہیں کہ میں ان میں سے ایک صاحب سے ملائی ہوا جن کا کشف سال بھر باقی رہا تھا۔

## دیوان حافظ کے دواشعار کی تشریح

حضرت دیوان خواجہ حافظؒ کے دواشعار کی تشریح سبق کے دوران ایک مرتبہ اس طرح فرمائی :-

شبے تاریک و بیم موج و گردِ الیے چنین جانل  
لجھا دانتِ حالِ ماسیک سارِ ان ساحلِ رہا

یعنی ہمارا حال مشابہ تجلیاتِ لطف و قہر و درد اور حالاتِ رجا و خوف  
میں اس شخص کی طرح ہے جو ایک تاریک رات کے اندر بحرِ محیط کے گرداب  
بلا میں گھر پڑا ہو پس اُس کی حالت کا اندازہ وہ لوگ نہیں کر سکتے جو  
ساحل پر کھڑے ہوں۔ اسی طرح سبکسارِ ان ساحل یعنی مجذوبانِ محض اور  
زاہدانِ غیر مجذوب ہمارے حال سے آگاہ نہیں ہو سکتے اور اُس معنی  
کی تفصیل یہ ہے کہ

## درویشوں کی چار قسمیں :-

### مجذوبِ محض، زاہدِ خشک، مجذوبِ سالک اور سالکِ مجذوب

درویش چار قسموں کے ہوتے ہیں۔ اول مجذوبانِ محض جو جادہ غیب  
کی کشش سے مغلوبِ حال ہو کر اوامر و نواہی سے بے خبر ہو گئے۔  
جیسے کوئی شخص بادشاہ پر عاشق ہو کر اُس کے جمال کی دید میں مستغرق  
ہو جائے اور بارگاہِ سلطانی کے آداب کی بجائے اُوری کا کچھ خیال  
اُس کے دل میں باقی نہ رہے۔ یہ منزلِ مسلکِ انبیائے کرام کے عدمِ تواتر  
کے باعث باقصر ہے۔ دوم، زاہدِ خشک بلا جذب و اثرِ عشق جو محض  
زہد اور عبادت میں مصروف رہے۔ اس شخص کی مانند ہے جو صرف آداب  
شاہانہ کی پاسداری میں مشغول ہے، اور جس نے وسیلے کو مقصود سمجھ رکھا ہے  
اور جو بادشاہ کے جمالِ جہاں آری سے بے حظ اور بے بہرہ رہتا ہے۔

قسم سوم مجذوب سالک جس کا جذب سلوک پر مقدم ہو اور قسم چہارم سالک مجذوب جس کا سلوک جذب پر مقدم ہوتا ہے۔ یہ دونوں اقسام انبیاء کرام کے وارث ہیں اور یہ درجات مشارح عظام کو نصیب ہوتے ہیں۔ اور ان دونوں قطع نظر دیگر اسباب کے سلاسل فقر پر منحصر ہوتا ہے۔ خاندان نقشبندیہ میں جذب سلوک پر مقدم ہوتا ہے۔ انہیں اول قلب مرشد کی توجہ سے جذب حاصل ہوتا ہے۔ اور اسی کی کشش سے منازل سلوک طے کرتے ہیں لیکن اس جذب کو زوال کا خطرہ لاحق رہتا ہے۔ کیونکہ اس کا حصول قلب مرشد کی توجہ پر منحصر ہے جس وقت یہ توجہ علیحدہ ہو جائے۔ معنی مفقود ہو جاتا ہے۔ خاندان چشتیہ اور قادریہ میں جذب آخر میں آتا ہے اور اسے اپنی مشقت اور کسب سے حاصل کرنا پڑتا ہے۔ پس یہ جذب بطور بلکہ مزاج میں راسخ ہو کر خطرہ زوال سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

۲۔ حضوری گرہے خواہی از و غائب مشو حافظ

متی ما تلق من تھوی دبع الدنیا و امہلہا

اے حافظ اگر حضوری دوام چاہتا ہے تو خود اس سے غائب نہ ہو اور کسب اور مشقت سے دل کو دوست کے ذکر میں مشغول نہ کھادور دنیا کو چھوڑ دے

انواع ذکر (دل غافل اور زبان شاغل)  
۱۔ غفلت اور شغل مساوی ۲۔ غفلت کم اور شغل زیادہ

ذکر اور یاد چند نوع پر مشتمل ہے۔

اول دل غافل اور زبان شاغل۔ یہ ذکر لسان ہے اور اہل دل کے نزدیک،



اس کی کچھ قدر نہیں کیونکہ زبان محض آلہ تعمیر ہے اور مدارِ کارِ معانی کے ورود پر منحصر ہے اور وہ ہے قلب۔

دوئم کہ غفلت اور شغل مساوی ہوں یعنی کسی وقت ذاکر ہو کسی وقت نہ ہو۔ اسے ذکر قلبی کہتے ہیں اور قلب کو اسی وجہ سے قلب کہتے ہیں کہ ایک حال پر نہیں رہتا بلکہ مقلوبیت اور تبدیلی احوال میں ہوا کے اندر درخت کے پتے کی طرح ہے۔

یہاں قلب سے مراد دل معنوی ہے جو حقیقت جامعہ اور نفس ناطقہ کا حکم رکھتا ہے۔ نہ کہ دل منوبری جو ایک مضغہ گوشت ہے۔ اور حضورِ دل معنوی کے بغیر یہ سچ ہے اور اس پر اکتفا اور انحصار فصول سوئم یہ کہ غفلت کی نسبت دل کا ذکر اور توجہ زیادہ ہو اس کو ذکر رُوح کہتے ہیں اور ذکر بتدریج ذکر سر و خفی اور ذکر اخفی تک پہنچتا ہے۔ اس شعر کے مصرعہ اول میں بظاہر خلل ہے جس کا ذکر شارحین نے بھی نہیں کیا۔ حضورِ دل اور اند و نقائب نہ بودن، ایک ہی چیز ہیں۔ یعنی اگر تو حضورِ دل کا خواہش مند ہے تو حضورِ دل کہ۔ یہاں شرط اور جزا کے معنی میں جو تقاضا ضروری ہے وہ نہیں رہتا۔ اس خلل کا دفع ان معنی میں ہو سکتا ہے کہ حضورِ دل سے مراد ہے حضورِ دوام کا ملکہ اور ملکہ اُس قوتِ راسخہ کو کہتے ہیں جو کسب اور مشقت کے بعد پیدا ہوتی ہے جیسے ایک طالب علم نحو کے مسائل جزئیہ کو نوکِ زبان یاد کرتا ہے اور انہیں وردِ دینا لیتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ اس شغل میں اُسے ملکہ پیدا ہو جاتا ہے جو زائل نہیں ہوتا اور ہر وقت ان قواعد کا اجراء کیا جاسکتا ہے اسی طرح جو حضورِ ریاضات سے پیدا ہوتا ہے وہ دائمی ہوتا ہے۔

## صحابہ کرام کا حضورِ دوام

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حصولِ صحبتِ نبوت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ قلب کے عکس سے منور ہونے کے باعث حضورِ دوام کی نعمت حاصل تھی۔ اُس زمانِ سعادتِ اِقتران کے ختم ہونے پر اس معنی کے حصول کے لیے حیلے اور طریقے استخراج کیے گئے۔ اور دلی اگرچہ وارثِ نبی ہے۔ اور اُسی شمع سے نور حاصل کرتا ہے مگر یہاں ظلیت کا تنزل حائل ہے اور ظاہر ہے کہ عین اور ظل میں بڑا تفاوت ہے۔

مصرعہ ثانی میں مَتَى مَا تَلَقَّ سے مراد ہے مَتَى تُرِيدُ لِقَائِهِ (جب تو ارادہ کرتا ہے اُس کی لقا کے لیے) گویا ترکِ دنیا بمنزلہ شرط ہے لقائے محبوب کے لیے اور ایسا کرنا لقا سے قبل اتنا ہی ضروری ہے جیسا نماز کے لیے وضو۔

## تصویرِ شیخ اور رابطہ فی الصلوٰۃ

تصویرِ شیخ اور رابطہ فی الصلوٰۃ کے متعلق ایک قلبی استفسار کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں

مکرمی حفظک اللہ، دُعا و سلام

اس فقہ کا طے ہونا بحوالہ کتب ناممکن ہے۔ لسانِ شرح حسب ظاہر تفسیرِ شیخ تصویر سے ساکت ہے اور عند التحقیق اس پر

کوئی قباحۃ شرعیہ لازم نہیں خصوصاً تصور برقعہ پر یعنی بعد خلع  
تعیین خود صورت شیخ کو برقعہ کی طرح اپنے پر لے لینا کہ اس صورت  
میں متعین و مقصود بہ تعین صورت شیخ عابد ہو گا نہ معبود  
چنانچہ فقہ اہل میں بھی حسب کونوا مع الصادقین معیت  
اور مصاحبت ہی ہے نہ معبودیت، دیارہ دعا و استدعا۔

ملک محمد اشرف نقشبندی کے قلم سے  
کتاب الجواب

# تذکرہ الاولیاء حیدر

منگوانے کا پتہ: شمع بک ایجنسی

۸، یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ

اردو بازار لاہور



## صحبتِ یارِ آخر شد

مارچ اپریل ۱۹۳۶ء میں حضرت قبلہ عالم قدس نے متعدد مرتبہ سورہ یسین، سورہ یوسف، سورہ تغابن، سورہ ملک، سورہ مزمل، درود مستفات شریف سلسلہ شریف مشائخ کرام، درود کبریت احمد اور دعائے کبیر، مولیتا مولوی قاری غلام محمد صاحب مرحوم خطیب جامعہ سے استماع فرما کر حاضرین، غیر حاضرین، متوسلین، غیر متوسلین اور تمام امت مرحومہ کے لئے بارگاہِ رب العزت میں دعا فرمائی۔ سن وصال کے ماہ محرم میں زائرین کی تعداد بتدریج بڑھتی گئی جتنی کہ چھ سات سو یومیہ تک پہنچ گئی۔ ماہ صفر میں حضرت گوز کام اور میعاد بنجار کا عارضہ لاحق ہوا جس سے بالآخر مایوس کن اثرات کا ظہور ہوا۔ آخری تین روزہ کیفیت ہی کہ بار بار دستِ حق پرست دعا کے لئے اٹھاتے پھر اپنے چہرہ مبارک کے سامنے تک لے جاتے کبھی صفحہ پیشانی تک انگلیاں پہنچاتے۔ اس کے علاوہ مکمل سکوت کبھی کبھی نیاز مندوں کی بار بار کی التجا پر چشمِ حق میں دافرماتے۔

## تاریخ وصال مبارک

حضور پر نور اعلیٰ حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ گورکھ پوری رحمۃ اللہ علیہ کا مؤرخہ ۲۹ صفر ۱۳۵۶ھ بمطابق ۱۱ مئی ۱۹۳۶ء یعنی ۲۹ بیساکھ ۱۹۹۲ء یکرم بروزہ شنبہ ساڑھے پانچ بجے (۵:۱۵) بجے شام وصال محبوب ہوا۔ آپ اسم ذات پاک اللہ اللہ پڑھتے ہوئے واصلِ حق ہوئے۔  
 اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط  
 میاں محمد بخش عارف کٹری شریف فرماندے نے

توں بلی سیں سب جگ بلی اُن بلی بھی بلی  
 سمجھاں باجھتہ نہنشا سنجی پئی اے حویلی  
 حضرت تساڑے نال ہی سب رونقاں سُن۔ تیں سر پرست سو  
 ہمدرد سوتے ناواقف بھی سجن سُن۔ تساڑے جان توں بعد ہن حویلی  
 (دربار) لگی اے۔ کوئی سجن دوست نہیں اے۔ ایہہ سمجھے رونقاں  
 حضرت تساڑے نال سُن۔

## آخری دیکار

### حضرت قبلہ عالم کی آخری زیارت

وصال کے دوسرے دن بروز بدھ یکم ربیع الاول ۱۳۵۶ھ بمطابق ۱۲  
 مئی ۱۹۳۷ء ایک بجے سے چھ بجے شام تک حضرت کی چارپائی جسد مبارک  
 کو آستانہ عالیہ کے مہمان خانہ میں ایک اونچی جگہ تخت پر رکھا گیا۔ تاکہ  
 زائرین باسانی جسد مقدس کی آخری زیارت سے مستفید ہو سکیں۔

### حضرت صاحب کا نماز جنازہ

عام لوگوں کو اس بات کی غلط فہمی ہے۔ وہ اس غلطی کا ازالہ کر لیں۔  
 حضرت خواجہ شہید ناپیر مہر علی شاہ گیلانی گوڑوٹی کا نماز جنازہ نواز کوٹاں  
 ملے یا چند ایک دوسرے صاحبان کا نام لیتے ہیں۔ انہوں نے پڑھایا ہے  
 یہ بات سراسر غلط ہے۔ انہوں نے نہیں پڑھایا! یہ بات آج  
 سے ذہن نشین کر لیں کہ حضرت قبلہ عالم کا نماز جنازہ عصر ساڑھے چھ بجے شام

جناب مولوی قاری غلام محمد صاحب مرحوم پشادری نے پڑھایا تھا جو کہ آستانہ عالیہ کی جامع مسجد گولڑہ شریف کے خطیب تھے۔

علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے ۵  
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز  
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

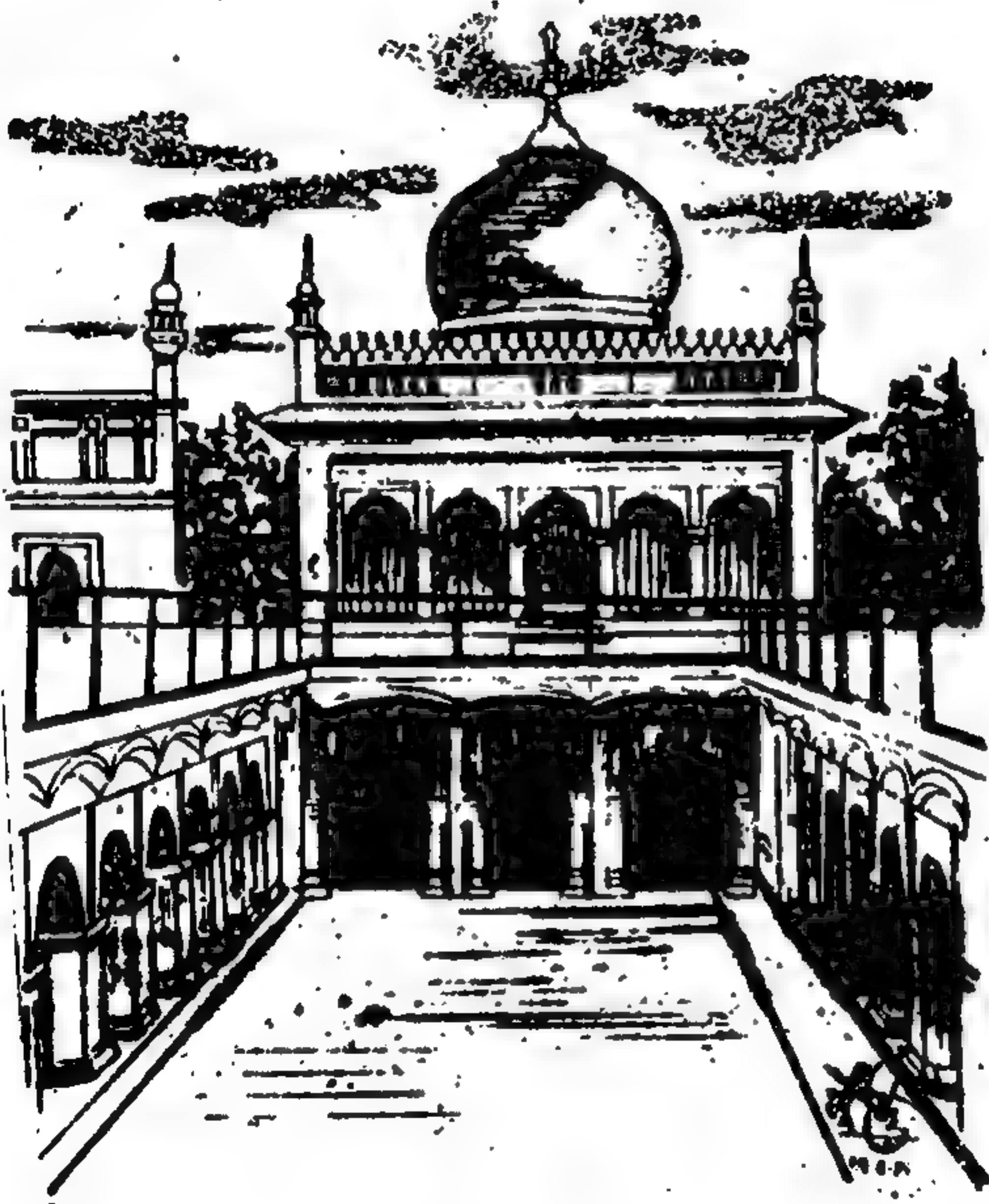
## تعداد نماز جنازہ

آپؐ کے نماز جنازہ میں ایک اندازے کے مطابق تقریباً دو لاکھ افراد شریک ہوئے جن میں غیر مذاہب کے لوگ ہندو، سکھ، عیسائی وغیرہ بھی سینکڑوں کی تعداد میں شامل ہو کر سب سے پیچھے کی صفوں میں ہاتھ باندھ کر کھڑے رہے۔ وہ کہتے تھے۔ آپؐ جگت گرد ہیں۔ اہل حدیث حضرات بھی کافی تعداد میں شریک نماز جنازہ ہوئے۔ وصال کے وقت اولاد زینہ سے ایک فرزند حضرت غلام محی الدین عرف بابو جی صاحب اور ان کے صاحبزاد یعنی آپؐ کے پوتے پیر سید غلام معین الدین اور جناب پیر شاہ عبدالحق شاہ صاحب بطور یادگار چھوڑے ہیں۔ آپؐ کے وصال کے بعد آپؐ کے لخت جگر حضرت پیر غلام محی الدین عرف بابو جی صاحبؒ نے جس ذوق و شوق اور محبت و اخلاص سے اس سلسلہ چشتیہ کو روز افزوں ترقی بخشی ہے وہ کوئی دھکی چھپی بات نہیں۔ بابو جیؒ کا وصال ۲۳ جون ۱۹۷۳ء بمطابق ۲ جمادی الثانی ۱۳۹۴ھ بروز ہفتہ بوقت گیارہ بجے رات ہوا۔ آپؐ کی عمر ۸۴ برس تھی آپؐ کی نماز جنازہ عراق کے سفیر سید عبدالقادر گیلانی نے پڑھائی جو کراچی سے خصوصی طور پر تشریف لائے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۵



# حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی

## رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ



حضرت پیر غلام محی الدین عرف بابو جی کے وصال کے بعد اس تاریخی  
مسند کے سجادہ نشین آپ کے صاحبزادے اور حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی  
شاہ کے پوتے حضرت غلام معین الدین اور شاہ عبدالحق شاہ صاحب مسند  
آراستہ دربار عالیہ گولڑہ شریف مسند آراستہ ہیں۔ آپ دونوں بھائی بے پناہ  
اوصاف حمیدہ کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی خلیق اور مہمان  
نواز شخصیت ہیں۔

میاں محمد بخش ہارف کھڑی شریف فرماندے نے  
سنگ مے ساتھی لدھی جاندے اسال وی ساتھی لڈاتا  
چڑھے سورج نے محمد بخشا آخریوں ڈب جانا

اشراف موت نہ چھوڑے کیسے تائیں اک دن اسال وی ایقوں ٹر جانا  
سدالگار ہوئی دربار پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف الیا

## حضرت صاحب کار و ضہ مبارک

آپ کا مزار مقدس انوار تجلیات گولڑہ شریف میں ہے۔ یہ قصبہ  
مرگہہ پیارویوں کے دامن میں واقع ہے جو اسلام آباد کا ایک مشہور و معروف  
قدیم تاریخی قصبہ ہے جو پنجتہ مٹرک اور ریلوے لائن کے ذریعے راولپنڈی سے  
تقریباً گیارہ میل کے فاصلے پر شمال مغرب کی جانب واقع ہے اور ریلوے کا  
مشہور جنکشن ہے۔ آٹھ بجے شام اُن قبر روحانیت محبوب الہی تشریف فرمائے  
وطن اصلی عالم قدس ہوئے۔ حضرت کا جسم اطہر مسجد کے جنوبی باغ میں اس  
جگہ دفن کیا گیا۔ جس جگہ کے لئے حضرت نے بیماری کے دوران متعدد بار

اظہار اشتیاق فرمایا تھا۔ آپؑ کو اپنے والد محترم پیر سید نذر الدین شاہؒ کے قریب دفن کیا گیا۔ آپؑ کی وجہ سے گولڑہ شریف نہایت شہرت و تکریم کی بندیوں تک پہنچ گیا۔

آپؑ کے مزار کے قریب آپ کی پوتی کا مزار ہے۔ جہاں صرف خواتین کو جانے کی اجازت ہے۔ آپ کے والد محترم پیر سید نذر دین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار جو دربار عالیہ کے شمال گلاب مسجد میں واقع ہے۔ اس میں تین مزار اور بھی ہیں جہاں ان کے دو بھائی پیر سید محمود شاہ اور پیر سید ولایت شاہؒ اور چوتھا مزار حضرت پیر سید غلام محی الدین عرف بابو جی کے استاد مولانا غازی صاحب کا ہے۔ مزاروں کے ساتھ متصل شمال کی طرف حضرت خواجہ سید پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کے ماموں پیر سید فضل دین شاہ صاحبؒ کا مزار پاک ہے۔ وہ بھی اپنے وقت کے بہت بڑے کامل بزرگ گزرے ہیں۔ انہوں نے شادی بھی نہیں کی تھی۔ بلکہ تمام عمر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزار دی اور ان کا چلہ پہاڑ پر ہوا جو گولڑہ شریف سے تقریباً دو تین میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ آپؑ کی چلہ گاہ اب تک موجود ہے۔ جہاں ایک کنواں اور ایک مکان ہے۔ مریدین زیارت کرنے اب بھی وہاں جاتے ہیں ان کے روضہ کے ساتھ متصل حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ کا چلہ بھی مشہور ہے جو پہاڑی کی چوٹی پر واقع ہے۔ حضرت پیر نذر دین شاہ صاحبؒ کے جدِ امجد حضرت پیر روشن دین شاہ صاحبؒ اور حضرت سید رسول شاہ صاحبؒ دونوں حقیقی بھائی تھے۔ جنہوں نے سب سے پہلے اگر گولڑہ شریف میں تشریف لائے اور اس بستی کو آباد کیا۔ ان سے یہ سلسلہ چلا۔

ان کے دربار پیر سید فضل دین شاہ صاحبؒ کے مزار کے شمال کی طرف



ایک چار دیواری میں ہے اور دوسرا مزار پیل کے نیچے ہے۔ اور ساتھ ہی پرانے زمانے کی مسجد ہے۔

## لنگر غوثیہ کا بذل و سخا

مہمانوں کی جو کثرت دربار گولڑہ شریف میں دیکھنے میں آتی ہے۔ کہیں اور کم ہی نظر آتی ہوگی۔ حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے زمانے میں دو بڑے عرس منائے جاتے تھے۔ ایک حضور سیدنا غوث الاعظم جیلانیؒ کا اور دوسرا حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیریؒ کا۔ ان اعراس پر اُس زمانہ میں بھی ہزاروں کا اجتماع ہو جاتا تھا۔ اس کے علاوہ خدام اور ان کے متعلقین اور مدرسین اور طلباء عربین کی تعداد اڑھائی تین سو سے کم نہ ہو گی۔ دربار شریف سے مستقل طور پر بہرہ اندوز ہوتے تھے۔ لنگر کی آمدنی زیادہ تر نذر نیاز پر منحصر تھی۔ تاہم بذل و سخا دریا کے پانی کی طرح جاری رہتی تھی۔ اس لئے آپؒ کو بھی صاحبِ زکوٰۃ نہ ہوتے ”ملفوظات طیبات“ میں مذکور ہے کہ حضرت بعض اوقات اس چیز پر اظہارِ مسرت شکر فرماتے تھے۔ ایک بار لنگر غوثیہ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لنگر کی بھی یہی کیفیت تھی کہ کبھی قرضدار ہو گیا اور کبھی مالدار، مگر مستوجبِ زکوٰۃ نہ ہوا بیواؤں اور یتیموں کے وظیفے مقرر فرما رکھے تھے۔ پشاور کے بعض متمول مریدین جو کابل بخارا اور وسطِ ایشیا کے ممالک میں تجارت کرتے تھے۔ جب انقلابِ روس کے باعث مفلس ہو کر رہ گئے تو ساہا سال تک لنگر غوثیہ سے اُن کی پرورش ہوتی رہی۔ ایسے متعدد اور خاندانوں کے وظائف بھی مقرر تھے۔

## آمدورفت مریداں

گوڑہ ریلوے سٹیشن مشہور جنگشن ہے۔ ریل گاڑیاں جی. ٹی. ایس. کاٹران ٹرانسپورٹ کی بسیں۔ دنگینیں۔ سوزوکیاں رات دن چلتی رہتی ہیں خاص کر عرس مبارک کے موقع پر مریداں پیر صاحب کی بڑی بھیڑ ہوتی ہے تو اس وقت عام سہولت کے لئے محکمہ ریلوے کی طرف سے خاص انتظام ہوتا ہے۔ اور پشیل گاڑیاں اور بسیں چلائی جاتی ہیں تاکہ آنے جانے میں کسی کو تکلیف نہ ہو۔

پہلا بڑا عرس مبارک درخانہ پیران پیر دستگیر محبوبہ  
سبحانی، شہنشاہ بغداد سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی  
قدس سرہ العزیز المعروف  
گیارہویں شریف

یاد رکھئے! دربار عالیہ گوڑہ شریف میں تین عرس منائے جاتے ہیں پہلا عرس المشہور بڑا عرس حضور قبلہ عالم پیران پیر دستگیر محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا سالانہ عرس یعنی گیارہویں شریف جو کہ ۹ ربیع الثانی سے شروع ہو کر ۱۱ ربیع الثانی کو ختم شریف ہوتا ہے اور ہر سال بہت دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ پاکستان کے گوشے گوشے اور بیرون ملک سے ہزاروں افراد نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لئے گوڑہ شریف آتے ہیں اور اپنی اپنی مرادوں سے جھولیاں بھر بھر کر واپس لوٹتے ہیں۔

جے توں چاہنا ایں قُربِ ربانی بن جا سگ میراں دا  
شیراں اُتے شرف رکھیندا کتا پیر پیراں دا

## دوسرا عرس مبارک پیر سید مہر علی شاہ

جُستجُوئے یار ہے اج میر ہو یا آگرہ

ہو میسر دیکھنا یار ان بزمِ گولڑہ شریف

اعلیٰ حضرت عالی جناب پیر سید غوث الزمان خواجہ مہر علی شاہ رحمۃ اللہ  
نور اللہ مرقدہ کا سالانہ عرس ۲۷ صفر سے شروع ہو کر ۲۹ صفر کو ختم شریف  
ہوتا ہے۔ ۲۹ صفر کو دربارِ عالیہ گولڑہ شریف میں بڑی عقیدت و احترام و شان و  
شوکت سے منایا جاتا ہے۔ آپ کے مزار پر چادر چڑھائی جاتی ہے۔ لاکھوں  
مریدین چادریں اور پھولوں کی ٹوکریاں سر پر اٹھا کر چادر کے ساتھ پھرتے ہیں  
گہراج سے شروع ہوتے ہیں جس میں محبوبِ قوال ادرائے کے ہموار شید احمد  
قوال اور ہمہوا، محمد علی فریدی اور ہمہوا قوالی کرتے ہیں اور چادر چڑھاتے ہیں شام  
کے وقت مزار مبارک پر پہنچتے ہیں تو وہاں حضرت پیر غلام محی الدین بابو صاحب  
خود اپنے دست مبارک سے چادریں چڑھاتے اور پھول ڈالتے تھے پھر ختم  
پڑھا جاتا تھا اور ساتھ ہی دعائے خیر ہوتی۔ اس کے بعد تقریباً ۱۱ دن کے بعد  
عید میلاد النبیؐ بھی بڑی دھوم دھام اور شان و شوکت سے منائی جاتی  
ہے اور تمام رات وعظ، تقاریر، نعت خوانی، قوالی اور ختم شریف پڑھتے  
ہیں۔ جگہ بہت سجائی جاتی ہے۔ سحر کے وقت تقریباً دوسو کے قریب گولے  
چھڑے جاتے ہیں۔ بعد میں دعائے خیر ہوتی ہے اور لوگ اپنے اپنے گھروں  
کو روانہ ہو جاتے ہیں۔



یاد رکھیے! حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہر سال ۲۹ صفر کو گولڑہ شریف میں بڑی عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے۔ پاکستان کے علاوہ ممالک اسلامیہ میں آپ کے لاکھوں عقیدتمند موجود ہیں۔ ۱۱ ربیع الثانی کے عرس خوشیہ کے موقع پر گوشہ گوشہ اور بیرون ملک سے ہزاروں افراد نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لئے گولڑہ شریف آتے ہیں۔ آپ کے زمانہ سے ہی اس عرس مبارک کو اتنی شہرت حاصل ہے تقریباً برصغیر کے دور و نزدیک مقامات کے اور بیرون ممالک سے بھی کافی تعداد میں عقیدت مند حاضر ہو کر فیض روحانی سے سیراب ہوتے ہیں اس عرس کی تقریبات دنیاوی رسم و رواج اور دوسرے جھیلوں سے پاک ہوتی ہیں۔ عرس کے موقع پر یہاں رشد و ہدایت و عطا اور پند و نصائح کی مجلسیں جمتی ہیں جن سے تشنہ کاموں کو سیرابی کا موقع ملتا ہے۔ خاص کر عرس مبارک کے دنوں میں گولڑہ شریف کی بستی خوب سجائی جاتی ہے۔ زائرین کی سہولت کے لئے حکومت کی جانب سے اس موقع پر سپیشل ریلیں اور بسیں چلائی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ سب دوزانو ہو کر بدیہ تبرک و تہنیت پیش کرتے ہیں۔ تیسرا عرس حضرت پیر غلام محی الدین عرف بابو جی منایا جاتا ہے



ٹوٹے جو ستارہ کبھی زمین پر نہیں گرتا  
حالات کے قدموں میں قلندر نہیں گرتا  
گرتے ہیں سب ہی دریا سمندر میں  
سمندر کبھی دریاؤں میں نہیں گرتا

## تیسرا عرس مبارک

زبدۃ السالکین، سلطان العاشقین، سید السادات،  
 پیرنا مرشدنا، خواجہ الحانج پیر سید غلام محی الدین شاہ صاحب  
 المعروف بابو جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس مبارک  
 ۲ جمادی الثانی بمطابق ۱۳۹۲ھ ہجری تا ۴ جمادی الثانی  
 دربار غوثیہ چشتیہ گولڑہ شریف میں بڑی شان و شوکت سے  
 منایا جاتا ہے۔ جس میں ہزاروں کی تعداد میں مریدین و  
 متوسلین شمولیت کر کے رونق کو دوبالا کرتے ہیں۔ اور  
 ثواب دارین حاصل کرتے ہیں۔

جستجوئے یار ہے اجمیر ہو یا آگرہ  
 ہو بیشتر دیکھنا یا ران بزم گولڑہ

سنا دے مژدہ اے باد صبا غلامان احمد کو  
 یہاں خیر الوری کے کچھ فضائل کا بیان ہو گا

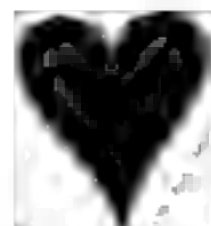
وجہ گولڑے دے گلش کھلیا فیض ربانی دا  
 جو کوئی طالب اس دا ہو یا فیض ایامی دا

## بہشتی دروازہ

حضرت پیر صاحب سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جہاں قیام پذیر تھے۔ وہ ایک ماڑی ہے جو ملے نبراک کے اوپریں جہاں اب بھی حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کے تبرک اور وہ کپڑے جو آپ زندگی میں پہنتے تھے۔ وہ تمام چیزیں اب تک محفوظ ہیں جس کا نام بہشتی دروازہ

ہے۔ سال میں چار مرتبہ کھلتا ہے اور اس میں ہزاروں افراد گزرتے ہیں عید الفطر اور عید الفضحی کے موقع پر صبح کی نماز کے وقت کھلتا ہے۔ آپ کے عرس مبارک ۲۹ صفر کو عصر کے وقت کھلتا ہے اور اس کے بعد حضرت غوث الثقلین کے بڑے عرس مبارک کے موقع پر ۱۰ ربیع الثانی کو کھلتا ہے۔ دربار غوثیہ چشتیہ گولڑہ شریف میں بڑی شان و شوکت سے منایا جاتا ہے جس میں ہزاروں عقیدت مند افراد کی شمولیت سے عرس مبارک کی رونق دو بالا ہو جاتی ہے۔

کیا بتاؤں کہ دربار پاک سے ملتا ہے کیا  
دیکھنے والی ہر نظر کو خدا ملتا ہے  
سناوے مرده لے صبا غلامان احمد کو  
یہاں خیر الوری کے کچھ فصائل کا بیاں ہوگا





## علامہ اقبالؒ کا خط

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ لاہور سے ۸ اگست ۱۹۳۲ء کے تحریر کردہ ایک عربیہ میں فرماتے ہیں کہ اس وقت ہندوستان بھر میں کوئی اور دروازہ نہ تھا جو پیش نظر مقصد کے لئے کھٹکھٹایا جائے۔ آج بھی میں یہ دیکھ کر اور سن کر کچھ ایسے حالات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے کہ ہم شرم سے سر ابرو رہ رہے ہیں۔ اس دور کو آج پھر کسی غوث کی ضرورت ہے کسی قطب کا یہ محتاج ہے یہ دور آج پھر کسی مجدد کو آواز دے رہا ہے اور کوئی مہر مہنبر کو ڈھونڈنے دن رات محو انتظار کہہ رہا ہے۔ ہر دور کی دوا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ ہر مریض کی شفا پیر مہر علی شاہؒ ہے۔

## علامہ اقبالؒ کا شوق استفادہ

دہال سے چند سال پہلے آپؒ پر حالت استفراق طاری رہنے لگی انہی دنوں آپؒ کو حضرت علامہ اقبالؒ کا ایک مکتوب موصول ہوا جس میں انہوں نے حضرت شیخ اکبرؒ کی تعلیم حقیقت زمان کے بارے میں آپؒ سے رہنمائی چاہی تھی پیر صاحبؒ نے یہ خط بڑے غور سے سنا اور فرمایا کہ میری طبیعت میں افاقہ ہوا۔ تو میں اس کا جواب لکھوں گا۔ لیکن پیر صاحب کی علالت طویل ہو گئی۔ چنانچہ ملک سلطان محمود ٹوانہ نے (جو مراسلات کی خدمت پر مامور تھے) علامہ اقبالؒ کو لکھ دیا کہ آپ اپنے ہی مشہور قول کے مصداق اس مکتب میں دیر سے پہنچے ہیں۔

خود علامہ اقبال کو کیمبرج یونیورسٹی میں زمان و مکان کے متعلق حضرت شیخ اکبرؒ کے نظریہ پر یکچہرہ دینا تھا۔ لیکن موت نے انہیں بھی بہت تیزی سے علامہ اقبالؒ کا مکتوب ذیل میں درج ہے۔

لاہور۔ ۸ اگست ۱۹۳۳ء

مخدوم و مکرم حضرت قبلہ! السلام علیکم!

اگرچہ زیارت اور استفادہ کا شوق ایک مدت سے ہے تاہم اس سے پہلے شرف نیاز حاصل نہیں ہوا۔ اب اس محرومی کی تلافی اس عریضہ سے کرتا ہوں جو مجھے اندیشہ ہے کہ اس خط کا جواب لکھنے یا لکھوانے میں جناب کو زحمت ہوگی۔ بہر حال جناب کی وسعت اخلاق پر مبہروسہ کرتے ہوئے یہ چند سطور لکھنے کی جرأت کرتا ہوں کہ اس وقت ہندوستان بھر میں کوئی اور دروازہ نہیں جو پیش نظر مقصد کے لیے کھٹکھٹایا جائے۔

میں نے گزشتہ سال انگلستان میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک تقریر کی تھی جو وہاں کے ادب شناس لوگوں میں بہت مقبول ہوئی۔ اب پھر ادھر جانے کا مقصد ہے اور اس سفر میں حضرت محی الدین ابن عربیؒ پر کچھ کہنے کا ارادہ ہے۔ نظر بایل حال چند امور دریافت طلب ہیں جناب کے اخلاق کریمانہ سے بعید نہ ہوگا۔ اگر سوالات کا جواب شافی مرحمت فرمایا جائے۔

۱۔ اول یہ کہ حضرت شیخ اکبرؒ کی کونسی کتب نے تعلیم حقیقت زماں کے متعلق کہا گیا ہے۔ آخر متکلمین سے کہاں تک مختلف ہے۔

۲۔ یہ تعلیم شیخ اکبرؒ کی کونسی کتب میں پائی جاتی ہے اور کہاں کہاں اس سوال کا مقصود یہ ہے کہ سوال اول کے جواب کی روشنی میں خود بھی ان مقامات کا مطالعہ کر سکوں۔

۳۔ حضرات صوفیہ میں اگر کسی بزرگ نے بھی حقیقتِ ناناں پر بحث کی ہو تو ان بزرگ کے ارشادات کے نشان بھی مطلوب ہیں۔ مولوی سید انور شاہ صاحب مرحوم و مغفور نے مجھے ایک عربی کا رسالہ مرحمت فرمایا تھا اس کا نام تھا ”درایتہ ازمان“ جناب کو ضرور اس کا علم ہوگا۔ میں نے یہ رسالہ دیکھا ہے مگر چونکہ یہ رسالہ بہت مختصر ہے۔ اس لئے مزید روشنی کی ضرورت ہے۔ میں نے سننا ہے کہ جناب نے درس و تدریس کا سلسلہ ترک کر دیا ہے۔ اس لئے مجھے یہ عریضہ لکھنے میں تامل تھا لیکن مقصود جو کہ خدمتِ اسلام ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس مقصد کے لئے معاف فرمائیں گے۔

باقی التماس دعا

مخلص

مہر اقبال





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

غوث الزماں قطبِ دوران حضرت قبلہ عالم  
سیدنا خواجہ مہر علی شاہ جیلانی قدس سرہ العزیز

المعروف

سیدنا مہر علی شاہ

الف

اللہ والا یہو حکم ہو یا چلو گورٹے شریف وچہ نور و سدا  
پیر مہر علی شاہ اُتے مہر ہوئی فیض انہاں دا ہر دم بھر پور و سدا  
جہناں منہ مرادال منگیاں نے دل انہاں دے پیر ضرور و سدا  
اشرف اس دربار تھیں خیر ملدا بھانڈے نیڑے تے بھادیں کوئی دور و سدا

ب

بہت بلند ہے دربار عالی گورٹے شریف وچہ آن تکیا  
لوکی جوک در جوق دن رات چل دے سب نول دیوندا فیض جوان تکیا  
مہر علی شاہ اولیاء پاک ہستی اندر چشتیاں دے سلطان تکیا  
اشرف شمع محمدی دین اندر اساں اپنے وچہ وصیان تکیا

## ت

ترت پہنچاوندے فیض اس نون جیہڑا وچہ دربار دے آوندالے  
 پیر مہر علی دی مہر ہر تے ہر کوئی نیت تے فیض اٹھاؤندا اے  
 آساں دیکھیا لے آندیاں جانیاں نون غالی کسے نون نہیں پڑاوندالے  
 اشرف سخی دربار تھیں فیض لے کے ہر ایک غنی تو نگر کہلاؤندا لے

## ث

ثابت ہے شان تطہیر تینوں داخل وچہ روشن انما ہو یوں  
 پاک پاک آیت قدسی نال ہو کے سیر عسقاں طور لقا ہو یوں!  
 جلوہ پیا کوہ طور تے ہک داری توں تاں نیت کوہ طور خدا ہو یوں  
 اشرف دے وچ قصور بھانویں کارن عیتاں پیر ہدی ہو یوں

## ج

جان قربان جیلان آتوں آساں وار یا خویش قبیلے نون  
 گئے بھل پیار پیاریاں دے آساں دیکھیا جڈن رنگیلے نون  
 کیتی دھیر مرید نون محب میراں جڈوں سو یا پاک وسیلے نون  
 اشرف نون یار مہر ماہی واہ واہ شاباش بھیلے نون



# ح

حسن حسین دے دین اتوں وارے جگ دوزخ دی تار اتوں  
 میرت حیدر دی سردری پاک غلوہ لکھ لکھ طور جلن رخسار اتوں  
 لا تحف دی دھیر مرید کردا کوڑھ دور کردا بدکار اتوں  
 اشرف دے وچہ قصور بھانویں گھول مہربانی سوہنے یار اتوں

# خ

خلق جہان دی جان دی اسے وڈا سخی بلند دربار تیرا  
 آپ اپنی لین برات لوکی کھلا ہویا سرکار دربار تیرا  
 ہند سندھ تے عرب عراق توڑی ہر اک جگہ دھچک چمکار تیرا  
 اشرف تیرا گداگر سلطان ہوندا جاری فیض دا بحر سدا تیرا

# د

دوست میرے عالی شان تیرے خاک قدم تساں اتوں گھولیا میں  
 تیرے شان دا کچھ بیان ناہیں ورق ورق قرآن دا پھولیا میں  
 رتبہ قدر تساڑے دا دکھ بھاری نال زمیں آسمان دے تولیا میں  
 اشرف نون بخشا مہربانی جے کوئی سخن اولٹرا بولیا میں





## ذ

ذوالقربیٰ دے نعل ڈھٹے نور می نور مبارکوں نعل چارے  
 ابدار موتی بحر نور احمد نور و نور ہوئے اتصال چارے  
 حضرت مہر ماہی محی الدین معین شاہ حق سید صاحب قدرتی بمثال چارے  
 شان پاک قرآن تطہر اندر ہوئے پاک آیت قدسی نال چارے  
 فخر شاہ دارین کونین سرور حضرت پاک رسول دی آل چارے  
 ہادی مہدی مدھ قدیم دے فی مرشد مومناں ذوالجلال چارے  
 ضرب المثل رسول مقبول سندے صاحب شان تے بے زوال چارے  
 چلے تیر تقدیر توں موڑا نے رکھن زور تقدیر دے نال چارے  
 شائع وچہ عرصات دے روز عشر ساقی کوثر آب زوال چارے  
 پنجاں قاتلاں نوں قتلوں چھڑا نے ہو کے تیر تقدیر نوں ڈھال چارے  
 لیا کج مینوں رکھی لاج میری صاحب قدر بلند اقبال چارے  
 حضرت حسن حسین دے عین نقشے بکو ذات تے بکو خیال چارے  
 اشرف توں تار یا مہر ماہی کارن عیباں دے لچ پال چارے

## س

رکھ لیا مینوں مہر ماہی قہر کر کدے سخت طوفان وچوں  
 پئی ایہہ کرامت دوچہ عالم صدی چودہویں سال میان وچوں  
 تارے پنج بٹیرے لاکے زور گھیرے کھتی جاقندیل آسمان وچوں  
 اشرف نوں تار یا مہر ماہی ہویاں مشکلاں حل جیلان وچوں

م

روزِ شوقِ محبتیں کئی سال آگے ساڈا یار دے نال پیار آہا  
نہی دھرتی آسماں نہ لوح کرسی تدوین عشق دا گرم بازار آہا  
اساں لیا بچھان سی مہر ماہی جندوں ہک ہکڑا یار آہا  
اشرف دے دھچ قصور سارے حضرت مہر ماہی بخشہار آہا

ن

زلفِ محبوب دی دھچ جلدوہ جیویں جلدوہ طور دے نور آہا  
نوری نور محمدی نور وچوں سدا رحمتاں نال معمور آہا  
پاکی اصل تطہیر دے شان والا عیبوں پاک بے قصور آہا  
اشرف دے دھچ قصور بھانویں کیستا مہر ماہی منظور آہا

س

ساکت بھی ویجھ حیران ہوئے منزل اتنی بلند سرکادی اے  
سائل آوندے تے بھر پور ہوندے انے فضیلت اس سچی سرکاری اے  
بیٹھا گنج تو حید خزانیاں تے ایہوکل رحمت حیدر کرار دی اے  
اشرف کی کی تعریف سناویں نوں نگاہ انہاں دی شفا بیمار دی اے



# ش

شاہ مہر علی وچہ گورٹے دے تخت شرع دے اُتے سلطان بیٹھا  
چشم کوریاں تے گوش بہریاں نوں دین حق دی راہ دکھلان بیٹھا  
یا دحق دی بستی بسان خاطر ظلمت دوتی دے پردے اٹھان بیٹھا  
روشن قلب کر دیو نہ اقسام رب دی اشرف مہر علی شاہ ایسا جوان بیٹھا

# ص

صفتاں پاک موصوف ہادی حضرت مہر شاہ پیر دادین آہ  
سُرمہ بصرہ زاغ ماطناع کولوں پایا سروری قاب قوسین آہ  
دُکھا زلف محبوب دے وچہ شعلہ حیدری نور کوئین آہ  
اشرف نوں تار یا مہر ماہی سید پاک سرزند حسین آہ

# ض

ضرب لگی اُتے ضرب ماہی بھلے علم مضارع ماضیاں دے  
جدوں یار محبوب دا پیا جلوہ گئے بھسل سواد مجازیاں دے  
اس عشق میدان دیاں گٹھیاں نوں رتے کر بلا دے غازیوں دے  
اشرف نوں تار یا مہر ماہی کیتے کرم غریب نوازیوں دے





# ط

طع بخیلیاں جگ اُتوں دُور کرن توں پیر سرکار آئے  
 مہر علی شاہ پیر وچہ گولٹے دے فقیر زب دے خالص دلدار آئے  
 ہر جگہ وچہ چمک دکھار ہیا دانگ شمس دے دین چمکار آئے  
 اشرف طالبان دے نگہبان بن کے اُتے جگ دے پیر سردار آئے

# ظ

ظاہری باطنی کریں یاری پیشوا میرے قتلہ گاہ میرے  
 میزیاں کیتیاں دل نہ دیکھ سایاں بُرے فعل تے عمل سیاہ میرے  
 ہر عیب بھارے اگے خوف مارے تینوں سائے خیر خواہ میرے  
 آساں روزِ میثاق دیاں لایاں دیویں چھوڑ نہ گناہ میرے  
 کیستار روزِ بلی استدار ایہو خوئیں آج دین گواہ میرے  
 گل پلڑا عشق دے کٹھیاں دادل پھڑے تے منہ گھاہ میرے  
 آہیں دُور کٹیاں ضرباں سر سہیاں شعلے آتشیں وچہ درگاہ میرے  
 اشرف دے قصور سارے سبتھے کج لین مہر شاہ میرے

# ع

علم محبوب دا جگ جانے دوہاں عالمساں وچہ مشہور آہا  
 کیتا زرد مذاہباں باطلاں نوں خانہ دین اسلام معمور آہا  
 کچی سیف بے کیف جان علم والی کیتا قادیان سرچوڑ آہا  
 اشرف نوں تار یا مہر ماہی پار چاہٹریا ڈولدا پار آہا

## غ

غیر کوہوں مکھ موڑیا میں خاک قدم تہاں اتوں واریاں میں  
روزِ اول تھیں کئی اگے تہاں ساتھ لگایاں یاریاں میں  
ایہو یار جناب تھیں منگت یسا گل پا پلو کر زاریاں میں  
اشرف دیاں عرفناں دور گئیاں مہرماہی دے گوش گزاریاں میں

## ف

فلک متابع مہر شاہ داد دوستی دادم ماریا سکوں  
مہر پاک اسرار دو عالماں دا غرق ہو یا جہان نون تاریا سکوں  
باراں برس دیاں ڈبدیاں جھگیاں نون روح بخش کنار گزاریا سکوں  
اشرف توں تاریا مہرماہی سنگل قاتلاں گلوں اتاریا سکوں

## ق

قدر تیرے دادور درجہ عالی شان ہو یوں عالی شان کوہوں  
آل پاک سید عالم خاص جید شان پاک تطہیر قرآن کوہوں  
سرمہ بھر مانع دے نال روشن منزل قدسی لامکان کوہوں  
اشرف توں تاریا مہرماہی ہو یاں مشکلاں حل جیلان کوہوں



# ک

کرم کیتا میں تے ہادیاں تے دتا موڑ قضا تقدیریاں نوں  
ایہو طور بُفدا دیاں غور کر کے پیچن جھب مُردیاں دھیریاں نوں  
بچڑے بخش دے او تر نکھتیاں نوں توڑن مچاں قید زنجیریاں نوں  
لک اشرف شاہ اش دچہ دو عالم مہر ماہی دیاں دستگیریاں نوں

# ل

لیلتہ القدر دی لوڑ ناہیں جے کر آپ دا ہونے دیدار حضرت  
ساڈے عیب گناہ اندے محل بنگلے اک نگاہ نال کرن مہما حضرت  
دے شہر توحید و اکفر فتنے سکے باغ نوں کر گلستار حضرت  
اشرف سدا رہی مدح خوان تیرا جد تک زندگی دچہ سدا حضرت

# م

مہر ماہی جُنیدی پاک شاہی ہوں نال رحمان دے جوڑیا سو  
غور طور جیلانیاں زور کیتا چلے تیر تقدیر نوں موڑیا سو  
سنگل ٹٹ گئے ملزماں بھاریاں دے پکڑ جھب صلیب نوں توڑیا سو  
اشرف نوں تار یا مہر ماہی پنجاں قاتلاں نوں قتلوں چھڑایا سو







نہیں دیدار بن خواہش دل و چہ خضیہ دل و ازار اظہار کرساں  
 صرف بخش دیدار جناب اپنا دور و رو کے کل گفتار کرساں  
 جے کرتساں دربار تھیں دور کیتا کیتے جا کے میں فریاد کرساں  
 اشرف مہر علی ہے نہ مدد کیتی ترے رات دن میں بیمار کرساں



وَت پکار دی سبحناں دے سُنیں گوک بدکار جہاں دی دے  
 کیتے لپنے تے پشیمان ہوئی تنکی اوٹا تیں پیر جیلان دی دے  
 دکھیں لاج میری گئی وگ میری پھیریں بانہہ لڑ گئی ناداں دی دے  
 اشرف دے وچ قصور سارے ہجو آس تیں بر مغان دی دے



ہورنوں ہور لوڑ ہو سسی ساڈا باہجھ تیرے کوئی یار ناہیں  
 آساں روزِ مِثاق دیاں لگیاں داہن چھوڑیو ساتھ وچکار ناہیں  
 تینوں تاج سرداریاں واپے سیدوں ہور سردار ناہیں  
 اشرف دیاں عرضاں دور گسٹیاں محی الدین باہجوں غم خوار ناہیں



لا

لکھ ولیاں دے غوث اگے بڑھی کوکری سنیں پکار میری  
گہنگار بدکار ستیاہ کار آیوں لینیں کج اُج عیب سرکار میری  
اساں لائیاں دیاں لگیاں فی عرش پار گئی کوک ہزار میری  
اشرف دے وچ قصور بھانویں مہربانی دے ہتھ مہار میری

ع

اگت فراق دی بھڑک لگی شعلہ مار اکھٹی لوں لوں اندر  
جگر بکٹیاں بھن کیا بکیتا ہن آچیا دھوون دھوون اندر  
سنی لکڑی دانگ وجود کر کے نیت پٹی ہوئے شوں شوں اندر  
اشرف رہیا ہک نام تیرا جس دا ذکر ہووے لوں لوں اندر

ی

یار توں اساں وار چھوڑیا جان مالا قبیلہ اکل آہا  
جَنیدے والی مہارک ہک سندھ بھارا دو جہاں تھیں مل آہا  
محمد الدین سیرت محمد الدین ناموں پیا وچہ دو عالمساں غل آہا  
اشرف توں تار یا مہربانی جس یار دے ہووے نہ تل آہا



## ن

نور و نور کہوتا گورٹے نور سوہنے پیر سوہنے شاہ دی شان واہ واہ  
چختے فیض ولے جاری ہو گئے نے خادم آپ دے حور و غلمان واہ واہ  
جدا و چہ بقدا نور چہ کدا سی آقا نوں کیتا ہے دان واہ واہ  
اشرف پیر دے فیض چکنے نے دھم پئی لے وچہ جہان واہ واہ

## الف

اپنی خودی نوں مار کے اک ہو جا اک پیر نوں نال یقین کہہ دے  
جیہڑا پیر تیرا تینوں حکم دیوے نال صدق یقین آئین کہہ دے  
نقشہ پیر والا سینے وچہ رکھیں جیہڑا دین آکھے او دین کہہ دے  
اشرف جیہڑا پیر تینوں حکم دیوے اوہدے امر نوں آئین کہہ دے

## یے

یا مولا آخری وقت مینوں ٹوریں نال ایمان جہان وچوں  
مرشد دادیکھاں دیدار ظاہر روح نکلے جَد قلب زندان وچوں  
قبر وچہ جَد مُنکر نکیر پہنچن کلمہ پاک نبیؐ دانکے زبان وچوں  
اشرف جنت دل لے جاسن رسول احمدؐ تبری ہو یوں جے حشر میلان وچوں





## آپ کے ارشادات و فرمودات

سورۃ اخلاص نہ صرف رفع ہم و غم کے لیے ہے بلکہ تمام امراض کی دوا ہے۔  
رفع ہم و غم، مغفرت گناہانِ زمانہ سے الہی، عشق الہی، اخلاص توکل وغیرہ جن کو  
مفصل لکھنا محال ہے۔ یہ وہ نعمتِ عظمیٰ ہے جس سے امراض کر کے کشف و استخارہ  
کی طرف متوجہ ہونہ عاشق الہی کے لیے موت ہے۔ جب تک چارکتا میں نہ پڑھی  
جائیں انسان مولوی نہیں بن سکتا۔

ع ۱: پہلی کتاب حضرت انسان۔ ع ۲: عالم یعنی تمام عالم کو اپنے وجود میں مشاہدہ کرنا۔  
ع ۳: حضرت اسماء ہر قسم کا ارتباط اعیانِ ثانیہ کے ساتھ بزلہ ذاتِ محبت۔ اگر چہ چار  
کتا ہیں پڑھ لے تو انسان مولوی کہلانے کا مستحق ہے ورنہ نہیں۔ جب تک اپنے سر سے  
بزرگی کی بونہیں نکالو گے بارگاہِ حقیقی میں کبھی باریابی حاصل نہیں کر سکو گے انسان کے  
شرف کا اعتبار حسب میں ہے نہ محض نسب میں۔ درویش کبھی اپنی ذات پر نظر نہیں کرتے  
بلکہ ہر کہ دمہ کو اپنے سے بہتر سمجھتے ہیں۔

حدودِ شرعیہ کی پاسداری کو نگاہ میں رکھنا نماز، بیجا نہ اور وظائفِ فناء کرنا بہت  
سے لوگ محض اس لیے خالی اور خشک رہ جاتے ہیں کہ ہر وقت اپنی خودی اور فخر پر  
نظر رکھتے ہیں۔

● ایک شخص نے عرض کیا کہ میرے سینے میں سوزش رہتی ہے۔ فرمایا ہر نماز  
کے بعد تین مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کریا کرواں تا اللہ شفا دے پاؤ گے چنانچہ یہ شخص

چند روز میں اچھا ہو گیا۔

● ایک شخص نے فراغتِ معاش کے لئے وظیفہ دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا، کہ نماز عشاء کی دو رکعت سنت اور وتروں کے درمیان ایک ہزار بار یا وھاب پڑھا کرو۔

● آپؐ نے فرمایا کہ بعض لوگ دنیوی ثروت، جاہ کے حصول کے لئے وظائف پڑھتے ہیں۔ انہیں حصولِ ثواب اور رمنائے حق کی نیت سے پڑھنا چاہیئے جن کے ساتھ ساتھ مشکلات بھی حل ہو جائیں گی اور رمنائے حق اصل مقصد کی نعمت سے بھی مالا مال ہوں گے۔

● حضرت پیر صاحبؒ سے کسی نے سوال کیا کہ صوفیائے کرام اپنے وظائف میں ”الہی بحق فلاں“ اور ”الہی بحرمت فلاں“ کے کلمات سے کیوں دعا وغیرہ مانگتے ہیں جبکہ خدائے تعالیٰ پر کسی کا حق نہیں ہے؟ آپؐ نے فرمایا بے شک اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر از خود کسی کا کچھ حق نہیں لیکن اگر وہ خود از را و فضل و کائنات حقا علینا نصو المؤمنین دُمنوں کی نصرت ہم پر حق ہے، سورۃ روم آیت ۴۷۔ ارشاد فرما کر کسی کو حق عطا کر دے تو کیا اعتراض باقی رہتا ہے۔

● ایک دفعہ حضرت پیر بہر علی شاہؒ نے اپنے ایک درویش کو مخاطب کر کے فرمایا کہ علم حقیقت ان چار کتابوں کے بغیر حاصل نہیں ہوتا:-

۱:- پہلی کتاب ہے خود حضرت انسان

۲:- دوسری عالم یعنی تمام عالم کو اپنے وجود میں مشاہدہ کرنا۔

۳:- تیسری حضرت اسماء یعنی ہر اسم کا ارتباط اعیانِ ثانیہ کے ساتھ۔

۴:- چوتھی ذاتِ بحث۔

”اگر یہ چار کتابیں پڑھ لو تو مولوی کہلانے کے مستحق ہو ورنہ نہیں۔“

● حضرت پیر صاحب پیر سید ہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے شیخ علم طریقت کے مجتہد اور مجدد تھے پیر و مرشد سے محبت اور عقیدت کا یہ حال تھا کہ خود فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ شمس العارفین کا رُخ انور دیکھ لینے کے بعد کوئی چہرہ نظر میں نہیں آج سکتا۔ ملفوظات طیبات میں آپ کا یہ ارشاد درج ہے:-  
ہمارے والد محترم شمس الحق کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ جو بھی محبت سے آیا اُسے اس کی استعداد سے زیادہ فیوض و برکات سے نوازا جس کسی نے آپ کو ایک بار دیکھا اسے دوبارہ دیکھنے کی ہمیشہ حسرت رہتی۔ ۱۳۱۷ھ میں حج بیت اللہ شریف کے موقع پر حضرت حاجی امداد اللہ بہا جرمکی خود بخود میری طرف متوجہ ہوئے اور باطنی نعمت دنیا چاہی لیکن میرے دل میں یہ خیال گذرا کہ جو رُخ انور ہم نے دیکھا ہے جہاں میں اور کہیں نظر نہیں آتا۔ آخر اُن کے اصرار پر عرض کی کہ اگرچہ ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ لیکن چونکہ آپ بخوشی عنایت فرما رہے ہیں لہذا آپ کا شکر گزار ہوں تاہم اس عنایت کو اپنے شیخ طریقت کی طرف سے سمجھتا ہوں۔

چنانچہ انہوں نے سلسلہ طریقت چشتیہ صابریہ عنایت فرمایا۔

● کوہ مری میں حضرت خواجہ عبدالعزیز زوفرہ والوں سے ایک شخص نے بیعت کی درخواست کی۔ آپ نے پوچھا ”پہلے تو کہیں بیعت نہیں ہوئے؟“ کہا۔ پیر صاحب گورٹہ شریف سے بیعت تھی مگر ان کا دصال ہو گیا۔

خواجہ صاحب نے سخت ناراضی کے عالم میں فرمایا:-

”بے نصیب! تو نے حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کو مردہ سمجھ لیا ہے۔ اس مرتبہ و شان کے ادیا اور اللہ ہمیشہ زندہ اور باقی باللہ ہوتے ہیں۔  
لوگ کہتے ہیں خواجہ کے مٹنے سے کیا ملتا ہے  
لاکھ ملنے کا یہ ملنا کہ خدا ملتا ہے



## پاکستان کے لئے حضرت کی دُعا

یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ جب بھی کسی ملک اور زمانہ میں دینِ اسلام کی تابندگی میں فرق آیا اور باطل عین عروج پر پہنچ کر بندگانِ خدا کے لیے باعثِ زحمت ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی غیرتِ جوش میں آئی اور اپنے فضل و کرم سے ایسی عظیم ہستیاں دُنیا کے عالم کو ودیعت فرمائیں کہ حق کا بول بالا ہوا۔ اور باطل کا منہ کالا ہوا۔ شیطان بھاگا اور رحمان کے ٹکے ہر سو عالم میں بچنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی پاک ہستیوں کو عالم وجود میں لا کر دُنیا پر شفقت بھی فرمائی۔ اور یہ وعدہ بھی پورا فرمایا کہ ہم نے قرآن مجید کو اتارا اور ہم ہی یقیناً اس کے محافظ ہیں۔ ایسی ہی ہستیوں میں سیدنا پیر سید مرشد علی شاہ قدس سرہ العزیز بھی ہوئے ہیں جن کی علمی اور روحانی قوت سے نہ صرف اسلام مادہ پرستی کے مسموم اثرات سے محفوظ رہا بلکہ مسلمانوں میں حیاتِ نو کے آثار پیدا ہونے شروع ہو گئے جو بالآخر اس برصغیر میں مسلمانوں کو آزاد حکومت کے منصوبہ شہود پر آنے کا باعث ہوا۔

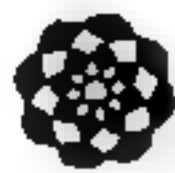
استانہ گولڑہ شریف! اکھوںِ عقیدت مندوں کی دینی

علمی اور روحانی تسکین کا مرکز ہے۔



طلبائے دین ہدایت کی رہائش اور خوراک کا اُستانہ کی جانب سے مفت بندوبست ہے۔ نگر خانہ سے نہ صرف ان طلباء کو خوراک مہیا کی جاتی ہے بلکہ زائرین اور مسافروں کو بھی کھانا مہیا کیا جاتا ہے۔ مدرسہ اور نگر کے تمام اخراجات موجودہ سجادہ نشین حضرت غلام محسن الدین شاہ صاحب اور سید عبدالحق شاہ صاحب دونوں حقیقی بھائی پیر سید غلام محی الدین شاہ صاحب المشہور بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے اور اپٹ کے پوتے برداشت کرتے ہیں۔

ابام عرس کے بعد بھی زائرین کی دیکھ بھال اور ان کے آرام و آسائش کا مکمل انتظام باقاعدہ جاری رہتا ہے۔ گورنر مشرف کے باشندے بھی بڑے مہمان نواز اور ملنسار ہیں۔ یہ دین پسند اور سید سے سادے مسلمانوں کی بستی ہے جہاں فسق و فجور کے ٹٹے کوئی جگہ نہیں ہے۔ ہر طرف توحید پرستی کا دور دورہ ہے۔ یہاں سیاست کا نہ تو کوئی چکر ہے اور نہ ہی سماج دشمن سرگرمیوں کا اڈا ہے۔ یہاں ہر گھر میں اسلام ہے اور یہاں پر باہر سے آنے والے ہر شخص کو رحمت و راحت ملتی ہے۔ دورانِ عرس یا اس کے آگے چیمپے اس بستی میں منشیات مثلاً بھنگ چرس ناچ گانے وغیرہ کا کوئی رواج نہیں ہے۔ جیسا کہ اکثر عرسوں اور میلوں کے موقع پر ہوا کرتا ہے یہاں تو صرف عبادت و ریاضت میں وقت گزرتا ہے۔ علماء کرام کی تعاریریں سنائی جاتی ہیں۔



# آپ کی تصنیفات و تالیفات

## ۱۔ سیفِ چشتیائی

۱۳۱۹ھ بمطابق ۱۹۰۲ء اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفیع جسمانی بدلائل قاہرہ ثابت کیا گیا ہے۔ مخالفین کو مجالِ زدنی نہیں۔ یہ کتاب اردو زبان میں ہے۔

## ۲۔ شمس الہدایت فی اثباتِ حیاتِ مسیح

۱۳۱۷ھ بمطابق ۱۹۰۰ء میں لکھی گئی۔ اس کا موضوع بھی اس کے نام سے ظاہر ہے۔

## ۳۔ اعلا کلمۃ اللہ فی بیانِ ما اصل بہ لغیر اللہ

۱۳۲۲ھ بمطابق ۱۹۰۴ء اس میں مسائلِ اختلافیہ کا بیان ہے۔

## ۴۔ الفتوحات الصمدیہ

۱۳۲۵ھ بمطابق ۱۹۰۶ء اس میں غیر مقلدین کے دس سوالات کے جوابات ہیں۔



## ۵: تحقیق الحق

۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۷ء مسئلہ وحدت الوجود کی توضیح پر مشتمل ہے۔

## ۶: ملفوظات مہربہ

حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحبؒ کے مختلف مجالس میں فرمائے ہوئے مسائل و نکات غریبہ کا مجموعہ ہے

## ۷: مکتوبات طیبات

حضرت پیر صاحبؒ کے خطوط کا مجموعہ ہے جس میں اہم امور دینیہ کی تشریح کی گئی ہے۔

## ۸: فتاویٰ مہربہ

حضرت پیر صاحبؒ کے مختلف فتاویٰ پر مشتمل ہے۔

## ۹: اُجالا بردو سالہ

مسائل کلامیہ پر مشتمل ہے۔

## ۱۰: پنج گنج عرفان

ہر لحاظ سے قابل تعریف تحفہ ہے۔

## ۱۱۔ مجموعہ وظائف مہر یہ

حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو اپنی زندگی میں وظائف کا وظیفہ کرتے تھے۔ وہ یکجا کلام پاک اشاعت ہوتی۔ آپ بھی یہ وظائف پڑھیں۔

## ۱۲۔ عشق رسول میں نعتیہ کلام

یہ مجموعہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوبی ہوئی نعتوں کا مجموعہ لا جواب

۷۔

# قبلہ عالم گوڑوی کی نعت کے متعلق علامہ اقبال

## کا اظہار خیال

قبلہ عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ گوڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی نعت شریف  
آج سبک متراں دی دھیری اے، کی مالگیر اثر انگیزی اب محتاج بیان نہیں  
پنجابی کلام سے لطف اندوز ہونے والی ہے۔



## عشق رسولؐ میں نعتیہ کلام

یہ مجموعہ عشق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوبی ہوئی نعتوں کا مجموعہ لا جواب ہے جو درباری قوال محبوب اور ہمنوا جو کہ جمعرات کو اعراس مبارک پر قوالی کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں دنیا بھر کے دیگر کئی قوالوں کی آوازیں یہ نعتیہ کلام ریڈیو۔ ٹی وی پروگرام کے علاوہ دیگر ملک کے کونے کونے میں علمائے کرام جشن میلاد النبیؐ اور اعراس مبارک کے موقع پر پیش کرتے ہیں

## قبلہ عالم گولڑوی کی نعت کے متعلق

### علامہ اقبال کا اظہار خیال

قبلہ عالم حضرت خواجہ سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی نعت شریفؒ آج ایک میٹرال دی ودھیری اسے "کی عالمگیر اثر انگیزی اب محتاج بیان نہیں۔ پنجابی کلام سے لطف اندوز ہونے والی نعت شریف ہے۔"



آج جو کٹ کے گرا ہے ایندھن کے لئے  
چڑیوں کو بڑا پیار تھا اس بوڑھے شجر سے



# گتھے مہر علی گتھے تیری شہداء گستاخ اکھیں گتھے جاڑیاں

حضرت کے مشہور نعت جو اکثر بھیم پلا سے  
یا اسادری میں گانے جاتے ہیں

اُج سیک متراں دی ودھیری اے  
کیوں دلڑی ادا اس گھنیری اے  
لوں لوں وجہ شوق چنگیری اے  
اُج نیماں لائیاں کیوں جھڑیاں  
الطیف سری من طلعتہ  
والشد زیدی من وفوتہ  
فسکوت ہنا من نظرتہ  
نیماں دیاں فوجاں سرچڑھیاں  
بیکہ چند بدر شعشانی اے  
متھے چمکے لاٹ نورانی اے  
کالی زلف تے اکھ مستانی اے  
مخمر اکھیں ہن مد بھڑیاں

دو آبرو تو کس میثال دین  
 جیں توں نوک مشرہ دے تیر تھٹن  
 لبساں سرخ اکھاں کہ لعل یمن  
 چٹے دند موتی دی ہن لڑیاں

اس صورت نوں میں جان اکھاں  
 جاناں کہ جان جہاں اکھاں  
 پیچ اکھاں تے رتب دی شان اکھاں  
 جس شان توں شانیں سب بنیاں

ایہہ صورت ہے بے صورت تھیں  
 بے صورت ظاہر صورت تھیں  
 بے رنگ دسے اس صورت تھیں  
 دیر وحدت پھٹیاں جند گھڑیاں

دسے صورت راہ بے صورت دا  
 توبہ راہ کی عین حقیقت دا  
 پر کم نہیں بے سو جھت دا  
 کوئی دریاں موتی لے لڑیاں

ایہا صورت شالا پیش نظر  
 رہے وقت نزع تے روزِ حشر  
 دیر قبر تے پل تھیں جد ہو سی گذر  
 سب کھوٹیاں تھیں تہ کھریاں

يُعْطِيكَ رَبِّكَ دَس تَسَا  
 فَتَرْضَى پوری آس اسَا  
 بچ پال کر یسی پاس اسَا  
 وَأَشْفَعُ شَفَعُ صِيحِ پڑھیاں  
 لاہو مسکھ توں محظط بر دین  
 من بھانوری جھلک دکھاؤ سخن  
 ادھا مٹھیاں گالیں الاؤ مٹھن  
 جو حسمرا دادی سن کریاں  
 حجرے توں مسجد آؤ ڈھولن  
 نورمی بجات دے کارن سارے سکن  
 ودجگ اکھیاں راہ دافرش کرن  
 سب انس و ملک حوراں پریاں  
 انہاں سکریاں تے گرلاندیاں تے  
 لکھ واری صدقے جانڈیاں تے  
 انہاں بر دیاں مفت دکاندیاں تے  
 شالا اون وت بھی ادگھڑیاں  
 سُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَجْمَلُكَ  
 مَا أَحْسَنُكَ مَا أَكْمَلُكَ  
 کتھے مہر علی کتھے تیری شمار  
 گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں



حضرت پیر مہر علی شاہ نے فرمایا !  
 لے خواب میں اس کی شکل نظر آئی اور زلفوں سے خوشبو بھی جس  
 کے مشاہدہ سے میں مدہوش ہو گیا۔

## رباعی

ولی علیؑ دا اے علیؑ ولیؑ والے ہے دی شک تے گل آزماؤ بیکھو  
 در ولیؑ تے علیؑ عسلیؑ ہوندی کسے ولیؑ دے در تے جاؤ بیکھو  
 مشکل حل کر مشکل کشا دیندے ولیؑ علیؑ آگے سیس نواؤ بیکھو  
 بگڑی تہ تانندی بن جانندی اشرف کسے ولیؑ لوں اپنا بناؤ بیکھو

## شعر

دودھ دجو دتیرے وچہ شیریں روغن دار سمانی  
 مرشد لاوے جاگ پریم دی تاں چمدا دودھ پانی



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کلام سلطان العارفين حضرت سخی سلطان باہو

## الف

اللہ چنبے دی بوٹی میرے من وچہ مرشد لائی ہو  
نقی اثبات واپانی ملیا ہر گے ہر جانی ہو  
اندر بوٹی مشک بچایا جاں پھلن تے آئی ہو  
جیوے مرشد کامل باہو جیوں ایہہ بوٹی لائی ہو

بغداد شہر دی کیا نشانی اچیاں لمیاں چیراں ہو  
تن من میرا پرے پرے جیویں درزی دیاں لیراں ہو  
اینہاں لیراں دی گل کفتی پاکے رلساں سنگ فقیراں ہو  
بغداد شہر دے میں ٹکڑے منگساں باہو کرسا میراں ہو

## مناقب شریف

سوئے شاہ دے دوارے لائی رحمتاں بھڑی برسے نور یا چھم چھم کسی سوئی اے گھڑی  
 سوئے شاہ دے دوارے لائی رحمتاں بھڑی  
 پیرا دھند تیرا عالی منگتے آئے ہاں سواہی تیرے درتوں جان کدی دی نہ عالی  
 اسال جانا نیوں عالی آس لائے ہاں بڑی سوئے پیرے دوارے  
 جیہڑا ناں یقینے پیر جی نوں من دا چہرہ نور و نور ر ہندارنگ توحیدی چڑھدا  
 جیہڑا منکر تیرا قسمت اس دی سٹری سوئے پیرے دوارے لائی  
 تیرا چشتی گھرانہ جس نوں جاندا زمانہ سرتے غوث والا سوہنا ملیا تاج شاہانہ  
 نوری کئے اج لے کے نوری موتیاں لڑی میرے پیر دے دوارے  
 لہندے چڑھدے توں خلقت تیرے درتے اے عالی سہتہ جاکے بھولی بھر کے لے جاک  
 جیہڑے قدماں دچہ ہندے قسمت انہاندی بڑی میرے پیر دے دوارے  
 کئی دیکھے نے منگتے بادشاہ ایہوں منگدے کمنہ نبی والا پڑھکولی اللہ کے نوں مندے  
 پیرا عالی نہ توں موڑیں اشرف کدوں داد کھڑا میرے پیر دے دوارے  
 سوئے پیر دے دوارے لائی رحمتاں بھڑی

## مناقب شریف

نوری دھند دیکھو میرے پیر مہر علی شاہ جی پیر دا  
 نعل حینی پھل شاہ دستگیر دا  
 پیارے پیارے دھندے اتوں جند جان دار دئے  
 قدماں دچہ ہمتاں ملے چھڈ گھر بار دیئے



پیر مہر علی شاہ جی دے درتے ہوئے وقت اخیر دا  
 آؤ نوری روضہ دیکھو میرے شاہ جی پیر دا  
 اس دربار دیاں اچیاں شاناں قسم خدا دی بجیاں گھرانہ اے  
 کوئی نہیں جواب بے مثال بے نظیر دا نوری روضہ دیکھو میرے پیر دا  
 سیک روضہ دیکھنے دی سینے وقح رہندی اے  
 دیکھ لئے جدوں تھنڈا کھیاں نوں پندی اے  
 سوہنا روضہ مرشد غوث مہر علی شاہ جی بدر منیر دا  
 نوری نوری روضہ دیکھو میرے شاہ جی پیر دا  
 بڑی شان والا یار و روضہ ہو کر کس دا  
 اوہدے دلوں دیکھئے تے مدینہ و چوں دسدا  
 غوث مرشد مہر علی شاہ جی دے مکھڑے وچوں جلوہ گزرتا قدیر دا  
 نوری نوری روضہ دیکھو میرے سوہنے مرشد شاہ جی مہر علی پیر دا  
 مہیتاں وچہ ڈبیا بیڑا یار و پل وچوں پار ہوئے  
 نزع والے عاشقاں نوں پیر دا دیدار ہووے  
 ہاڑا سن لو شاہ جی ملک اشرف فقیر دا  
 نوری نوری روضہ دیکھو خواجہ مہر علی پیر دا



# عقبت دے پھل

بھڑنہ۔ کرے نہ بھروسہ کوئی دنیا دے پیار دا  
 پتہ پتہ حق والا پکار دا  
 گولڑہ شریف گھر مولادے پیار دا  
 پہنچی توحید والے نغمے سناوندے    دین رسول والے پرچم لہراوندے  
 کب والے دیکھ دیکھ کلیجہ کفار دا  
 گولڑہ شریف گھر مولادے پیار دا  
 رحمتاں دا اک بھر پور خزانہ اسے    مگنی چھپی گل نہیں جاندا زمانہ اسے  
 اکھ دے اشارے وچہ بگڑی سنوار دا  
 گولڑہ شریف گھر مولادے پیار دا  
 فیضاں تے برکتاں دے مینہ پئے دسکے    روندے ہوئے آن جہڑے جان ہسکے  
 ٹھاٹھ نرالا آت تیرے دربار دا  
 گولڑہ شریف گھر مولادے پیار دا  
 سیلے فرشتیاں دے صبح شام لگدے    لندے خزانہ فیض والا لوکی جگدے  
 ڈوبے ہوئے بڑیاں نوں پل وچہ تار دا  
 گولڑہ شریف گھر مولادے پیار دا  
 ہتھ دیا دیلا مڑ کے نہیں آوناں    آؤ آؤ بخت جسے اپنا جگا وناں  
 ستر نصیب جاگے ایسے گنہگار دا  
 گولڑہ شریف گھر مولادے پیار دا

نورِ دیاں لاٹاں نال جگمگان والیا جاداں قربان بھلے رہے پان وایا  
 وجدانقارہ پیاسوہنی سرکار دا  
 گورٹہ شریف گھر مولائے یار دا  
 بے شک زبان تیری نفسِ حق دی تصویر تیری آت تصویرِ حق دی  
 تیرے میل، میل پروردگار دا  
 گورٹہ شریف گھر مولادے دا  
 شانیں تے آناں والا تیرا گھر انہاں جہاں تے محبتاں دا جہڑا خزانہ لے  
 فیضان دے موتی پیا جگ تے کھلار دا  
 گورٹہ شریف گھر مولادے یار دا  
 دس کیوں کراں دُکھڑا بیان میں کیلے ہستی تیرے لگے کھولان بان میں  
 مینوں تے سلیقہ نہیں آقا گنغار دا  
 گورٹہ شریف گھر مولادے یار دا  
 ٹٹے ہوئے دلاں والی سنیں فریاد توں دُکھی مطلوبان تائیں کریں ابداد توں  
 نام ہے سہارا تیرا آقا سنسار دا  
 گورٹہ شریف گھر مولادے یار دا  
 تیرے دربارِ انتظارا سوہنا دیکھیا حق والا نورِ چمکارا سوہنا دیکھیا  
 بھل گیا اکھیاں نوں نقشہ بہار دا  
 گورٹہ شریف گھر مولادے یار دا  
 جگ وچہ تیرے نال پیار جنے پایا سمجھو نصیب اوہنے اپنا جگالیا  
 کسے دی میدان وچہ بازی نہ ہار دا  
 گورٹہ شریف گھر مولادے یار دا



بَیْل دے وانگ ہر دل پیامہکدا    تال خوشمردے سارا جگ مہکدا  
 کھڑیا اے پھل دین ملے گلزار دا  
 گولڑہ شریف گھر مولادے یار دا  
 پھل ایہہ عقیدت دے ہونج قبول فی    راضی ہوئے سونہا میرا رب تے رسول فی  
 اللہ اللہ جاگے شاہک سیاہ کار دا  
 گولڑہ شریف گھر مولادے یار دا  
 تیرے سوہنے نام دے ہمارے تے ٹھلایا    تیرے رحم و کرم دے اشارے تے ٹھلایا  
 بیڑا بنے لاویں آقا اشرف گنہگار دا  
 گولڑہ شریف گھر مولادے یار دا

دربارِ غوثیہ، حقیقۃ گولڑہ شریف

قطرہ

ذرّہ ذرّہ اس زمین کا نور سے معمور ہے  
 خاک طیبہ کی ضیا اس خاک میں مستور ہے  
 پھوٹتی ہیں جس سے کرنیں اُس مکرّم فات کی  
 بستی گولڑہ یار وہ چراغ طور ہے



## پنجابی نعت شریف

دل لگڑا بے پرواہاں نال  
 جتھے دم مارن دی نہیں مجال  
 روئندیاں نیناں نوں سمجھا رہی  
 یکے نام سبحن دا گکا رہی  
 لکھیا پڑھیا سب بھلا رہی  
 رگ رگستے نوں نوں ساہاں نال

دل لگڑا بے پرواہاں نال  
 جتھے دم مارن دی نہیں مجال  
 جسدی سک مینوں اوہ تے آیا نہیں  
 پل پل گھڑی دے سوسو سال  
 ہک جھٹ گھڑی سکھایا نہیں  
 صلی علیہ ذوالجلال

دل لگڑا بے پرواہاں نال  
 جتھے دم مارن دی نہیں مجال  
 سوہنا میں توں کیوں چیت چا گیا  
 قسمت بٹری دا واہ پیا  
 لگیاں پریتاں بھلا گیا  
 تتی ریت عرب دیاں راہاں نال

دل لگڑا بے پرواہاں نال  
 جتھے دم مارن دی نہیں مجال  
 جنیدی جند تلی تے دھڑ رہی  
 لکھواری توبہ پڑھ رہی  
 گل پلٹا منتاں کر رہی  
 رٹھڑا یار مناون دا خیال

دل لگڑا بے پرواہاں نال  
 جتھے دم مارن دی نہیں مجال

کراں یاد میں سوہنی جہات نوں      اُس سفر عرب والی رات نوں  
اُس حمرادی گھسات نوں      یا لیتنی یومُ الْوُصَالِ

دل لگڑا بے پرواہاں نال

جھٹھے دم مارن دی نہیں مجال

سارا دن گزاراں بھوندیاں      گھٹ پڑا لکھتے روندیاں

بہنواں نال لکھڑا دھوندیاں      ساری رہن سولاں تے آہاں نال

دل لگڑا بے پرواہاں نال

جھٹھے دم مارن دی نہیں مجال

کیتی دچہ غماں غلطان ہوئے      اندر یاد سخن مستان ہوئے

حیران بہوں پریشان ہوئے      انہاں پیچیاں زلفاں ساہاں نال

دل لگڑا بے پرواہاں نال

جھٹھے دم مارن دی نہیں مجال

آدم تھیں تا عیسے ۲ میح      نفسی بلیں سب نبی

اُدھتے بولسی اک اُمتی      احمد بنی صاحب کمال

دل لگڑا بے پرواہاں نال

جھٹھے دم مارن دی نہیں مجال

دُبی اِلهی مَدی      صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی النَّبِیِّ

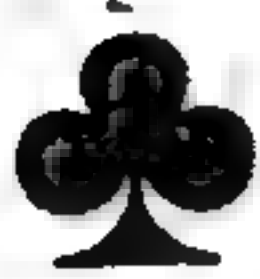
فاطمہ الزہرا علیہا      حنین جگ دی پناہاں نال

دل لگڑا بے پرواہاں نال

جھٹھے دم مارن دی نہیں مجال



مہر علی جتوں کون پھارا      نیٹ لاشے تے اوگن ہارا  
 سرتے چاکے عتباں دا بھارا      لاویں پریت توں شاہاں نال  
 دل لگڑا بے پرواہاں نال  
 جتھے دم مارن دی نہیں مجال  
 لا کے پرتیاں کدی نہ نیے      بھیت دلاں دامول نہ دیتے  
 اندر رویتے تے باہر نیے      ملٹے پئے سدا چاہاں نال  
 دل لگڑا بے پرواہاں نال  
 جتھے دم مارن دی نہیں مجال  
 مہر علی کیوں پھریں ادا سی      آج کل سوہنا آگل لاسی  
 ہو سن خوشیاں تے غم جاس      بساں لسیاں کر کر باہاں نال  
 دل لگڑا بے پرواہاں نال  
 جتھے دم مارن دی نہیں مجال  
 صلی علیہ ذوالجلال



الہی خیر گردانی

بخت شاہ جیلانی

## یا غوث الاعظم جیلانی

یا غوث الاعظم دستگیر میں منگتا تیراواں  
میرا کر دیو بیڑا پار میں منگتا تیراواں  
کیوں رہیا میں ناشاد میں غوث اعظم تیرے ہوندیاں  
کوئی نہیں سندا میری فریاد تیرے ہوندیاں  
یا غوث الاعظم دستگیر میں منگتا تیراواں  
میرا کر دیو بیڑا پار میں منگتا تیراواں  
مار دے نت ٹھوکر اس ظالم تیرے مسکینوں  
ایہہ نہیں انصاف شاہ بغداد تیرے ہوندیاں  
باراں درہیاں داڈبیا بیڑاں بنے لایا  
غیر دے درتے کیوں منگاں ابداد تیرے ہوندیاں  
یا غوث الاعظم دستگیر میں منگتا تیراواں  
میرا کر دیو بیڑا پار میں منگتا تیراواں  
میں مدح تیری جوڑ دا دل دچہ ہے خطرہ گوردہ  
میں دامن نہ تیرا چھوڑ دامنوں خطرہ نہیں گل گوردہ  
تسکین ہو پیران پیر دستگیر اشرف ہے بڑا دل گیر  
تسکین آسرا ہو کمزور دا یا غوث الاعظم دستگیر

## منقبت شریف

سوہنے پیر مہر علی شاہ دی بستی نوں میں طور نہ اکھاں تے کی اکھاں  
 ہر پائے جلوہ سوہنے دانور و نور نہ اکھاں تے کی اکھاں  
 گورٹے شریف و اشراف اچیر الے ایہدے وچ سوہنے دا ڈیرہ لے  
 اس پھلاں والی ٹیکری نوں کا نور نہ اکھاں تے کی اکھاں  
 ایہہ جانی غوث الاعظم والے ایہہ منبع لطف و عطا دا لے  
 سوہنے پیر دی وعادت دے گھر منظور نہ اکھاں تے کی اکھاں  
 جو منکر اس گھر لے والے ادہ علی دادے محمد نانے دا لے  
 قسم رب دی اوہنوں رب کوںوں دور نہ اکھاں تے کی اکھاں  
 سوہنے پیر مہر علی شاہ نوں پنچتن دیاں اکھیاں دانور نہ اکھاں تے کی اکھاں  
 جہاں سجدے وچ نہ کٹوا لے نہ جہاں ہتھیاں وچ نہ پتر کہسائے لے  
 سوہنے پیر مہر علی شاہ نوں رہدے عشق دیو وچ میں چور نہ اکھاں تے کی اکھاں  
 سوہنے پیر مہر علی شاہ وچ رنگت حیدر دی سوہنے پیر وچ خوشبو نہ لرا دی  
 میں سوہنے پیر مہر علی نوں پنچتن پاک گھر لے دانور نہ اکھاں تے کی اکھاں

## رباعی

ایہہ ولی جو دیوندرے منگتیاں نوں دہا بی ٹو لے نوں بے امداد دا دکھ  
 دکھ کتیاں نوں نئی دے یاراں دا تے کتیاں نوں شاہ بغداد دا دکھ  
 کتیاں تائیں گیارہویں والے دکھتیاں تائیں حسین دی یاد دا دکھ  
 دکھ کتیاں نوں عرشاں دا ہے اشرف کتیاں نوں پاک میلاد دا دکھ



نئی نانا علی بابا سخاوت ہو تو ایسی ہو  
 چلے خنجر کرے سب سے عبادت ہو تو ایسی ہو

## کرماں والٹریاں

فی سید مرشد پیر مہر علی دے درتے آیاں کرماں والٹریاں  
 پھلاں بھری چنگر وچہ پھل لالٹریاں  
 آج سوہنے دے درتے آیاں کرماں والٹریاں  
 آؤ دیکھو سوہنے پیر مہر علی شاہ نوں کیڈیاں شانیں والٹریاں  
 سوہنا سکھڑا جن دے وانگوں مار دالے لشکارا  
 یاد اللہ وچہ راتیں اینہاں جا لٹریاں  
 مرشد دے در آیاں کرماں والٹریاں  
 پھلاں بھری چنگر وچہ پھل لالٹریاں  
 آج سوہنے پیر مہر علی دے درتے آیاں کرماں والٹریاں  
 تن تندور اینہاں دانور و نور ہو یاں خوشمالٹریاں

میاں محمد بخش عارف کھڑی شریف فرما دے نے  
 مرد ملے تاں درد نہ چھوڑے اوگن تھیں گن کردا  
 کابل پیر محمد بخش اسل بناون پتھر دا

# دُعا منگیا کرو سنگیو کتے مُرشد نہ رُس جاوے

میں لچپال دے لڑ لگیاں میرے توں غم پہ رہند  
میری آساں اُمیدیں دے سداں بولے ہر رہند  
خیال یارِ وحش میں مُست رہنا ہاں دینے راتیں  
میرے دلِ وحش سجن دسا میرے دیکھ کر رہند  
دُعا منگیا کرو سنگیو کتے مُرشد نہ رُس جاوے  
جنہاں دے یار رُس جانے اوہ جیوند اکی کر رہند  
ایہہ پینڈا عشق دا آخرتے ٹرنے نال اکی مکناں ایں  
اوہ منزل نوں نشیں پاسکے جیہڑے بیٹھے گھر رہند  
کدی وی ٹور نہیں پیندی مینوں در در جاوے دی  
میں لچپالاں دامن گتا ہاں میرے پلے بھرے رہند  
کدی وی ڈب نہیں سکدے اوہ چڑھدے پانیاں اند  
جو ٹھلے آہرے تیرے اوہو بیڑے ترے رہند  
نیازی مینوں غم کا ہاں میری نسبت ہے لاثانی نال  
بن کے رہن جو کسے دے قسم رُب دی کھرے رہند

## ہندی خیال

جب سے لاگے تورے سنگ نین پیا  
 نیند گئی آرام نہیں ساری ساری رین پیا  
 دکھ آئے سکھ بھاگ گئے سب عیش مٹا سارا چین پیا  
 تن من دھن سب تجھ پر واروں وار دیواں کو نین پیا  
 جیہا تر بیت ہے درشن دیو جیو صدقہ حسن حسین پیا  
 وصل علی کیا شان سے لامثلک فی البدارین پیا  
 مہر علی ہے جب نبی اور حب نبی ہے مہر علی لمح لمحی جبکہ جسمی فرق نہیں ماہین پیا  
 جب سے لاگے تورے سنگ نین پیا  
 نیند گئی آرام نہیں ساری ساری رین پیا

## مدت حضرت علیؑ

کب کر سکے مدح تمام۔ امام ہمام ہنام بھلا جگ سارا  
 جس فاتح خیر۔ ماہ منور۔ شاہ غضنفر دین کو سنوارا  
 وہ نبیؐ کے وہی۔ اللہ کے ولی۔ دو جگ میں ملی بہ خفی و جلی  
 وہ جب کہ پڑیں لکار، مریں کفار، ہو دیں ناچار ٹوٹے ہیکار بھی کا  
 حیدرؑ کے زور پہاڑ کریں گرفتار مریں درخت بر کو اکھڑا



# مرثیہ

قبیلہ عالم قدس سرہ کے کلام میں غم حسین پر یہ ایک مرثیہ پنجابی  
ہندی کی صنف میں یادگار ہے۔

لایا ہندی خون اجل دی لے

ایہہ ہندی فاطمہ حسین دی لے  
ایہہ ہوریں تال نہ دل دی لے  
نانا پاک دا بہن کے بانا  
جیش ہوئی زمین آسماناں

لایا ہندی خون اجل دی لے

آکے نبی علیؑ تے فاطمہ زہراؑ  
سانوں سک تیری پل پل دی آ  
شاہ تیری ہندی داپتر ساوا  
ایتوں لکھی ہوئی روزاؤل دی آ  
شاہ تینڈی ہندی دا رنگ پیلا  
تینوں بی مصیبت کربل دی لے  
شاہ تیری ہندی دا رنگ دلارا  
ساری خلقت تلیاں مل دی آ  
شاہ تینڈی ہندی دا رنگ سوہا  
ساری اُمت جلدی جلدی لے

فرزند حسینؑ تو ویہلا  
لایا ہندی خون اجل دی لے  
کوفیاں دل مل کیستہ دھاوا  
لایا ہندی خون اجل دی لے  
سونپیوئی رب نون خویش قبیلہ  
لایا ہندی خون اجل دی لے  
رودا تینوں عالم سارا  
لایا ہندی خون اجل دی لے  
اُمت نون ہے تیرا بوا  
لایا ہندی خون اجل دی لے

ایہ مہندی سوہنے باگ دی لے  
 ناہیں ہوراں نال نہ دل دی لے  
 ادھر پاک معصوم پیاسے ترسن  
 ادھر تیغ حین بنتے چل دی لے  
 رب توں آہا ایہو بھاتاڑاں  
 نہیں تاں تھوڑا تھکے کیٹھری گل دی لے  
 سبحان اللہ تیرے رنگ الہی  
 اج خاک وچ پی دل دی لے  
 مہر علی شاہ ایہہ جھوک فنا دی  
 تیری دس دی بھی پل جھل دی لے

وَيُطَهَّرُ حُمْرًا دالی لاگ دی لے  
 لایا مہندی خون اجل دی لے  
 جہناں تے سینہ تیراں دے برسن  
 لایا مہندی خون اجل دی لے  
 رب تہید دی تینوں دوا تڑاں  
 لایا مہندی خون اجل دی لے  
 اوہ سوہنی صورت فاطمہ نجائی  
 لایا مہندی خون اجل دی لے  
 دائم قائم ذات خدا دی لے  
 لایا مہندی خون اجل دی لے

لایا مہندی خون اجل دی لے



## مثنوی المعروف گوگوار

مرحبا اے بیلستان چشت  
ہر دم از اسلام و اہلش این صد است  
فیضیاب از بارگاہ احمدی  
کے مقابل با تو تاند ہم سری  
نور چشم مصطفیٰ و مرتضیٰ  
نور دیدہ تاجدار انما  
آں سگے کو شد مقیم کوے او  
حب دل واری خواجہ خواجگان  
پنجتن را بندہ ای از جان دل  
جرعہ از فیض مستان الست  
قلّٰ لہمّ قولاً یلینا لینا  
پس میفشان نور بر ظلمات  
کار شیراں ہمت و سرگرمی است  
بود حق کردہ ترا مخلص بہ دیں  
جد لہم بالنصح والحسن المقال  
زاں شدی موسوم با محرم علی  
چوں محرم با علی ہم خواندہ اند  
یعنی ہتک عزتت کردہ حرام  
از حریم جمع در بیدائے فرق

باز گو از گوگواراں سر نوشت  
این بیان نیک چشتی را سزا است  
جرعہ بر دھریہ ہم فلسفی  
مستند از شیخ عبدالقادی  
سید حسنی حسینی فرما لقا  
مرثوۃ از لا تخف داد مہما  
شیر نادر تاب دیدن سوئے او  
مات فی حبّ الہ اور است شان  
دھریہ ہم فلسفی پشت نجل  
ریز بر دول ہمتاں مکان پست  
ولہمّ بینّ بیانا ہینا  
از غشاوہ جہل ایشاں را رہاں  
کار دوزماں حیلہ و بے شرمی است  
ذال فضل من اللہ العلمین  
وارحمہم عن عقیدات الضلال  
محرمی زاں عالم سر و خفی  
از برایت حال نیکو خواندہ اند  
آں علی غالب ذوالاحترام  
ماندہ ای مہجور در ظلماتے فرق



زبان حدیث راہ پر خوں مے کنی  
روح متاں شاہ است نائی و نیت  
گفتہ تہ گفتہ ایں روح است  
باب دمساز خود پیوستہ ای  
بہل بتان چشتی خوش بگو  
”جود محتاج است خواہ طالبے  
”جود مے جوید گدایان و ضعاف  
”روئے خواباں نہ آئینہ زیبا شود  
پس ازیں فرمودہ حق در والضحی  
چو گدا آئینہ جود است ہاں  
فلسفی در ”ماہی“ عرش تیر شد  
دہریہ در عیش فانی کو رد کر  
مرغ کاب شور باشد مسکنش!  
اے کہ اندر چشمہ شور است جات  
اے تو نارستہ ازیں فانی رہا ط  
در بدانی نقب از اب وجد است  
ابجد و ہوز چہ ناش است و پدید  
تو چہ دانی سراپاں را اے غمی  
ساعتے و اکن عقال بعیر را  
تا بہ او بیقل بہ او بیطش شوی  
روح محفوظ است شود مشہود عن

قہد ہائے عشق مجہوں مے کنی  
مے دہی بیروں و میدہ نائیت  
گو بظاہر انتسابش سویت است  
از تکلف ہائے کلی رستہ ای  
ہاں و ہاں بر گومگو اصلاً بگو  
ہم چناں کہ تو بہ خواہد تابے  
ہم چوں خواباں کا آئینہ جویند صاف  
روئے احساں از گدا پیدا شود  
بانگ کم زن لے محکمہ بر گدا  
دم بود بر روئے آئینہ زیاں  
و انکہ جز ماہی است نہ آتش سیر شد  
ماندہ در علم کیانی خیرہ سر  
ادچہ فاند جائے آب روشنس  
تو چہ دانی شط جیون و ذرات  
تو چہ دانی صمود و سکرو انبساط  
پیش تو ایں نامہا چوں ابجد است  
بر ہمہ طفلان و معنی بس بعید  
چوں ندانی کل شئی فی کل شئی  
بشنوا ز نے نالہ شب گیر را  
ہم بد و یسبح بد و یبصر شوی  
از چہ محفوظ است محفوظی نہ شین

غیر از مقولہا مقولہا  
 علم تو علمش و علمش علم تو  
 تو نہ ماندی چونکہ بس گوگیت این  
 این زماں جاں دامنم بر تافت است  
 "من چه گوئیم یک رگم ہشیار نیست  
 از ہمہ اہل علم و تصویرات دور  
 این سخن لایب حق است اے انجی  
 خاصہ در انساں کہ نوع آخر است  
 زین جہت عالم صنعیش گشتہ نام  
 این سخن را نیست پایاں اے سپر  
 کیست نے کرمے سراید و مبدم  
 این فغان و نالہ ہائے زار او  
 ہچو نے گشتہ تہی از خویش تن  
 اوست فانی از خود و فانی بحق  
 بنیدش چشتے کہ دیدار غیر وخت  
 دیدن چشم محمد از شقی  
 گفت یلی را خلیفہ کاں توفی  
 از دگر خواہاں تو افزوں نیستی  
 دیدہ مجنوں اگر بودے ترا  
 چیت دانی چہرہ زیبائے دوست  
 بالب دمنار خود جفت است او

بینی اندر دل علوم انبیاء  
 علم تو علمش و علمش علم تو  
 فی امرایا العدم قد طهر الممتین  
 بوئے پیرایان یوسف یفت است  
 شرح آں یار کے کہ آں را یار نیست  
 نور نوراً نوراً نوراً نوراً نوراً  
 وجہہ فی کل شیء یجتلی  
 کون او جملہ جہاں را حاضر است  
 فالعالم اربعہ بکر تمام  
 باز گو از گو مسگو نعم الخیر  
 من نیم واللہ یار من نسیم  
 مے رود تا صحن عرش یار او  
 زار و گریان است از حبا وطن  
 مَنْ رَاہَ قَدْ رَاہِ رَبَّ الْفَلَقِ  
 مطمحش لا غیر الا روئے دست  
 کے بود چوں دید ابو بکر و علی  
 کہ تو مجنوں شد پریشان و غوی  
 گفت غامش چوں تو مجنوں نیستی  
 ہر دو عالم بے خطر بودے ترا  
 دید حق را آئینہ گوئم او ست  
 زان چوں نے بس گفتنی گفت است او

سر ادائی است اور جز نے نیست  
گفتہ نے گفتہ نالہ بود  
نے کہ ہنگام حکایت بردہ  
کہ مقام وحدتم را نیدہ اند  
کردہ ام جبروت اسما را عبور  
گشتہ ناسوت آخر این منزل مرا  
چوں نہ گریم در فراقش سر بسر  
در حریم وصل بادشاہ وجود  
گشتہ ام محروم از قرب ہمیں  
”سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق  
ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش  
آن دہم بیرون کہ او در من و مید  
ہاں مگو او چونکہ با حق وصل است  
پس نہ ہجرا نش شکایت بہر چیست؟  
زانکہ وصل مطلق است اینجا محال  
راست فرسودست مولانا بیباں  
”من شدم عریاں ز تن او از خیال  
تا بود اینجا شبک جم و جاں  
او ز جان و جان زاد ستور نیست  
مظہر ذاتست روح بے نشان  
”بحث جاں اندر مقام دیگر است

شور ہائے دیوے او بے نیست  
گو ظہورش از وہاں نے شود  
از جدائی ہاشکایت مے کند  
زاں ز شورم مرد و زن نالیدہ اند  
عالم ملکوت را کردم مرد  
زین جدائی ہاشدہ خوں دل مرا  
نیست در عالم ز من ہجور تر  
نفتہ بودم ہجرا را سہ نہ بود  
در حقیقت آوردہ موج پنجہیں!  
تا بگویم شرح درد اشتیاق  
باز جوید رد ز کار وصل خویش  
آرمیدہ ام بحق از خود رمید  
جملہ مطلوبات اور ا حاصل است  
وز جدائی ہاشکایت بہر چیست؟  
تا بود پیوند جسم و جاں بحال  
در دم آخر چوں رفت اوزین جاں  
مے خوام در نہایت اوصال  
کے رنج جاناں عیاں دیدن توای  
لیک کس را دیدہ شاں دستور نیست  
ہیچناں کا سماش را باقی جہاں  
بادہ جاں را قول مے دیگر است



جلہ اسماء تو مرات آمدی  
آمدی از دور یک اے خوش تقا  
عَلَّمَ الْأَسْمَاءَ طراز جان تست  
از کمالت کر ملک آگاہ بدے  
ناید این اندر لباس صوت و حرف  
چشم بند و گوش بند لے بے نوا  
کن سفر در خود پر رجعت قہقری  
پائے کویاں تابیہ بام اور سی  
از وطن بینی و از اهل وطن  
فہم کن اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ  
”اسم خواندی رو مسمی را جو  
”اذکر و فی راست اذکر در قفا  
بالمک حق بگوید در سما  
دوست داری دش که او محبوب است  
داده اسمش شرح صدر و رفع ذکر  
مانہ بے او، او نہ بے ما بالیقین  
مَا رَمِيتْ اِذْ رَمِيتْ زِيں بود  
ذَاكَ فَضْلُ مِنْهُ اللّٰهُ يَضْطَفِي  
خاصہ پاکانے کہ از خود رستہ اند  
کردہ با جانوں نوطا جاتیش  
”اں دعائے شیخ نے چوں ہر دعا

زاں خلیفہ و مظہر ذات آمدی  
گوئے بردی از ملک یا مہربا  
اَسْجُدُ وَالْاَذْمِ ہم اندر شان تست  
کے اَتَجْعَلُ کفۃ خود رسوا شد  
نوطہ باید خود در دریائے ژوف  
صحن دل را نیک روپ از ماسوی  
تازہ مز روح و جانیت پے بری  
از خودی خود بیرون آئی و رہی  
جان خود ہیں گریوں آئی نہ تن  
ابتدا و انتہایت شد ہمیں  
مہ بہ بالا و اں نہ اندر اب جو  
ذکر تاں را ذکر او نعم ابجزا  
دوست دارم اں کثیر الذکر را  
وَزَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ را سزا است  
ذکر او ہر جا کہ از ما ہست ذکر  
گفتہ او گفتہ ما شد ازین  
یک نے ہر کس سرتے میں بود  
مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ يَا اَحْيِ  
دیدہ از غیرت بر و بس بستہ اند  
انہ دلو خواں تا رحیم آیتش  
فانی است او دست خداست

از دین ہائے حلائق شد عیاں  
 ظرف اذکُر اذ نِسْت کے بود  
 "ذکر کن ذکرے کہ غیر از دل رود  
 ذکر یاد دل بود نے از سخن  
 چونکہ روح غرق یاد حق بود  
 ذاکر و مذکر و ذکر یک شود  
 غیر تو ہستی بروں شوا از حرم  
 آل وحید الدہر عارف بایزید  
 پیچ مال یا بید از شاہم نشان  
 جملہ گفتدش کہ بر ما کن عطا  
 علمے را در تحسیر کردہ ای  
 لَمْ یَكُنْ أَحَدُكَ كَفُؤًا وَلَمْ  
 تو محیطی کے محاط ما شوی  
 برتری از فہم و مال و قیل ما  
 کے تند بر شعلہ تار موی  
 مالک المسکى وَاللّٰهُ أَحَدُ  
 لَمْ یَكُنْ أَحَدُكَ كَفُؤًا وَلَمْ  
 تو چنانستی کہ خود کردی بیان  
 آنچہ بابا در بطون امہات  
 گر نہ سبقت کردے رحمت بر حال  
 زین سبب رحمن باللہ قرین

معنی اذکُم کُم ہاں اے ہر باں  
 غسی و مذکور ہر گاہ دے بود  
 غیر غسی ذات حق در دل بود  
 کو بود صوت دہولے از دین  
 جا ہستی بکلی شق بود  
 اندریں دم غیر حق بیشک بود  
 خود حجاب اکبری قسم لاجرم  
 با ملائک گفت از شوق مزید  
 عرش جائے دوست خواندم در قرآن  
 گو خبر از آل شہ ارض و سما  
 با ظہور کاملت در پردہ ای  
 علم تر ہست از علوم ما اتم  
 عَلَّمْنَا كَيْفَ عَلَيْكَ يَجْتَوِي  
 خاک بر عقلے و بر شیل ما  
 کے زکنت قول راند عاقلے  
 لَمْ يَلِدْ لَمْ يُولَدْ اَللّٰهُ الصَّمَدُ  
 لَيْسَ شَيْئًا مِّثْلَكَ يَا اَدْلُكُمْ  
 در صفات سابقہ ہم در قرآن  
 کردہ ای موسم نہ کردہ بانات  
 جملہ عالم ماندے در تہ زوال  
 آمدہ در بسملہ از بہترین

عالمے راز عدم کردی بدر  
 ليس في الفيضين يارب العلا  
 لم جعل الشر شراً باطل  
 لم جعل الشر موجوداً بدار  
 علم تابع است معلوم را  
 گر نہ لطف یاد در مظلم بدے  
 خلقت ما کردی از ماء مهین  
 پس عطا کردی بما عقل و حواس  
 از پیے کطف و ہدایت و از سبل  
 ہم ز فضل و رحم خود یا ذوالعلا  
 تاکہ ختم الانبیاء جد الحسن  
 خواند بہ ما روشن و معجز کتاب  
 علم دی آمد ولایت سر بسر  
 عبدة البطن اند ابنائے زمان  
 کو رو کر اند بس غافل زیار  
 معدہ را بگذار سوئے دل خرام  
 تا است از وے شنوی این زماں  
 وحدت باشد بہ کثرت جلوہ گر  
 تابانی سر اطوار وجود  
 کُلُّ شَيْءٍ بِهَالِكٍ مشہود عین  
 راکھا بر شاد از روئے کسے

آفریدی جملہ را از خیر و شر  
 يرجع الشين اليك لا ولا  
 از تخلہ ھنالک عاطل  
 خیر ذاتی، ہست و شر عارض بدار  
 کیف زید یقی زان شد خطا  
 کسے جواب الست را ملہم شدے  
 احسن القويم کردی ذوالقین  
 تاکہ از اعمال ما بینی سپاس  
 نیست ما جز اطاعت بارسل  
 کردہ امی ارسال رسل و انبیام  
 آخر آمد بود خسر انجمن  
 داد ما را شرع با فصل خطاب  
 عقل جزوی ہست اینجا حیرہ سر  
 کہ فضیلت مے دہند این را برآں  
 روز و شب در خط نفسانی دوار  
 تاکہ بے پردہ ز حق آید سلام  
 ہم بلی آری مجہینا بر نہاں  
 پس حرامی در وصالش سر بسر  
 کیست دیار اندری دار وجود  
 باشدت آن دم رہی از غبن و شین  
 ساجدانہ دید آبروئے کسے



بینی او را اندری آنست  
 لا یصح عندک فی ذالشہود  
 گاہ بینی عین ثابت را عدم  
 گاہ وجود خاص دانی مرورا  
 در تصور ذات او را کج کو  
 آفتاب آمد دلیل آفتاب  
 جذب دشوق ببل بیتان حشت  
 سنتہ اللہ چونکہ جاری شد بریں  
 مدتے ایں مثنوی تاخیر شد  
 ہاں نہ گوئی معجزات انبیاء  
 سنتش را نیست تبدیلی نہ ضد  
 پس خلاف نیچہ قانون او  
 زانکہ ایں ہم بردفاق عادت است  
 عادی و غیرش وفاق سنتش  
 کثرت او قلت ایں از قدم  
 نیچری چوں اندری جانگاہ شد  
 صدق طالب جود آن رب صمد  
 یک محقق بذاک من یشا  
 ”آں دُعائے شیخ نے چوں ہر دعا  
 از دہن ہائے خلایق شہد عیاں  
 شینا للہ شاہ جیلاں اعطی

ثم وجه الله بفهمی بے خطا  
 شمت الاعیان راحة الوجود  
 ینصبغ بصفات او اندر قدم  
 پس انا الحق در سرائی بر ملا  
 تا در اید در تصور مثل او  
 گردیت باید از دے روتاب  
 باز مالال گشت بر گل ہائے کشت  
 در بہاراں سبزہ رویہ از زیریں  
 حملتے بالست تاخوں شیر شد  
 شد خلاف نص شرعی ایں کجا  
 شادش برخواں زقرآن لَنْ تُعْجِزَ  
 درشتا صفی جاں اید بتو  
 معجزہ ہم در طباق سنت است  
 وافر دم بردفاق عاش  
 در محاط سنت وجف القلم  
 لا جرم زیں نکتہ گم آگاہ شد  
 پیش از فصل بہاراں بردہد  
 از عبادش انبیاء و اولیاء  
 فانی است دوست او دست خدا  
 معنی اذکر کم ہاں لے مہرباں  
 یامعین الدین چشتی اتنی

ہر زباں سے خواند از عشق مزید  
 رحم فرما اے سلیمان زماں  
 المدد یا شمس دین غوث جہاں  
 چوں حدیث روئے شمس الدین سید  
 نور روحانی دہر شمس سیال  
 از افول آمد منزہ شمس دین  
 شرح احسانات و فیض مستمر  
 ادبیاء صیقل گران روم داں  
 دل نہ غیر دست چوں صافی کنند  
 عکس مرہ روئے فتہ آنکہ درو  
 پاک کن مرآت خود از غیب حق  
 رنگ غیریت زمر آتت بکن  
 تابیبانی علم خود از علم او  
 نے نجوم است و نہ ریل است و نہ خواب  
 از پئے روپوش عامہ در بیاں  
 تلفرات غیبی آمد از اساس  
 آنکہ بتک عزتش کردہ حرام  
 آن علی غیور و منان و صد  
 یا الہی فیض از دیہانہ  
 انجمن نعمانہ شد دار این  
 واں سلیم الطبع والدین خوش صفات

یا فرید و یا فرید و یا فرید  
 الہدے اے نشان بے نشان  
 فضل کن یا فضل دین کہف الاماں  
 سمس چارم آسماں سر در کشید  
 کوست حقانی و باقی بے زوال  
 غیرش آفل لا اُجب الافلین  
 ایں زماں بگذار تا وقت دگر  
 نے چوں نقاشان ہیں لعبث گراں  
 ہر دو با خود آئند باری کنند  
 کہ مصفی باشد و ہم روبرو  
 کے تری فیہ وجوہ اوجہ حق  
 منعکس فیہا علوم ذوالمنن  
 ذات داو صافش ہمہ ظاہر ز تو  
 دمی حق واللہ اعلم بالصواب  
 وحی دل گویند او را صوفیاں  
 گشت چشتی پاس حق را صد پاس  
 محترم کردش بہ نزد خاص و عام  
 راجی خود را کجا رسوا کند  
 زد و بدارك انجمن نعمانہ  
 تاجدار خد متش آن تاج دیں  
 آن سلیم اللہ مفتی نیک ذات

حق سلامت دادش از رنج و تاب دین و دنیا باشدش خیر المآب  
ہم چراغ دین احمد خادمش  
الامان یاد تب زیاد مرصرش



۱۹۱۲ء میں ملک سلطان محمود خان ٹوانہ نے قبلہ عالم قدس  
سترہ کی خدمت میں اپنے کسی پریشانی کے متعلق عرض  
ارسال کیا اور عنوان پر یہ شعر لکھا ہے

گر چارہ مرے زخم جگر کا نہیں کرتے  
اچھا یہی کہہ دو کہ ہم اچھا نہیں کرتے  
حضرت نے بواپسی اپنے قلم مبارک سے یہ منظوم جواب ارسال فرمایا۔  
اس چشم سیاہ بھری پر سحر و فتن سے  
سلطان بھی اگر ابھیں تو اچھا نہیں کرتے  
بے ساختہ تھا زخم جگر نوک مرہ سے  
پھر شکوہ ہی کیا ہے کہ وہ اچھا نہیں کرتے  
کہہ دیوے بھلا کیسے کوئی میر عربا سے  
اچھا یہی کہہ دو کہ ہم اچھا نہیں کرتے  
ہے مہر و وفا طرہ و ادا آل عبا کی  
ہرگز نہ کہیں گے کہ ہم اچھا نہیں کرتے





# قوالی

سَاتِقَ الْأَطْعَانِ يَطْوِي الْبَيْدَ طَيْئُ  
مَنْعَمًا عَرَجٌ عَلَى كُشَيَّانِ طَيْئُ

شالا جیویں تھیدی ماہیا!  
گوڑھے نیناں والیاں متانیاں  
اوہ گئے اوہ دل ہے پیارے اوہ گئے  
داراں سرس اس انوکھڑے ڈھول توں  
بہے ٹھکانے پیت ساڈے بھال دی  
پراں تھیں سترک المے اک دے  
آوند دیکھاں ڈھولا انہاں اہاں تے  
مرحبا یا مرحبا پئی بول دی  
خیر ہووی انہاں نوں ذرا روک تے  
گوڑھے نیناں والیاں متانیاں

سار باناں! مہرباناں! راہیا  
آنکھیں جا انہاں پیاریاں دلجائیاں  
لاپرتیاں دے کے لارے اوہ گئے  
سارا عالم صدقے آکھاں بول توں  
بن تساڈے ہک گھڑی سوسال دی  
اک دھپوڑا دوجھے طعنے جگ دے  
بالدی ڈیرے پئی خانقاہاں تے  
چشماں فرش دھچھاواں خاطر ڈھول دی  
پہنچیں جد توں سونہیاں دی جھوک تے  
جا سینہڑا دیویں انہاں جانیاں

لَسْتُ أَنَسِي بِالتَّنَائِي قَوْلَهَا

كُلُّ مَنْ فِي الْحَيِّ أَسْرَى فِي يَدَيْهِ

بھلدے نہیں او بول مٹھڑے ڈھول دے  
رات ساری گزری تارے گندیاں  
بول سائل یار روہی رولدے  
یاد کر کر قول میزاں مندیاں

## مناقب شریف

میں اپنی داستانِ غم سنانے قبلہ فہر علی شاہ جی آیا ہوں  
 لگی ہے آگ جو دل میں آپ کے در پہ بجھانے آیا ہوں  
 میں اپنی داستانِ غم سنانے آیا ہوں  
 خدارا اب اٹھارخ سے پردہ یا مسیکہ خواجہ  
 دیدارِ رخِ زیبا کا میں پانے دہ پہ آیا ہوں  
 نہیں ہے کوئی درماں آپ کے دہ کے سوا میرا  
 مریض ہجرِ فرقت کو مٹانے آپ کے دہ پہ آیا ہوں  
 سخی ابنِ سخی کا دہ ہے خالی کوئی نہ لوٹے گا  
 مقدّر اپنا خواجہ جی آزماتے دہ پہ آیا ہوں  
 کوئی لاتا ہے تحفے، بے بہا کوئی مال نذرانہ  
 میں نعتِ مدنی شاہ جی سنانے دہ پہ آیا ہوں  
 میرا سدا ہو تیرا دہ، ہوا اور آنسو ہوں آنکھوں میں  
 یہ ہے اشکوں کا نذرانہ چٹھانے دہ پہ آیا ہوں  
 ہے دربارِ شاہانہ نظرِ کرم کر دو  
 جبینِ شوق قدموں میں جھکانے دہ پہ آیا ہوں  
 جو اک مدت سے تھے سوئے ہوئے میرے خیالوں میں  
 ترانے اشرفِ گاکر سنانے آپ کے دہ پہ آیا ہوں

# سَلام

بخدمت اقدس  
خواجہ خواجگان اعلیٰ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب

پیر مہر علی شاہ کے روضہ اقدس کے نظاروں کو سلام  
کلتیں اقدس اور گنبد اور مناروں کو سلام  
جس گھڑی یہ گلشن نہرا میں غنچہ کھلا گلستانِ مرتضیٰ تیری بہاروں کو سلام  
پیر مہر علی شاہ جی کی آلِ اطہر پہ پڑھوں لاکھوں درد  
شاہ جی کے لادلوں اور خد شکاروں کو سلام  
خواجہ کے دستِ اقدس پر جنہوں نے بیعت کی

ان مریدوں اور غلاموں تا بعد ازیں کو سلام  
شاہ جی کے آستان سے ہے شرف جو زمیں  
اس زمیں کے ذروں کو راہ گزاروں کو سلام  
مرشد غلام معین الدین عبدالحق شاہ جی کے جان نشین  
شاہ جی کے پیائے پوتوں رشتہ داروں کو سلام  
چار سو پھیلی ہوئی ہیں جالیاں جو دل نشین

روضہ اقدس کے درجوں اور دیواروں کو سلام  
خوب رو داری میں ہے روضہ پیر مہر علی شاہ جی کا  
وادی اقدس کے چشموں آیشاروں کو سلام  
ہوشنا خوان حبیب آتے ہیں اس دربار میں  
اُن کی نذرانہ عقیدت اور اشاروں کو سلام



جو کلام اللہ پڑھی جاتی ہے پیر علیؒ کے حضور  
اشرف ہے پیش کرتا ان سید پاروں کو سلام

## منقبت پیر غلام محی الدین صاحب گولڑوی المعروف بابو جی رحمۃ اللہ علیہ

سوہنا پیر غلام محی الدین بابو جی میرا اے  
لایا دچہ گولڑے شریف دے دیرا اے

پنجتن پاک یہی خاص نشانی این

ایہہ مولا علیؑ دادل جانی این

د سو ایہدے دہ گاکہڑا اے

سوہنا پیر غلام محی الدین بابو جی میرا اے

سرخیاں دا ایہہ پاک گھرانہ اے

نامے پاک محمدؐ ناتا اے

خالی گیا نہ جیہڑا آیا اے

سوہنا پیر غلام محی الدین بابو جی میرا اے

ایہہ نعوش پاک دا پیارا اے

پیر علیؑ شاہ دی اکھ داتا اے

اشرف پھندا مکھ تے سہرا اے

سوہنا پیر غلام محی الدین بابو جی میرا اے

## کلمہ شریف

کہو لا الہ الا اللہ محمد پاک رسول اللہ  
 جہتے کلمہ دیر الٰہ اندازے سرائے دار اوتھوں نس جانداے  
 تینوں اللہ ایہ فرمانداے  
 کہو لا الہ الا اللہ  
 کلمہ برے پیاتقدیراں نوں بچھ دیکھ زینب دیاں دیراں نوں  
 چم گئے قضا دیاں تیراں نوں  
 پڑھو لا الہ الا اللہ  
 محمد پاک رسول اللہ  
 ایہ تحفہ نبی دے گھر داے ایہ نوہ دلاں دچہ بھر داے  
 ایہ پڑھن والا نہیں مرداے  
 پڑھو لا الہ الا اللہ  
 بناں مرشد کلمہ پاک دانہ بناں مرشد دے راہ لہدا نہ  
 بناں مرشد بندہ حق دانہ  
 کہو لا الہ الا اللہ  
 سنگ مرشد فیض روحانی اے سنگ مرشد قطب نورانی اے  
 سنگ مرشد عمل قرآنی اے  
 کہو لا الہ الا اللہ  
 سنگ پیر دا خوش نصیبی اے سنگ پیر دا دید جیبی اے  
 سنگ پیر دا ادب قریبی اے

کہو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

بھید کلمے دا رہنے پایا اے اوہدے آتے نبیؐ داسایا اے

سانوں مرشد ایہہ فرمایا اے

پڑھو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

گھر مولا علیؑ دا نذرالائے کدی خالی نہ موڑن والائے

خوش ایس گلوں حق تعالیٰ اے

پڑھو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

ایہہ برکت یاد گھوس والے دی دسی شاں ہے بار گھوس والے دی

ایہہ صدا ہے ہر متوالے دی

کہو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

اشرفؑ اچی شان لولا کدی اے اچی شان پتخت پاک دی اے

اچی شان کربل خاک دی اے

کہو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

محمدؐ پاک رسول اللہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑ دی واہ بھانوں

ذکر زبانوں کوچ مکانوں کرسی نصیب اسانوں

محمدؐ رسول اللہ وجہ آخر وقت کلاموں

اشرفؑ سا بھتی نال ہی داکلمہ جاوے ایس مقاموں

کلمے نال میں نہاتی دھوقی کلمے نال دیا ہی

کلمے نال جنہاں توں ماریں کلمے نال گواہی

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ محمدؐ رسول اللہ



## منقبت شریف

میں منگتا غوثِ الاعظم سرکارِ دا  
 کافی حافی نہ بدکارِ دا یا غوثِ اعظم دستگیر  
 اے وارثِ بے وارثاں اے بادشاہِ دو جہاں  
 در پھوڑ کر جائیں کہاں یا غوثِ اعظم دستگیر  
 در پر سوالی ہیں کھڑے اور ہاتھ میں کاسم لے  
 بل جائے کچھ راہِ خدا یا غوثِ اعظم دستگیر  
 کچھ ہو عطا اب ہو عطا بہر علی مرتضیٰ بہر محمد مصطفیٰ  
 یا غوثِ اعظم دستگیر بہر شہیدِ سکر بلا

یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی شیخ اللہ  
 مشکلاتِ بے عدد داریم ما شیخ اللہ غوثِ اعظم پیرِ ما  
 ما ہمہ محتاج اور حاجت روا المدد یا غوثِ اعظم سید  
 خذیدی یا شاہ جیلان خذیدی شیخ اللہ انت نور الاحمد  
 مفلسا نیم آمدہ در گوئے تو

شیخ اللہ از جمالِ روئے تو  
 دست بکشا جانبِ زبیلِ ما

آفریں بر ہمتِ بازوئے تو  
 وقتِ امدادِ اے شہِ بغداد

دس بہ فریادِ اے شہِ بغداد  
 یا حضرت شاہِ محی الدین مشکل کشا بالخیر

• یا حضرت غوثِ اعظم! یا ذی اللہ  
 • یَسْئَلُ فَسَقَطَ يَا اَلْهٰی كُلَّ صَعْبٍ بِحَرَمَتِ  
 سیدِ الأبرار • امداد کن امداد کن، از رنج و غم  
 آزاد کن در دین و دنیا شاد کن یا غوثِ اعظم دستگیر

### دُرُود شَرِیف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ اَصْحَابِ سَيِّدِنَا  
 وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ



## رَبِّ محفلاں سجائیاں نہیں سرکار واسطے

کی کی نیٹیں کیتا یار نے اک یار واسطے  
 رَبِّ محفلاں سجائیاں نہیں سرکار واسطے  
 دل یاد لئی بنایا اے تعریف لئی زبان  
 اکھیاں بنائیاں سوہنے دے دیدار واسطے  
 کٹیاں نوں روزہ بندے نے دیدار آپ نے  
 کٹی تر پدے نے سوہنے دے دیدار واسطے  
 صدقہ نبی دی آل دا بخشے خدا شفا  
 منگود عاواں میسر جہے بیمار واسطے  
 رحمت اودھی نے لے لیا اپنی پناہ وچہ  
 پائے جدوں میں سوہنے دے دوچار واسطے  
 اللہ نے فرشاں عرشاں تے لائیاں جو رونقاں  
 کھیڈاں رچائیاں سوہنے دے سب پیار واسطے  
 سدے مدینے والیا ہن تے اونہاں نوں کول  
 عرضاں جنہاں نے کیتیاں دربار واسطے  
 لنگھ گئی حیاتی ساڈی تے عرضاں کریندیاں  
 پئے تر پدے آں سوہنے دے دیدار واسطے  
 گزرے نیازِی زندگی سوہنے دے عشق وچہ  
 نعتاں میں پڑھداراں مٹھل من کھار واسطے





## الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

يَا بَنِي سَلَامٍ عَلَيْكَ  
 يَا حَبِيبَ سَلَامٍ عَلَيْكَ  
 رہمتوں کے تاج والے  
 عرش کی معراج والے  
 يَا بَنِي سَلَامٍ عَلَيْكَ  
 يَا حَبِيبَ سَلَامٍ عَلَيْكَ  
 جان کر کافی سہارا  
 خلق کے وارث خدارا  
 يَا بَنِي سَلَامٍ عَلَيْكَ  
 يَا حَبِيبَ سَلَامٍ عَلَيْكَ  
 آپ کا در ہو مراسر  
 حنین کا صدقہ کرم کر  
 يَا بَنِي سَلَامٍ عَلَيْكَ  
 يَا حَبِيبَ سَلَامٍ عَلَيْكَ  
 واسطہ آلِ عبا کا  
 اور شہیدِ کربلا کا  
 يَا بَنِي سَلَامٍ عَلَيْكَ  
 يَا حَبِيبَ سَلَامٍ عَلَيْكَ  
 از طفیلِ غوثِ اعظم  
 يَا رَسُولَ سَلَامٍ عَلَيْكَ  
 صَلَاةُ اللَّهِ عَلَيْكَ  
 دو جہاں کے راج والے  
 عاصیوں کی لاج والے  
 يَا رَسُولَ سَلَامٍ عَلَيْكَ  
 صَلَاةُ اللَّهِ عَلَيْكَ  
 لے لیا ہے در تمہارا  
 لو سلام اب تو ہمارا  
 يَا رَسُولَ سَلَامٍ عَلَيْكَ  
 صَلَاةُ اللَّهِ عَلَيْكَ  
 سامنے ہو روئے الود  
 چشمِ دہل کر دو منور  
 يَا رَسُولَ سَلَامٍ عَلَيْكَ  
 صَلَاةُ اللَّهِ عَلَيْكَ  
 واسطہ خیر النساء کا  
 غم نہ ہو روتہ جزا کا  
 يَا رَسُولَ سَلَامٍ عَلَيْكَ  
 صَلَاةُ اللَّهِ عَلَيْكَ  
 گنج بخش فیضِ عالم

صدقہ امام اعظم  
یا بنی سلام علیک  
یا حبیب سلام علیک  
پوری یارب یہ دعا کر  
پہلے کچھ نعتیں سنا کر  
یا بنی سلام علیک  
یا حبیب سلام علیک  
دور ہوں سب ہی کے نچ و خم  
یا رسول سلام علیک  
صلوٰۃ اللہ علیک  
ہم در مولیٰ پہ جا کر  
پھر کہیں سر کو جھکا کر  
یا رسول سلام علیک  
صلوٰۃ اللہ علیک

السلام لے سبز گنبد کے مکیں

السلام لے رحمتہ تلغالمین

یا الہی انہ پیئے زلفِ رسولؐ

یہ سلام عاجزانہ ہو قبول

اے خدا کے آخری پیائے رسولؐ

یہ سلام عاجزانہ ہو قبول

آخری دُعائیں پڑھے جاتے والے چند اشعار :

بَلِّغِ الْعَالَمِ بِكَمَالِهِ      كَشَفْتَ الدُّجَىٰ بِكَمَالِهِ

حَسَنَتْ جَمِيعُ خِصَالِهِ      صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ

جسے چاہا وہ یہ بلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

وہ خدا نہیں بخدا نہیں وہ مگر خدا سے جدا نہیں

وہ ہیں کیا مگر وہ ہیں کیا نہیں یہ محب حبیب کی بات ہے

يَا رَسُولَ اللَّهِ اُنْظُرْ حَالَنَا      يَا حَبِيبَ اللَّهِ اِسْمَعْ قَالَنَا  
اِنَّا فِي بَحْرِ هَمٍّ مَّغْدُوقٌ      خُذْ يَدَيْنَا سَهْلًا لَنَا اَشْكَالَنَا

بدھی چورہی مجرمانہ کارہی      آہ میں کیسا ہی ہی ہوں تو کیرا تیرا  
تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال  
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

لِيْ خَمْسَةٌ اَطْفَانُ بِهَا      حَدِّ الْوَبَاءِ الْمَاطِمَةُ  
الْمُقْطَعِي وَالْمُرْتَقِي      وَابْنَاهُمَا وَالْفَاطِمَةُ

شاہ است حسین پادشاہ است حسین  
دین است حسین دیں پناہ است حسین  
سردار نہ داد دست در دست پزید  
حقاً کہ بنائے لالہ است حسین

غوثِ اعظم بمن بے سرو سامان مددے      قیلہ دیں مددے کعبہ ایماں مددے  
سُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَجْمَلُكَ      مَا أَحْسَنُكَ مَا أَكْمَلُكَ  
کہتے قہر علی کہتے تیری ثناء  
گستاخ اکھیں کہتے تجا اڑیاں

خواجہ پیر مہر علی شاہ جی گولڑہ شریف وہ ہستی ہے جن کی  
نستیں قضا ہو جائیں تو حضور بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



فرمائیں۔ مہر علیؑ آپؑ نے ہماری سُنّتیں قضاء کر دی ہیں۔  
 جستجوئے یار ہے اجیر ہو یا آگرہ  
 ہو میسر دیکھنا یا دانِ بزمِ گولڑہ

بگمِ دابِ بلا افتادہ گشتی      ضیعفانِ شکستہِ رالو پُشتی  
 بحقِ خواجہ عثمانِ ہرودن      مدد کنِ یامعینِ الدینِ چشتی

الہی بحقِ بنی فاطمہؑ      کہ بر قولِ ایماں کئی خاتمہ  
 اگر دعوتِ مدد کئی در قبول      من و دست و دامانِ آلِ کول

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ      سیدنا محمدؐ و آلہٖ اصحابہٖ بارک وسلم

الواریہ چشتیاں ہیں علامہ خواجہ پیر مہر علی شاہؒ  
 سرتاجِ عارفان ہیں علامہ خواجہ پیر مہر علی شاہؒ

جناب ابو الحقائِق گولڑہ شریف کے منظرِ عالی  
 کہ جن کے فیض کے در سے پھر اکوئی نہیں بحالی

# مصطفیٰ جانِ رحمت پر لاکھوں سلام

شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام  
اس ساعتِ افروز پہ لاکھوں سلام  
نوبہارِ شفا عبت پہ لاکھوں سلام  
نوشہٴ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام  
اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام  
کھفِ روزِ مصیبت پہ لاکھوں سلام  
ان بھنوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام  
اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام  
اس چمک دالی رنگت پہ لاکھوں سلام  
چشمہٴ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام  
اس کی نافِ حکومت پہ لاکھوں سلام  
موجِ بحرِ سماعت پہ لاکھوں سلام  
آنکھِ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام  
جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند  
شہرِ یارِ ارم تاجدارِ حرم  
شبِ اسری کے دولہا پہ دائمِ درد  
جس کے زیرِ لواءِ آدم و من سوا  
خلق کے دادرس سب کے فریادرس  
جن کے سجدے کو محراب و کعبہ جھکی  
جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا  
جس سے تارِ یکِ دل جگمگانے لگے  
وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا  
وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں  
ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا  
کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا  
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## دُرود ارواحی

ارواحی دُرود انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام و  
اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہ

الہی بھیج ثواب اس طعام کلام و ابرو ح محمدوت حضرت آدمؑ  
ثیتؑ اے ادریسؑ۔ نوحؑ نونؑ و حضرت اسماعیلؑ اتے اسحاقؑ  
صالحؑ مہتر ہودہؑ موسیٰؑ ہارونؑ۔ زکریاؑ یحییٰؑ اتے ادوودؑ۔ یوسفؑ  
ایوبؑ نامے حضرت عیسیٰؑ یعقوبؑ اتے اولاد اس دی یوسفؑ اتے  
برعیسؑ۔ ذوالکفلؑ اتے یسعؑ شعیبؑ اتے اور زہریاؑ۔ عزیزؑ اتے سلیمانؑ  
سکندرؑ نضرؑ دانیالؑ اتے یارؑ۔ ایساؑ اتے لقمانؑ اور تمامی انبیاء مخفی  
اتے مشہور بخش ثواب انہاں مجلسیاں تیر اسم غفور ابا و اجداد پیغمبرؑ  
مسلم ہو و اولاد انہاں زوجات میں بخشیں رہا ثواب۔ صدیق اکبرؑ عمرؑ  
خطابؑ نامے ذوالنورینؑ شاہ علیؑ اتے بیٹے اس دے حضرت حسنؑ حسینؑ  
ابوعبیدہؑ طلحہؑ زبیرؑ نامے سعدؑ سعیدؑ عبدالرحمنؑ بن عوفؑ نونؑ بخشیں۔  
ثواب مجید۔ حضرت بی بی عائشہؑ۔ بی بی خدیجہؑ الکبریٰؑ۔ بی بی حنیفہؑ زینبؑ  
بی بی سوڈہؑ۔ بی بی صفیہؑ۔ بی بی مارثیہؑ اور کلی حرم نبیؑ۔ حضرت بی بی فاطمہؑ الزہراؑ



اولاد رسول کریم طیب۔ طاہر۔ عبداللہ۔ قاسم۔ اسم۔ حضرت بی بی رقیہ  
 بی بی ام کلثومؓ اور جمعہ اصحابؓ بنی عباسؓ۔ حمزہؓ۔ دانی علیہ السلام اور خواجہ اویس  
 قرنیؓ۔ تبع تابعین نامے مذہب چار ابو حنیفہؒ۔ شافعیؒ۔ حنبلیؒ۔ مالکیؒ یار  
 غوث ربانی۔ محی الدین۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور کلی اولیاء اہل شہیدان  
 ساریاں۔ جہیز۔ امت۔ دے علماء التفسیر حدیث سارے فقہ دے اصول  
 حافظ۔ فاضل۔ عالم۔ متقی۔ حاجی۔ ملک اشرف عرض کریندا سب کریں قبول  
 استاد مرنی۔ اُن پیو۔ دادیاں دادے۔ نانیاں نامے بھی نامے بھی نامے  
 بھین بھراواں ساریاں۔ چاچیاں۔ چاچے۔ مامیاں۔ مامے۔ باسیاں  
 پھوپھیاں۔ ہریر پیر وھی۔ حبیبی۔ نبی ہو جنہاں دے حق۔ ہمسائے تے  
 یاد آشنا اور مومن مسلم مرد۔ زن۔ آدم کنوں لام۔ شاہ و گدا۔ آزاد غلام  
 جو موئے۔ انہاں روحاں تائیں۔ اس طعام کلام دا بھجج ثواب۔ تیر اسم غفور  
 برکت پاک محمد مصطفیٰ۔ تیر اسم وہاب۔

یا الہی جمع پاک کلام اور جمع اشیاء کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کہ  
 اس کا ثواب سید کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 روح مبارک کو عطا فرما۔ حضورؐ کے والدین۔ حضورؐ کی آل بیعت کو حضورؐ  
 کی ازواج مطہرات۔ حضورؐ کے اصحاب کرام کو ثواب عطا فرما اور جنت البقیع  
 والوں کو اور جنت معلیٰ والوں کو۔ شہداء غزوہ، بدر والوں کو اور غزوہ احد  
 والوں کو۔ حضرت امیر حمزہؓ۔ اور بہتر تن شہداء کے کربلا والوں کو جناب حضرت  
 علی کریم اللہ وجہہ۔ حضرت امام حسنؓ و حسینؓ و مائی فاطمہ الزہراؓ کو بارہا امام  
 چودہ معصومین۔ حضرت غوث الاعظم پیران پیر و سنگیر شیخ عبدالقادر  
 جیلانی شہنشاہ بغداد۔ حضرت بایزید بسطامی۔ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ

حضرت سلطان العارفين سخی سلطان باہو حضرت داتا گنج بخشؒ حضرت  
 سلیمان تونسویؒ حضرت پیر شاہ غازی دطری والی سرکار حضرت شاہ  
 لطیفؒ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ حضرت پیر مہر علی شاہؒ حضرت پیر  
 غلام محی الدین بابو جیؒ حضرت بابا اعل شاہ قلندرؒ حضرت بابا پیر محمد قاسمؒ  
 حضرت میاں فضل الدین چشتی کلپائیؒ حضرت معظم شاہ جھلیاریؒ حضرت پیر  
 فضل حسین شاہؒ حضرت پیر سید عبداللہ شاہ حسینی ہمدانی بھنگالی شریف حضرت  
 پیر سید علی اصغر شاہ بخاری۔ چن پیر بادشاہ صاحب پنڈ وریاں شریف والے  
 حضرت خواجہ احمد میریؒ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ۔ جمیع اولیائے  
 کرام کی ارواح پاک کو ثواب پہنچا۔ اور خاص کر اس مرحوم جو بھی ہو کی روح  
 کو ثواب پہنچا۔ آمین۔

یا اللہ! جمیع مومنات و مومنین و مسلمات و کلمہ طیب پڑھنے  
 والوں کو ایصالِ ثواب پہنچا۔ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 بروحبتک یا الرحیم الرحیمین۔  
 آمین ثم آمین۔



حضرت علامہ سید پیر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ





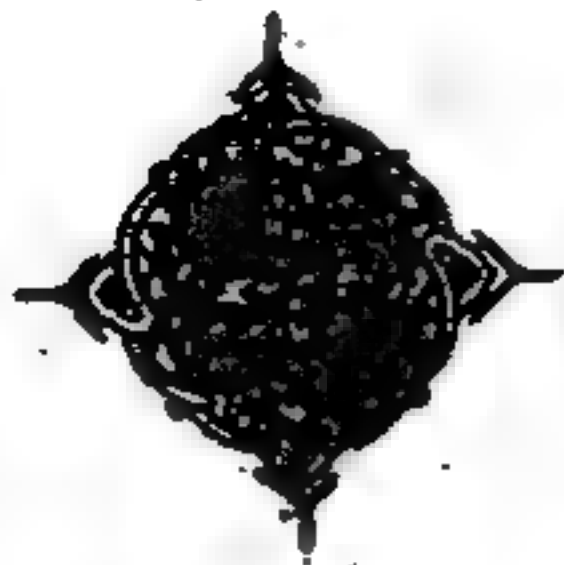
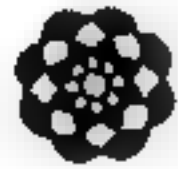
حضرت علامہ سید میر علی شاہ ضارحمتہ اللہ علیہ



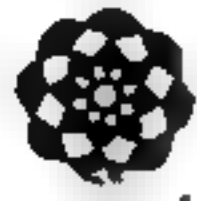
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## حضرت قبلہ عالم سید پیر مہر علی شاہ صا رضی اللہ عنہ کے سلاسل فقر

- ۱۔ سلسلہ چشتیہ نطنز امیہ ۹-۱
- ۲۔ سلسلہ چشتیہ منظوم ۱۱-۱۰
- ۳۔ سلسلہ قادریہ ۱۸-۱۲
- ۴۔ سلسلہ قادریہ جدیہ ۲۵-۱۹
- ۵۔ سلسلہ قادریہ جدیہ منظوم ۲۷-۲۶
- سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب کی اولاد کا نقشہ شجرہ نسب ۲۸



# سلسلہ چشتیہ منظوم



اے خداوند! تو ذاتِ کبریا کے واسطے  
میں ہوا ہوں سخت زار اس بندِ محنت میں اسیر  
خواجہ بصری حُسن کا نام لاتا ہوں شفیع  
فضل کر مجھ پر طفیلِ خواجہ ابنِ عباسؒ  
حضرت خواجہ حذیفہ کے لئے ملکِ رحم کر  
خواجہ ممشاد کی خاطر میرا دل شاد کر  
خواجہ ابدال احمدؒ کو محمدؐ مقتدی  
خواجہ مودودؒ حق اور خواجہ حاجی شریفؒ  
والی ہندوستان خواجہ معین الدین حسنؒ  
کام کر شیرِ طفیلِ خواجہ گنجِ شکرؒ  
دل کو روشن کر طفیلِ شہ نصیر الدینؒ چراغ  
دور کر ظلمتِ سراجِ دین و دنیا کے طفیل  
حضرت محمودؒ راجن سرورِ دنیا و دین

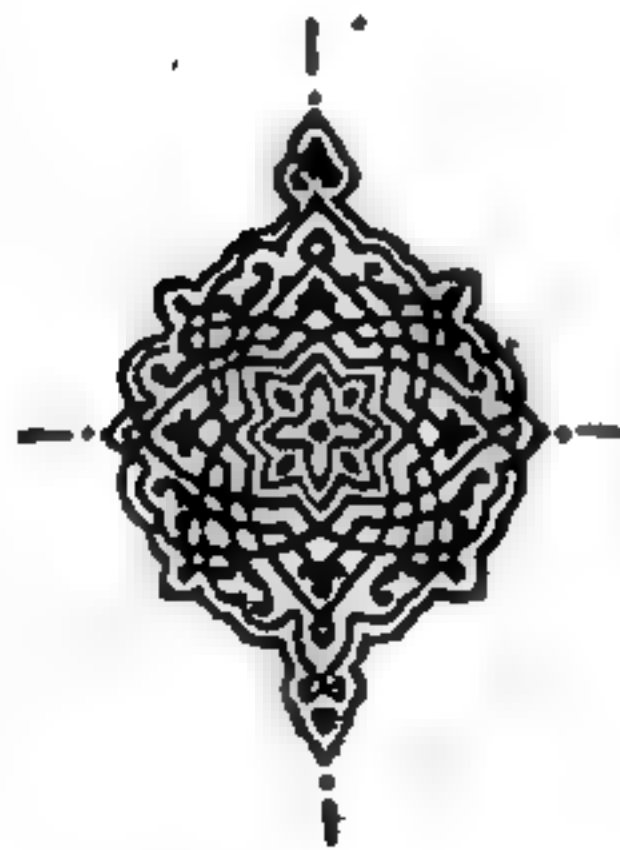
رحم کر مجھ پر محمدؐ مصطفیٰ کے واسطے  
کھول دے مشکلِ علی المرتضیٰ کے واسطے  
شیخ عبد الواحد اہلِ بفتا کے واسطے  
شاہِ ابراہیمؒ بنی بادشاہ کے واسطے  
پھر پیروں بصری صاحبِ ہدا کے واسطے  
شیخ بو اسحاق قطبِ چشتیا کے واسطے  
خواجہ بو یوسف صاحبِ صفا کے واسطے  
خواجہ عثمان اہلِ اقتدار کے واسطے  
شیخ قطب الدین قطبِ تقیاء کے واسطے  
اور نظام الدینؒ محبوبِ خدا کے واسطے  
اور کمال الدینؒ کمالِ اصفیاء کے واسطے  
اور علم الحقؒ والدینِ الہدایہ کے واسطے  
اور جمال الدینؒ خمن صاحبِ صفا کے واسطے



شاہ حسنؒ اور خواجہ شیخ محمدؒ کے طفیل  
 فضل کر مجھ پر طفیل شاہ کلیم اللہؒ ولی  
 دین و دنیا کا وسیلہ پیر عالم فخر دیں  
 حضرت خواجہ سلیمانؒ و جہاں کے دستگیر  
 کر کر مجھ پر طفیل خواجہ عالی جناب  
 صاحب صدق و صفا عالی مراتب بے ریا  
 میر بزم عاشقاں ہم شہسوار راہ حق  
 بخش دے اپنی محبت قطع کر دے ماسوا  
 حضرت سحیحیؒ مدینیؒ مقتدیؒ کے واسطے  
 اور نطفہ ام الدینؒ مقبول خدا کے واسطے  
 خواجہ نور محمدؒ رہنما کے واسطے  
 قبلہ حاجات کعبہ مدعا کے واسطے  
 شیخ شمس الدینؒ شمس چشتیا کے واسطے  
 خواجہ شہسدر علیؒ نور الوری کے واسطے  
 شاہ غلام محیؒ دیں دُر صفا کے واسطے  
 واسطے پیران شجرہ چشتیا کے واسطے



چو نور فخر رسالت بشاہ سلیمانؒ تافت  
 ز نور شمس سلیمانؒ تافت میر علیؒ



# سلسلہ فتادریہ جدیدہ منظوم

(حضورِ قبلہ عالم)

اے خداوند! تو ذاتِ کبریا کے واسطے  
میں ہوا ہوں سخت عاجز بندِ غفلت میں اسیر  
خواجہ بصری حسن کا نام لاتا ہوں شفیع  
کر کرم مجھ پر طفیلِ خواجہ داؤد طی  
حضرت شہ سیرمی سقطی کے لئے شکرم کر  
شاہ شبلی کے طفیل ابل کو میرے شاد کر  
عبد العزیز مینوی کی خاطر ہو مجھ پر مہرباں  
از طفیل حسن خرقانی کہ وہ ہے مقتدا  
حضرت شاہ غوث اعظم دستگیر بیگیاں  
حضرت عبد الرزاق کو بود شاہ اولیا  
حضرت شاہ ایجا کا جانِ دل سے تھیں غلام  
شاہ فرخ شاہ شاقوتی کہ ہے وہ پیشوا  
شاہ مولانا محمد مغربی کا فیض عام  
شاہ عباس الیاس مغربی شد چرم پوش

فضل کر مجھ پر محمد مصطفیٰ کے واسطے  
کھول دے مشکل علی المرتضیٰ کے واسطے  
خواجہ حبیب اعجمی اہل حیا کے واسطے  
خواجہ معروف کرخی بادشاہ کے واسطے  
شاہ بعداوی جنید القیاء کے واسطے  
اور عبد الواحد تمیمی صاحب رضا کے واسطے  
شاہ علاؤ الدین طرطوسی صفا کے واسطے  
شاہ مخدوم مبارک اقدسی کے واسطے  
واصلان دین عارف پیشوا کے واسطے  
شاہ نور الدین صاحب باسا کے واسطے  
شاہ بہاؤ الدین موسیٰ جی عطا کے واسطے  
احمد قدوس شاہ اولیا کے واسطے  
شاہ عبد الحق مغرب پربادی کے واسطے  
میراں شاہ قادر قمیص باسنا کے واسطے

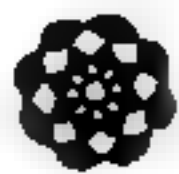
شاہ عبد اللہ کی شفقت ہر کسی پر عام ہے

حضرت میراں مقارب رہنما کے واسطے

تید شاہ فاضل قلندر عارف و صاحب کرم  
 شاہ مظفر مہرباں برہر عزیز و بیگیاں  
 حضرت شاہ مہر پانی پتی کاتب فیض سب  
 تید شاہ مرست حضرت صاحب عز و شرف  
 پیر عابد شاہ حضرت چشمہ آب حیات  
 صاحب عز و شرف سکین شاہ کا فیض عام  
 قمری باغ شریعت پیر سید فضل دین  
 نور عظمت گنج وحدت رہبر راہ حقیق  
 میر بزم عاشقاں ہم شمسوار راہ عشق  
 ڈوبا جاتا ہوں خدا یا ہاتھ میرا تھام لے  
 نفس شیطان سے پناہ دے تا حفظ الحائضین  
 سید عبدالقادر ثانی ضیاء کے واسطے  
 صافی و طالح کشتی باں عصل کے واسطے  
 فضل کر شاہ لعل والی خوش لقا کے واسطے  
 گوہر شاہ پار محمد بے بہا کے واسطے  
 حضرت سید رسول بن مرتضیٰ کے واسطے  
 اور فضل الدین ہادی رہنما کے واسطے  
 طوطی باغ طریقت پیر ہدیٰ کے واسطے  
 خواجہ پیر مہر علی شاہ بادشاہ کے واسطے  
 شاہ غلام محی الدین در صفا کے واسطے  
 خاطر اس پیر کامل رہنما کے واسطے  
 واسطے پیران شجرہ قادریہ کے واسطے

گر ہمے خواہی بعقبے اے برادر اسروری

باش در دنیا محبت خاندان تسادری





اسباقِ پستیدِ عالیہ نوری

بلغ العُلیٰ

کشف الدُّعویٰ

حسنتِ سنیٰ



صلُّوا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوا

## اَسْبَاقِ حَسْبِيهِ عَالِيهِ غَوْرُهُ مُعِزِّهِ صَاحِبُهُ

أَعُوذُ بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ وَبِوَجْهِكَ  
الْكَرِيمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ  
الرَّجِيمِ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللهِ الْعَلِيِّ  
الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ اسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِي لَا إِلَهَ  
إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ غَفَّارُ الذُّنُوبِ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ  
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا  
مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَحَبِيبِكَ وَرَسُولِكَ  
النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ



## ذِكْرُ چہا رُضْوِی

○ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ ○ إِلَّا اللهُ ○ اللهُ اللهُ ○ اللهُ هُوَ ○  
○ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) ○

## اَسْبَاقِ حَسْبِيَةِ عَالِيَةِ نُورِي

- ۱۔ اِلٰهَ الْاِلٰهَةِ بِعِزِّهِ بَارِكْهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ
- ۲۔ اِلٰهَ الْاِلٰهَةِ بِعِزِّهِ بَارِكْهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ
- ۳۔ اللهُ بِعِزِّهِ بَارِكْهُ جَلَّ جَلَالُهُ
- ۴۔ هُوَ بِعِزِّهِ بَارِكْهُ اللهُ مَوْجُودٌ مَوْجُودٌ اللهُ
- ۵۔ اللهُ هُوَ اللهُ جَلَّ جَلَالُهُ اللهُ
- ۶۔ يَا هُوَ يَا مَنْ هُوَ اللهُ هُوَ
- ۷۔ حَسْبِي رَبِّي جَلَّ اللهُ مَا فِي قَلْبِي
- غَيْرُ اللهِ لَا مَقْصُودِي اِلَّا اللهُ نُورٌ
- مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ لَاهِ الْاِلٰهَةِ اللهُ
- ۸۔ يَا هَادِيْ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ
- الَّذِيْنَ بِحَقِّكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ



۹۔ يَا مُحِبُّوبُ يَا مَطْلُوبُ يَا مَقْصُودُ يَا اللَّهُ

۱۰۔ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ

۱۱۔ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ۔

۱۲۔ سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبِّ الرَّحِيْمِ

۱۳۔ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

۱۴۔ اللَّهُ هُوَ يَا رَحْمَنُ يَا رَحِيْمُ يَا كَرِيْمُ

يَا حَكِيْمُ يَا جَبَّارُ يَا غَفَّارُ يَا سَتَّارُ

يَا عَزِيْزُ يَا غَفُوْرُ رَحِيْمُهُ تَهْ رَحْمَتُهُ كَرِيْمُ

أَكْ يَا إِلَهَ الْعَالَمِيْنَ هَادِيْتهُ هَادِيْتُ كَرِيْمُ

أَكْ يَا إِلَهَ الْعَالَمِيْنَ۔

۱۵۔ أَنْتَ الْهَادِيْ أَنْتَ الْحَقُّ كَيْسَ هَادِيْ اللَّهِ

# ختم مبارک جمیع خواجگان

اول فاتحہ شریف سات بار

ستارہ بار درود شریف

۹ بار سورۃ الہ نشرح لک

ایک تہزار بار سورۃ اخلاص قل هو اللہ

احدہ معہ بسم اللہ

سات بار فاتحہ شریف

ستارہ بار درود شریف

یہ امدادے

سید محمد کریم درویش عبد ال محمد کے حق میں دعا کریں۔

قادری گل احمد



## ختم مبارک موسوم

یہ حضرت پیران پیر دستگیر محبوب سبحانی  
قطب ربانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ  
دامت فیوضاتہم آمین یا رب العلمین برحمتک یا  
أَرْحَمَ الرَّحِمِیْنَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کیفیت

## ختم مبارک

اول فاتحہ شریف ہفت بار بعدہ درود شریف ست بار  
اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ  
وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ



نَبِيِّكَ وَحَبِيبِكَ وَرَسُولِكَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ  
وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ  
ایک بار۔

حَسْبُنَا اللَّهُ تَعَالَىٰ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ متد بار  
بعدہ یک دفعہ۔ وَنِعْمَ النَّصِيرُ۔ وَنِعْمَ الْمَوْلَا  
عُفْرَانُكَ رَبَّنَا وَالْيَاكَ الْمَصِيرُ  
مِنْ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ وَلَيْسَ الْمُؤْمِنِينَ  
فَاللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّحِمِينَ

الرحمین زائد۔

بعدہ ہفت بار فاتحہ شریف۔ متد بار درود شریف  
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ  
آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ  
وَرَسُولِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيَّ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ

وَبَارِكْ وَسَلِّمْ يَا اللَّهُ يَا هُوَ يَا مَنْ  
هُوَ يَا اللَّهُ هُوَ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ.

يَا سَمِيعٌ عَلِيمٌ - يَا فَحْبُوبُ يَا مَطْلُوبُ  
يَا مَقْمُودُ يَا اللَّهُ - يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ -  
يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ بِرَحْمَتِكَ يَا  
رَحْمَانُ - يَا وَدُودُ - يَا بَدُّوحُ -  
سَلِّمْ قَوْلَ مَنْ الشَّرِيبِ السَّحِيمِ -  
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ  
الْعَظِيمِ -

يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ - يَا دَافِعَ الْبَلِيَّاتِ -  
يَا شَافِيَ الْمَرْضَى - يَا شَافِيَ الْأَمْرَاضِ  
يَا شَافِيَ السَّقِيمَ - يَا خَيْرَ النَّاصِرِينَ  
يَا كَافِيَ الْمُهَنِّاتِ - يَا مُجِيبَ الدَّعَوَاتِ -  
يَا مُنْجِي مِنَ الْآفَاتِ - يَا رَفِيعَ الدَّرَجَاتِ -  
يَا مُنْزِلَ الْبَرَكَاتِ - يَا مُفْتَحَ الْأَبْوَابِ -

يَا مُسَبِّبَ الْأَسْبَابِ - يَا أَحْلِلَ الْمُشْكِلَاتِ -  
 يَا نَافِعَ - يَا مُفْلِحَ - يَا مُخْلِصَ -  
 يَا وَارِثَ - يَا بَاسِطَ - يَا غَنِيَّ - يَا مُغْنِيَّ - يَا فَتَّاحَ  
 يَا حَافِظَ - يَا حَافِظَ - يَا عَالِمَ  
 يَا عَلِيمَ - يَا نَاصِرَ - يَا نَصِيرَ -  
 يَا فَتَّاحَ - يَا عَزِيزَ - يَا مُعِزَّ - يَا سَلَامَ  
 اللَّهُمَّ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّحِمِينَ  
 آمِينَ يَا إِلَهَ الْعَالَمِينَ آمِينَ آمِينَ



إِلَهِي بِحُرْمَتِ هُوْلِكَ لَمْ  
 ظَهَرْتُ قُلُوبُنَا عَنْ غَيْرِكَ  
 وَلَنُورِ قُلُوبُنَا بِنُورِ سِفْرِكَ  
 أَبَدًا يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ





# وظائف روزمرہ بعد نماز صبح

ایک سو ایک مرتبہ

بروز جمعہ	لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
بروز ہفتہ خیالی	يَا رَحْمَنُ يَا رَحِيمُ
بروز اتوار	يَا وَاحِدُ يَا أَحَدُ
بروز پیر گل	يَا صَمَدُ يَا فَرْدُ
بروز منگل	يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ
بروز بدھ	يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ
بروز جمعرات زیارت	يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ
بروز جمعہ	لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ



## اللہ کے ذکر کی برکات

فرمایا: قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اس حلال جانور کے متعلق

جو اللہ کا نام لے کر ذبح نہ کیا گیا ہو، ارشاد فرمایا ہے:

وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يَذْكُرْهُمُ  
اللَّهُ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ لِفَاسِقٌ -

اور نہ کھاؤ وہ (جانور) جس پر اللہ  
کا نام نہ لیا گیا ہو۔ بے شک یہ

(پ ۸ - انعام) حکم عدولی ہے۔

کیوں نہ کھاؤ، اس لئے کہ وہ مُردار ہے۔ تو جس بندے اور انسان پر  
کسی کامل پیر کی توجہ اور تلقین ذکر کی تکبیر نہ چلی ہو وہ بندہ بھی مُردار ہے، اور نفس و  
شیطان پر تکبیر چلانا، یعنی ان کو ختم کرنا پیر کامل کا کام ہے۔ جب تک کامل پیر  
انسان کے سینے کے اندر دل میں اللہ ہو کی تکبیر نہ چلائے تب تک سینہ اور  
دل پاک نہیں ہوتا، لاکھ علم پڑھے، نمازیں پڑھے، جب تک کامل پیر اسم ذات کا  
تجلی نہ ڈالے اس وقت تک وصال خدا نہیں پاسکتا۔

## مقربین حق کا مقام

فرمایا: قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے کہ:

نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبِيبٍ  
الْوَحِيدِ - (پ ۲۶ - ق)

ہم بندہ کے اس کی شاہ رگ سے بھی  
زیادہ قریب ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کے قریب ہوتا ہے اور ذاتِ بریہ کا تجلی ان کے دلوں میں ان کی شررگ سے بھی زیادہ قریب ہے تو جس کے وجود میں خداوند کریم کا تجلی اتنا قریب ہو تو کیا وہ شرک و کفر کر سکتے ہیں اور ذاتِ کبریہ کا انکار کر سکتے ہیں، اس کی نافرمانی و حکمِ علوی کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں کر سکتے اس لئے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نبیوں، پیغمبروں اور ولیوں پر اعتراض کرتے ہیں ان کے وجود میں شیطان کا غلبہ اور تسلط ہوتا ہے، ان کے دلوں میں شیطانی وسوسہ ہوتا ہے، اس واسطے وہ اللہ کے مقبولوں پر اعتراض اور ان کے کمال کا انکار کرتے ہیں۔ اور شیطان خدا کی طرف سے لعنتی ہے، تو جو شخص ہم نشین ابلیس کا ہو جائے وہ بھی صاحبِ لعنت ہے، کیونکہ وہ لعنتی کا ساتھی ہے۔ درحقیقت جس کے وجود میں ابلیس نے گھر بنایا ہوا ہے اور خیالاتِ باطلہ، خواہشاتِ باطلہ، حرص و حسد، تکبر و خودی سے اس کا سینہ بھرا ہوا ہو وہ کبھی بھی خداوند تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کر سکتا اور نہ ہی ابلیس و شیطان اسے رجوع کرنے دیتا ہے جب تک وسیلہٴ انبیاء اور اولیاء اللہ پر یقین نہ کرے اور ان کا وسیلہ اختیار نہ کرے۔





# ختم شریف چشتیہ نظامیہ

۳۶۰ مرتبہ

۱۔ درود شریف

۳۶۰ مرتبہ

۲۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

۳۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - اَللّٰهُمَّ

لَكَ مَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنكَ وَدْرَكَ ۝

الَّذِي الْقَضَ ظَهْرَكَ ۝ وَرَفَعْنَا لَكَ

ذِكْرَكَ ۝ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ إِنَّ

مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ ۝

۳۶۰ مرتبہ

فَإِلَىٰ رَيْبِكَ فَارْغَبْ ۝

۳۶۰ مرتبہ

۴۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

۵۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - اَللّٰهُمَّ

قُرْشٍ ۝ اَلْفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَ

الصَّيْفِ ۝ فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا

الْبَيْتِ ۝ الَّذِي اَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ ۝

۳۶۰ مرتبہ

وَاَمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ ۝

- ۶:- یا قَاضِی الْحَاجَاتِ ۳۶۰ مرتبہ
- ۷:- یا دَافِعُ الْبَلَّیَاتِ ۳۶۰ مرتبہ
- ۸:- یا رَافِعُ الدَّرَجَاتِ ۳۶۰ مرتبہ
- ۹:- یا شَافِعُ الْأَمْرَاضِ ۳۶۰ مرتبہ
- ۱۰:- یا کَافِی الْمُرْهَمَاتِ ۳۶۰ مرتبہ
- ۱۱:- یا حَفِیْظِیَا سَلَامِ ۳۶۰ مرتبہ
- ۱۲:- سُورَةُ جَمْعِهِ ایک مرتبہ
- ۱۳:- دُرُود شَرِیف ۳۶۰ مرتبہ

### دُرُود شَرِیفِ ہزارہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ  
وَاَصْحَابِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ ذَرَّةٍ قَائِمَةٍ اَلْفِ اَلْفِ  
مَرَّةٍ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا  
مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

یہ ختم عراجگانِ قرب الہی و طہیبانِ قلبی حصولِ نسبت اور حل مشکلات کے  
اکبر و مجرب ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ تَعَالٰی  
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ  
 يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ

ذرا تو خیال کریں یہاں عالیشان مکان ہیں اور وہاں قبر کا گڑھا۔  
 یہاں مرنے والے کھانے اور وہاں کھڑے مکوڑے کھائیں گے۔

روزِ محشر کہ جاں گدازہ بود  
 اولین پرکشش نمازہ بود

يَا بَشِيرُ يَا نَذِيرُ

ہر انسان نے مرنا ہے عزیز و اقارب و دودھو کہ قبر میں اتار  
 آئیں گے اور پھر آہستہ آہستہ بھول جائیں گے حتیٰ کہ نام لینے  
 وال بھی کوئی نہ رہے گا۔ یقیناً وہ مومن ہوئے مرفرا نہ کریں جو نمازوں  
 میں غمزہ و نیاز۔

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد عشق

تبت است بر جمہ یدہ عالم دوام ما

ترجمہ :- جس کا دل عشق الہی سے زندہ ہو گیا، وہ کبھی نہ مرے گا۔  
 یہ ہماری دائمی کتاب عالم (روح محفوظ و قرآن) میں لکھا گیا ہے۔

خُدا را :- چند لمحے اپنی آنکھوں کو بند کر کے اپنے اُن  
 عزیز و اقارب کا تصور کریں، جو اللہ پاک کو پیائے ہو گئے۔  
 ان کی صورتوں اور عادات پر نظر دوڑائیں۔ کیسی کیسی صورتیں  
 اللہ پاک کو پیاری ہو گئیں۔ موت آئے گی اور ہر شے نے



موت کا مترہ چکھنا ہے۔ قبر کی تنہائی، تارہ یچی اور وحشت کو سامنے لائیں۔ جہاں صرف نیک اعمال کام آئیں گے۔  
 وہاں تو پائے عزت ایسا سامان پیدا کر  
 پشیاں ہو گزشتہ غفلتوں سے اپنے سوہیا کر  
 نماز ہر مسلمان پر فرض ہے۔ دل کو عشق الہی سے نہ نہ  
 کریں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال رکھیں۔ عجز و نیاز  
 سے دل کو روشن کریں۔ قبر میں دنیاوی امارت اور شان و  
 شوکت کام نہ آئے گی۔ وہاں سکون چاہتے ہیں تو نماز قائم  
 کریں اور برے کاموں سے بچیں۔ اللہ کی یاد میں دل کو  
 لگائیں۔

جادو راہ خدا غیر از فنا ملتا نہیں  
 ہے خودی جب تک کہ انسان میں خدا ملتا نہیں  
 دے جو دنیا ہے فقیروں کو کہ ہے فرصت ابھی  
 ڈھونڈتا ہے گور میں قاروں گدا ملتا نہیں  
 کلمہ شریف، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج ہر مسلمان پر فرض ہیں۔  
 قیامت کے دن ان کے متعلق پوچھا ہوگی۔ اللہ پاک کی جانب  
 دل سے رجوع کریں۔ دنیا کے کام بھی بخیر ہوں گے۔  
 آخرت بھی ستور جائے گی۔  
 یاد رکھو!

کوئی چیز بھی موت سے نہیں بچا سکتی۔

اللہ پاک کی رضا کے لیے ختم کیا ہوں شریف ہر چاند  
 کی گیارہ تاریخ کو دربار عالیہ غوثیہ چشتیہ ہوتا ہے۔  
 انشاء اللہ تعالیٰ عرس مبارک حضور غوث الاعظم دستگیر  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر سال دربار گولڑہ شریف میں ہوتا ہے۔  
 اور دور دور سے زائرین تشریف لاتے ہیں۔

حدیث شریف :- مرنے سے پہلے مر جاؤ۔ یعنی  
 مرنے سے پہلے دھندوں عیش و عشرت و گناہوں وغیرہ  
 کو چھوڑ دو۔ اس طرح آپ کو ابدی زندگی ملے گی۔ جسے موت  
 نہیں آتی۔

رات کو لیٹتے وقت آنکھیں بند کر کے یہ تصور کریں کہ میں قبر  
 میں لیٹا ہوا ہوں۔  
 سونے سے پہلے اپنے گناہوں کی معافی مانگ لے شاید یہ  
 تیری آخری رات ہو۔

## تعجب ہے

تعجب خدا سے محبت نہیں تعجب ہے	تعجب رسولؐ سے اُلفت نہیں تعجب ہے
کلام پاک سے بغیت نہیں تعجب ہے	تعجب مذاقِ تلاوت نہیں تعجب ہے
تعجب خیال قیامت نہیں تعجب ہے	تعجب عذاب سے دہشت نہیں تعجب ہے
تعجب نجات کی حسرت نہیں تعجب ہے	تعجب نماز کی فرصت نہیں تعجب ہے
عجب نہیں کہ لعینوں میں نام ہو تیرا	عجب نہیں کہ جہنم مقام ہو تیرا

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

هو النقیب هو الحسن ۸۶ ۷ هو العنایت هو الرضا  
هو الحی القیوم ۷ هالمزی لایموت  
جناب غوث الاعظم شاه جیلانی  
بود این نصاب را دائم نگهبان  
یا فاطمه یا الله ۸۶ ۷ یا محمد یا علی

۸	۱۱	۱۲	۱
۱۳	۲	۷	۱۲
۳	۱۶	۹	۶
۱۰	۵	۴	۱۵

یا حسین ۷ یا شاه ابوالعلا کریم ۷ یا حسن ۷  
الهی خیر گردانی با حق شاه جیلانی ۷  
دمن دمن بنی بنی آمنه جس احمد سا جایا  
جسا و با گھر اپنے اتھے سرور عالم آیا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ  
إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ

اَلَمْ	حَمْسُو	ن
اَلْمَقْص	حَم	لِيس
كَمُيَعَص	ق	اَمِيْن

رزق کی فراخی کے لئے

اس نقش کو دکان یا مکان میں لٹکانا باعث برکت ہے۔ اور صبح زیارت کرنا بھی مفید ہے۔

جادو کاٹنے کے لئے

اول و آخر تین دفعہ درود شریف پڑھیں۔ پھر ان حروف مقطعات کو گیارہ مرتبہ تلاوت کر کے ہاتھوں پر پھونک کر سارے جسم پر پھیر لیں۔ ہر قسم کا جادو کاٹنے کے لئے آگیر ہے۔



نَادِ عَلِيًّا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے

نَادِ عَلِيًّا مظهر العجائب

نذر کر علی (علیہ السلام) کے جو عجائب کے مظہر ہیں،

تَجِدُهُ عَوْنًا لَكَ فِي الشَّوْائِبِ

تو اُن کو تمام مصائب میں مددگار پائے گا

كُلُّ هِمٍّ وَغَمٍّ سَيْنُجَلِي بِنَبِيِّكَ

ہر ہنسکر اور غم آپ کی نبوت سے دور ہو جائے گا

يَا مُحَمَّدُ بَوْلَايَتِكَ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ

اے محمد! (علیہ السلام) اور آپ کی ولایت سے یا علی! یا علی! یا علی!

# تواریخ اعراض مشائخ عظام

عمر بن الخطاب <sup>۱</sup> معروف گرجی بابا فرید الدین مسعود  
گنج شکر <sup>۲</sup> شہدائے کربلا حسن بصری <sup>۳</sup> مشائخ دنیوی  
حضرت امام زین العابدین <sup>۴</sup>۔

محرم۔

خواجہ سلیمان تونسوی <sup>۲۲</sup> خواجہ محمود راجن <sup>۲۳</sup> خواجہ شمس الدین <sup>۲۴</sup>  
علم الدین <sup>۲۵</sup> - عبد الواحد ندوید <sup>۲۶</sup> - تیسکے مدنی <sup>۲۸</sup>  
حضرت سیدنا خواجہ پیر مہر علی شاہ گورکھوی <sup>۲۹</sup>۔

صفر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم - امام عسکری <sup>۲</sup>  
امام محمد <sup>۳</sup> قطب الدین نجفی راکھی - کلیم اللہ حبیب آبادی <sup>۴</sup>  
فضیل بن عیاض <sup>۲۳</sup> - حضرت شیخ محمد <sup>۲۹</sup>۔

ربیع الاول۔

پیران پیر دستگیر محبوب سبحانی <sup>۱۱</sup> سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی <sup>۱۲</sup>  
ابن اسلمی شامی <sup>۱۳</sup> - نظام الدین اولیاء <sup>۱۴</sup> - ناصر الدین <sup>۲۶</sup>۔

ربیع الثانی۔

جمادی الاول۔ امام محمد تقی <sup>۱۳</sup> - سراج الدین <sup>۲۱</sup> - حضرت ابراہیم بن ادھم <sup>۲۶</sup>۔

ابن احمد چشتیؒ  
 ابی محمد چشتیؒ  
 جمادی الثانی: حضرت سیدنا غلام محی الدینؒ بابو جی گورکھویؒ  
 مولانا رومؒ - امام محمد تقیؒ - ابو بکر صدیقؒ - حضرت فخر الدینؒ

مؤدود چشتیؒ امام موسیٰ کاظمؒ خواجہ معین الدین چشتیؒ  
 حاجی شریف الزندقیؒ امام جعفر صادقؒ امام اعظمؒ  
 پیر نذر الدین گورکھ شریفؒ

شعبان:

رمضان: فاطمہ الزہراءؒ - نصیر الدین چراغ دہلویؒ - علی رضی اللہ عنہؒ

شوال: سدید الدین حذیفہؒ  
 امیر خسروؒ

امام حسنؒ  
 نظام الدین اوزنگ آبادیؒ  
 ذی قعدہ: کمال الدینؒ - حسن محمدؒ

ذو الحجہ: خواجہ نور محمدؒ - عثمان ذوالنورینؒ - خواجہ جمال الدین جمنؒ

## نعت شریف

معدنِ ج کی رتیاں دھوم یہ تھی اک راج دُلا را آوت ہے  
 لولاک کا سہرا سر سوہوت وہ احمد پیارا آوت ہے  
 مازاغ کا کجلا نین بھرے والشمس کا بٹنا مکھ پہ ملے  
 ہے میم کا گھونگٹ چہرے تلے وہ رب کا سنوارا آوت ہے  
 یس کی چمک ہے داتن میں طہ کا کرشمہ نین میں  
 والفجر کا جلوہ گالن میں وہ عرش کا تارا آوت ہے  
 حوروں نے کہا جب بسم اللہ غلمان نے پکارا اِلا اللہ  
 خود رب نے کہا ماشاء اللہ محبوب ہمارا آوت ہے  
 جبرائیل آمین یہ کہتے چلے اے عرشوں تمہارے بھاگ جاگے  
 تعظیم کو سب ہو جاؤ کھڑے سردار تمہارا آوت ہے  
 دھرتی سے اٹھا آکاش چڑھا ممتاز یہ غل تھا چاروں طرف  
 چلے حق سے ملنے کو صلی علی وہ احمد پیارا آوت ہے

باغِ جنت میں محمدؐ مسکراتے جائیں گے  
 پھول رحمت کے گریں گے ہم اٹھاتے جائیں گے





# کس وقت کیا کیے

کہیئے	کوئی کام شروع کیجئے تو	○
کہیئے	اللہ تعالیٰ کے نام پر دیجئے تو	○
کہیئے	اچھی خبر سنیئے تو	○
کہیئے	آپ کو چھینک آئے تو	○
کہیئے	کسی کو چھینک آئے تو	○
کہیئے	کچھ ارادہ کیجئے تو	○
کہیئے	کسی کو تکلیف میں دیکھئے تو	○
کہیئے	کسی کو رخصت کیجئے تو	○
کہیئے	سو کر اٹھیئے تو	○
کہیئے	ناگوار باتوں پر	○
کہیئے	خوشگوار باتوں پر	○
کہیئے	غلط کاموں پر	○
کہیئے	مدد کے لئے	○
کہیئے	کسی کی تعریف کے لئے	○
کہیئے	کسی کا شکریہ ادا کیجئے تو	○
کہیئے	اور مرنے کی خبر پہنچے تو	○

طالب دعا : ملک محمد اشرف نقشبندی

حضرت سیدنا پیر علی شاہ صاف قدس کی والدہ کا لقب شیخہ منہسب ذیلی ہے۔

حضرت سیدنا پیر علی شاہ صاحب

حضرت سید پیر غلام محمد الدین شاہ صاحب شریف ناباوری

سید شاہ عبدالحق شاہ صاحب

سید غلام حسین الدین شاہ

سید علی سعید الدین شاہ

سید میر سید الدین شاہ

سید غلام حسین الدین شاہ صاحب

سید غلام حسین الدین شاہ

سید میر محمد الدین شاہ

سید غلام محمد الدین شاہ

## ہماری معیاری کتب آپ کے لئے

تاریخ مشائخ بہدان	عملیات ہر مشکل آسان
تاریخ مشائخ نقشبند	عملیات تحفہ مشکل کشا
تاریخ مشائخ ہشت	الشدولے المعروف
سوانح حیات	{ فیضان اولیاء
حضرت پیر مہر علی شاہ	وظائف اولیاء
حضرت داتا گنج بخش	عملیات اولیاء
حضرت پیر غلام محی الدین المشہور بابو جی	تذکرۃ اولیاء جدید
حضرت بوعلی قلندر	قصص الاولیاء جدید
حضرت بابا اعلیٰ شاہ قلندر	گلزار تعویذات
حضرت اعلیٰ شہباز قلندر	ماں کی عظمت
جھوڑے اعلیٰ سہون شریف	باب کی شفقت
بابا فرید الدین گنج شکر	{ سورۃ یسین سے
سنی سلطان بابو	پریشانیوں کا حل
ابیات بابو	{ سورۃ فاتحہ سے
قصیدہ غوثیہ مترجم	پریشانیوں کا حل
قصیدہ روحی مترجم	{ سورۃ مزمل سے
قصیدہ بردہ مترجم	پریشانیوں کا حل
اسم اعظم مع	عملیات نورانی
{ فضیلت کی رائیں	ختم خراجگان مع
حقیقت گیارہویں شریف	{ شجرہ مشائخان طریقت
منگوانے کا پتہ	

شمع بکت بی ۸ یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور





# ہماری معیاری کتب

کربلائے معلیٰ  
کی زیارتیں  
محمد اشرف نعیمی

مکمل اور جامع حالات زندگی  
حضرت داتا  
گنج بخشؒ  
محمد اشرف نعیمی

سُورۃ لیس  
سے  
مشکلات کا حل  
محمد اشرف نعیمی

سُورۃ فاتحہ  
سے  
مشکلات کا حل  
محمد اشرف نعیمی

عملیاتِ نوارانی  
محمد اشرف نعیمی

خزینہ و ظائف  
محمد اشرف نعیمی

سولہ معجزے  
محمد اشرف نعیمی

اقوالِ اولیاء  
محمد اشرف نعیمی

سُورۃ مزمل  
سے  
مشکلات کا حل  
محمد اشرف نعیمی

فون: 042- 7232132

موبائل: 0333-4329486

شمعِ بک ایجنسی لاہور

8 یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور